ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب الحکم ہز ہائنس عالیجاہ فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ مخلص الدولہ ناصر الملک امیر الامراء نواب سر سید محمد حامد علیخان بہادر مستعد جنگ جی سی آئی ای جی سی وی او اے ڈی سی والی ریاست رامپور

از تصنیف شاعر فصیح اللسان ناظم بلیغ البیان شمس العلما جناب مولوی نواب سید امداد امام صاحب بہادر رئیس اعظم پٹنہ المتخلص بہ اثر دام اقبالہ

در مطبع سرکاری ریاست رامپور طبع گردید

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب الحکم ہز ہائینس کرنل عالیجاہ فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ مخلص الدولہ ناصر الملک امیر الامرا نواب سر سید
محمد حامد علیخان بہادر مستعد جنگ جی سی آئی ای۔ جی سی وی او۔ اے ڈی سی والیٔ ریاست رامپور

دیوان اثر

از تصنیف شاعر فصیح اللسان ناظم بلیغ البیان شمس العلما جناب مولوی
نواب سید امداد امام صاحب بہادر رئیس اعظم پٹنہ المتخلص بہ اثر دام اقبالہ

در مطبع سرکاری ریاست رامپور طبع گردید

یا علی مدد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مزین بسم اللہ سے مطلع ہے دیوان کا
الٰہی ہو اثر میرے بیان مین حسن قرآن کا

فزون ادراک سے ہے مرتبہ شاہ رسولان کا
اسے سرتاج خالق نے بنایا جن و انسان کا

فقیری مین مجھے بخشا خدا نے اوج سلطان کا
گدا مجکو بنایا آستان شاہ مردان کا

رلاتا ہی لہو آنکھون سے غم شاہ شہیدان کا
مرے گریہ سے دل ہی پانی پانی ابر باران کا

نمود شکل ہستی کن فکان کی کارسازی ہے
ظہور ہر دو عالم ہے اشارہ تیرے فرمان کا

توانا کرنیوالا ناتوان کو دست خالق ہے
جو آنکھین ہون کرے کوئی تماشا پیر کنعان کا

تغافل اسکا رستم کو بنا دی زال سے بدتر
توجہ اسکی بخشے مور کو رتبہ سلیمان کا

تری معراج سے معراج پائی عرش اعظم نے
فلک کہتے ہین جسکو ہے وہ زینہ تیرے ایوان کا

طہارت پنجتن کی آیۂ قرآن سے ثابت ہے
نجس خود ہے جو منکر ہو کلام پاک یزدان کا

زہے توقیر و شانِ آستانِ عرش پیرا میں
بلا گردان فلک ہی گنبدِ شاہِ خراسان کا

علیؑ سے تا بہ مہدی سب امامانِ عالم ہیں
ہر اک آئین ہے حکم حق سے رہبر جن و انسان کا

علیؑ ہی رازدانِ حق علی سے ہے زبانِ حق
علیؑ ہی ترجمان حق علی مطلب ہے قرآن کا

سر خیلِ اماماں ہی امامِ پاکبازاں ہے
امم کا مقتدا ہی پیشوا ہے اہلِ ایمان کا

پڑہا نادِ علیؑ جب حکم رب سے سرورِ دین نے
کھلا جوہر اُحد مین ذوالفقارِ شاہِ مردان کا

تھا جسدم ترا بحرِ توجہ جوش پر آیا
ہوا غرقِ فنا دم مین عدو موسیٰ عمران کا

اُٹھایا پردۂ ظلمت کو تیرے نور نے ورنہ
نہان تھا خضر کی آنکھوں سے چشمہ آبِ حیوان کا

اُٹھا دنیا سے جیسے نامِ پاکِ مرتضیٰ لیتا
علیؑ نامِ خدا ہے مومنون ہمنامِ یزدان کا

ہوئی تو حکم حق سے ناخدائے زورقِ نصرت
نہ پہنچا کوئی صدمہ نوحؑ کی کشتی کو طوفان کا

کیا سجدہ ملائک نے تجھے آدم کی صورت میں
ہوا گمراہی شیطان کا باعث عذر شیطان کا

خلیل اللہ کو تیرے کرم نے امن مین رکھا
دکھایا آتشِ نمرود نے جلوہ گلستان کا

علیؑ کے ہاتھ مین کونین کی عقدہ کشائی ہے
امامِ جنی و انسی ہی مالک جسم کا جان کا

ہمارا طائرِ دل ہی کبابِ آتشِ اُلفت
نہو کیونکر اثر اُس مین حدیثِ طیرِ بریان کا

وہ بلبل ہون کہ باغِ منقبت مین شور ہی میرا
مرے نغموں سے دم بند ہے مرغانِ خوش الحان کا

خدا کیونکر نہ دیتا خرقہ معراج حضرت کو
گنہگاروں کے عیبونکو ہمیشہ آپ نے ڈہانکا

علیؑ ہے بابِ شہرِ علم و دانائے رموزِ حق
علی ہے صاحبِ عرفان علی عالمِ قرآن کا

نبیؐ سے اے شہِ دین تو نے پائی دخترِ ذیشان
کیا حق نے تجھے موردِ عطائے تیغِ بران کا

ولا تیری نہو جس میں مسلمان ہو نہیں سکتا
مسلمان کا جو مقصد ہے وہی مقصد ہے مسلمان کا

سنا ہے آفتابِ حشر میں گرمی بہت ہوگی
شہا سایہ ملے روزِ قیامت تیری دامان کا

بجا ہے گر اشرؔ کی ذات پر نازش کرے دوران
فلک سے ہو زیادہ مرتبہ تیرے ثناخوان کا

دلِ وحشی ہوا مسکن گزین ایسے بیابان کا
کہ عالم پائے مجنون میں جہان ہے بیدِ لرزان کا

سرِ شوریدہ منت کش نہوگا سنگِ طفلان کا
سوا کوہِ گران سے ہے اُٹھانا بارِ احسان کا

فلک تجکو نہ ہو کیونکر حسد خاکِ شہیدان کا
شفق آلودہ دامن ہوگیا اُس ماہِ تابان کا

تصور ہے دمِ گریہ جو تیرے روئے خندان کا
مری آنکھیں دکھاتی ہیں تماشا برق و باران کا

یہ وحشت رہنمائی جادۂ دشتِ محبت ہے
دلِ گم گشتہ پر احسان نہیں خضرِ بیابان کا

ہر اک نرگس میں عالم چشمِ مجنون کا ہوا پیدا
جو اس لیلیٰ شمائل نے گلستان کیطرف جانا

جو پہنچی آہِ سوزان قمری دل لئے گلستان میں
ہر اک شمشاد پر عالم ہوا سروِ چراغان کا

مری آنکھوں نے دیکھی ہے بہار اُس گل کے کوچے کی
مبارک ہو تجھے زاہد نظارہ باغِ رضوان کا

گنہگاروں کی آنکھیں قلزمِ اشکِ ندامت ہیں
نہیں دشوار اے زاہد چھڑانا داغِ عصیان کا

فلک آئینہ داری جورِ مہرویان کی کرتا ہے
شفق ہی عکسِ خون آلودہ رخسارِ شہیدان کا

وہی ہی آدمی جو چشمِ عالم مین جگہ پائے
کوئی دیکھے کہ دیدے مین محل ہوتا ہے انسان کا

ہر اک مشتاق کی جان کسوتِ تن سے ہوئی باہر
دکھایا ساعدِ عریان نے عالم تیغِ عریان کا

لبِ جان بخش کی الفت مین تمنی جانِ شیرین دی
ہوا اپنے لیئے زہراب چشمۂ آبِ حیوان کا

رکھا خورشید نے بدلی کا رومال اپنی آنکھون پر
تہ گیسو جو دیکھا جلوہ اسکے روئے تابان کا

مِری خاکِ قدم کو کیون نہ آنکھون سے ملے مجنون
کہ نورِ چشمِ لیلےٰ ہے غبار اپنے بیابان کا

ہزارون حسرتونکو آسمان نے خاک کر ڈالا
دلِ مایوس خاکا ہو گیا گورِ غریبان کا

نہین محبوس ہوتی بوئے گل دیوارِ گلشن سے
چلے روحِ روان پر زور کیونکر تن کے زندان کا

کسیکی دید پر موقوف میری زیست ہے ناصح
مِرا تارِ نظر انداز رکھتا ہے رگِ جان کا

عدو کو لیکے وہ بت کیون نہ آئی میری میت پر
مسلمانو جلاتا ہے اُسے مردہ مسلمان کا

ہزارون حسرتونکا خون ہوا ہی تیری ہاتھون سے
دل اپنا اے فلک ہم رنگ ہی خاکِ شہیدان کا

نہین ہی تنگ چشمی خاکسارونکا کبھی شیوہ
یہ اہلِ شوق آنکھون پر قدم رکھتے ہین مہمان کا

شہادت ہوگئی پیشِ نظر شامِ جدائی مین
ہلالِ چرخ نے عالم دکھایا تیغِ بران کا

تری چاہت نے جیسے یوسفِ دلکو گرایا ہے
تری چاہِ زنخدان پر گمان ہی چاہِ کنعان کا

نہین بیوجہ خونابہ فشانی چشمِ گریان کی
تصور ہے دمِ گریہ کسیکی نوکِ مژگان کا

نظر آئیگی تجکو حق پرستی سے پرستی میں
مسلماں ہوں اگر کافر تصور انکا نہیں کوئی

کسی دن دیکھنے سے زاہد تماشا بزم رندان کا
خدا ہی نے عدو تجکو بنایا دین و ایمان کا

چھپیگا دامن محشر میں خورشید قیامت بھی
آنکھیں میری جھپتے انکی خبر کیونکر لیتے ہم

غضب ہے جنکا عصیان نہ تھا بیداد غم عصیان کا
نہ پایا کوئی دل ان جانے آئے یاں کوئی والا

نشان نقش قدم کا بھی نہ پایا تا دم آخر
عبث ہمنے کیا پیچھا اثر تیر پران کا

حسرت بھری نگاہ سے ہر بار دیکھنا
اس میرے دیکھنے کو ستمگار دیکھنا

یوں سب نے نقاب عارض دلدار دیکھنا
ہوتے ہماری طاقت دیدار دیکھنا

مرنے کو غیر ہی سے ستمگار دیکھنا
کیا موت ہوگئی تجھے عشاق دیکھنا

کیسے چھپے ہیں کافر و دیندار دیکھنا
دو پہنے ہیں سبحہ و زنار دیکھنا

بیتاب ہو رہی ہیں خریدار دیکھنا
یوسف کی میرے گرمی بازار دیکھنا

اے قیس میرے پاؤں کے تو خار دیکھنا
پھر آبلے ہیں کوکب سیار دیکھنا

اچھی نہیں ہے چال تری یار دیکھنا
برپا کریگی حشر یہ رفتار دیکھنا

آساں ہے موت غم میں ستمگار دیکھنا
پر میری زندگانی دشوار دیکھنا

سمجھینگے بوالہوس تجھے اغیار دیکھنا
لب تک نہ آئے آہ دل زار دیکھنا

دل لیکے اب ہی جانکا طلبگار دیکھنا
ہمدم یہ جانستانی دلدار دیکھنا

گل بیطرف ہے جانب گلزار دیکھنا
بلبل بہار عارض دلدار دیکھنا

اچھا نہیں ہے جانب اغیار دیکھنا
ہم بھی ہین تیری بزم مین ای یار دیکھنا

کنج قفس مین خاطر صیاد ہی ضرور
سوے چمن نہ مرغ گرفتار دیکھنا

دشمن کو بھی نصیب نہوے اے مرے خدا
حاسد کو اپنے درد کا غمخوار دیکھنا

نیرنگ روزگار سے بچتے نہین حسین
گل کو نصیب ہوتا ہی بازار دیکھنا

نالہ لگی میرے طرز اڑانی اگر صبا
تر خون مین عندلیب کی منقار دیکھنا

کرتا ہی قطع منزل ہستی کو مثل تیر
اس راہوار عمر کی رفتار دیکھنا

اپنا شریک حال عدو بھی ہی دل شکن
ہے میری طرح جان سے بیزار دیکھنا

یون بار بار سبزہ خط کو نہ یار دیکھ
پیدا کریگا آئینہ زنگار دیکھنا

ہر داغ دل فراق مین خورشید سوز ہے
آتا نہ میرے گرد شب تار دیکھنا

ہی سرخرو ضرور خدا کی جناب مین
زاہد فروغ چہرہ میخوار دیکھنا

اے دل ابھی وہ بر سر اقرار ہی تو کیا
آخر کریگا وصل سے انکار دیکھنا

ہی آج سامنا تجھے ابر بہار کا
کرنا کمی نہ دیدہ خونبار دیکھنا

نرگس اگی ہی بعد فنا اپنی قبر پر
اے گل ہماری حسرت دیدار دیکھنا

عالم دکھا رہی ہی شفق مین ہلال کا
مریخ میرے یار کی تلوار دیکھنا

شیرین عجب نمود پہ ہی خونِ کوہکن
ہے لالہ زار دامنِ کہسار دیکھنا

سرگرم نالہ ہائے شرربار ہی جو دل
منظور ہی رقیب کو فی النار دیکھنا

اے سرو اِسکے قامتِ بالا پہ کر نظر
شمشاد اُسکا طرۂ دستار دیکھنا

کرتا ہی نامہ برکو قیامت کا سامنا
ہین ہر قدم پہ حشر کے آثار دیکھنا

طوطی کو مدح خوان ترے سبزے کا دیکھکر
ہے آئنہ بھی جوہر گفتار دیکھنا

آتی ہی میکدہ پہ گھٹا جھوم جھوم کر
زاہد نشانِ رحمت غفار دیکھنا

پندار ہی گناہ ہی اپنی نگاہ مین
اے دل نہو نا مائل پندار دیکھنا

زیبا نہین ہی صیدِ وفادار کے لیئے
چاکِ قفس سے جانبِ گلزار دیکھنا

نظارہ بہار ہی اے غیرتِ چمن
اُترا ہوا گلے کا ترے ہار دیکھنا

اے برق اپنی چال مین گو تو بھی فرد ہے
پر دیدنی ہے عمر کی رفتار دیکھنا

وادیِ غم مین قیس مرا ہمسفر ہی کیا
ہر ہر قدم ہے منزلِ پُرخار دیکھنا

ہی اپنی خوابگاہ کسی ماہوش کا بام
میرا عروجِ طالعِ بیدار دیکھنا

محشر مین بل پہ رحمتِ داور کی زاہدو
کیا اینڈتے پھرینگے گنہگار دیکھنا

ایسی جو ہمصفیر چمن کی ہوا رہی
گل کو حریفِ نرگسِ بیمار دیکھنا

پروا امیر کی نہ غرض کچھ فقیر سے
کیا ہی غنی ہے یار کی سرکار دیکھنا

ہر نقشِ پا برنگِ گلِ نو دمیدہ ہے
اے کبک اُسکی شوخیِ رفتار دیکھنا

اے عندلیب اُس گلِ رعنا سے دور رہ
ہو جائیگا گلے کا ترے ہار دیکھنا

میری صدائے درد پہ بولا وہ غیر سے
کوچے مین میرے کون ہے بیمار دیکھنا

ہو دیکھنے کی چیز تو نظارہ کام دے
اِس آنکھ سے ہے یار کو بیکار دیکھنا

روتا ہے زار زار مری حال پر رقیب
اتنا ہوا ہون زار دل آزار دیکھنا

اے دل نجان کھیل محبت کے روگ کو
جائیگا جی کے ساتھ یہ آزار دیکھنا

صحنِ چمن مین ہم بھی ہین تھامے دل و جگر
نالہ سمجھکے بلبلِ گلزار دیکھنا

اے اہلِ فن نگاہ طلب ہے مرا کلام
اشعارِ میر ہین مرے اشعار دیکھنا

تیرے جفائے تازہ سے محروم ہم رہین
وہ دن ہمین نصیب نہو یار دیکھنا

لیتے ہین بار بار کسی جنگجو کا نام
یارو ہماری عادتِ تکرار دیکھنا

یہ خار زارِ دہر نہین لایقِ نگاہ
کسکو نصیب ہے گلِ بیخار دیکھنا

ہے اے نسیم اپنی نظر مین بہارِ عمر
ہر صبح یار کا گلِ رخسار دیکھنا

بیمارِ عشق ہم ہین دل آزار جسطرح
تجکو بھی ہو نصیب یہ آزار دیکھنا

ایسا نہو کہ رازِ دلِ زار ہو عیان
اے چشم ہوشیار - خبردار دیکھنا

اس جرم پر کہ تیری جفا پر کیا ہی صبر / مین کشتنی ہوا ہون ستمگار دیکھنا

ناصح مین بیچ دونگا اُسی کوڑیونکے مول / کوئی ملے جو دل کا خریدار دیکھنا

کیا داد مرگ ہی کہ کہین غیر سی حضور / اِک لاش ہی پڑی پسِ دیوار دیکھنا

یا وصل مین نصیب تھا آٹھون پہر مجھے / آئینہ وار عارضِ دلدار دیکھنا

یا اب فراق مین ہی نگاہِ الم کے ساتھ / گھر مین پڑے ہوے در و دیوار دیکھنا

صورت اثر کی آنکھوں مین پھرتی ہی بیوفا
اسکا وہ تجکو یاس سے ہر بار دیکھنا

محفل مین التفات جو تو مہربان نہ تھا / ایسا سبک تھا غیر کہ کچھ بھی گران نہ تھا

وصلِ بتان مین خوفِ فراقِ بتان نہ تھا / گویا کہ اپنے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا

پیشِ رقیب پرسشِ دل تمنے خوب کی / دشمن تھا پردہ دار نہ تھا رازدان نہ تھا

عبرت دلا چکی تھی ہماری ستم کشی / مطلق شبِ وصال عدو شادمان نہ تھا

بگڑے ہوئے رقیب سے وہ آئے میرے گھر / اِس حسنِ اتفاق کا کوئی گمان نہ تھا

سرگرمِ نالہ کیون رہی بلبل بہار مین / کیا ہم نہ تھے اسیر کہ ذوقِ فغان نہ تھا

سرشارِ بیخودی تھے اثر بزمِ یار مین
کیا جانین ہم رقیب کہان تھا کہان نہ تھا

کب غیر ہوا محو تری جلوہ گری کا | تو پوچھ مرے دل سے مزا بیخبری کا

سودا جو گل و لالے کو ہی جیب دری کا | ادنےٰ یہ شگوفہ ہے نسیم سحری کا

کس نے لب بام آکے دکھایا رخ روشن | خورشید مین ہی رنگ چراغ سحری کا

اپنی یہ غزل ہی کہ پرستان سخن ہے | پرواز مضامین مین ہی انداز پری کا

کچھ کم نہین نازک مرے مضمون کمر سے | شہرہ ہے بجا یار کی نازک کمری کا

اک رات بھی اے ماہ نہ جاگی مری قسمت | سنتا تھا بہت شور دعاے سحری کا

جسنے مجھے آگاہ کیا حال جہان سے | کیا لطف جمادات کو ہے بیخبری کا

غربت مین ملا لطف کہین بڑہکی وطن سے | حاصل جو ہوا تجھسے مزا ہمسفری کا

اس ماہ کی محفل مین جو ہی قہقہہ زن آج | ہوتا ہے بط مے پہ گمان کبک دری کا

قرآن کہے دیتا ہی کہ ہم حق کی زبان ہین | ہوتا ہے جدا طور کلام بشری کا

آدم کی تو مان بھی نہ تھی اے منکر اعجاز | عیسیٰ کو ملا صرف شرف بے پدری کا

سرو قد دلبر کی جو تصویر ہے دل پر | ہم سنگ نہین لعل عقیق شجری کا

آنکھین ہین حسینون کی ترے سبزہ خط پر | کیونکر نہو میلان غزالون کو چری کا

چل تو بھی اثر لیکے متاع دل بیتاب
وہ دیکھنے جاتے ہین تماشا گذری کا

بلبل کو گلا گل سے ہے بیدادگری کا
ادنے یہ شگوفہ ہی نسیمِ سحری کا

شاہونکو مبارک ہو شرف تاجوری کا
تمغا ہے سیادت مری عالی گہری کا

آنکھون مین جو ہی عکس تری جلوہ گری کا
آئینہ ہے روکش مری حیران نظری کا

سودای تجلی ہے سبب دردِ سری کا
خواہان سرِ درویش نہین تاجِ زری کا

کندن سے بدن پر ہی دوپٹا جو زری کا
آگے ترے مُنہ زرد ہی پکھراج پری کا

عاشق نہو کوئی ملک و حور و پری کا
کیا کہنا ہے واللہ جمالِ بشری کا

ہی رنگ شہابی جو مرے خون سے سری کا
ہوتا ہے ترے تیر پہ شک لال پری کا

کیا آئے مزا دل کو تری جلوہ گری کا
پردہ ہو پڑا آنکھ پہ جب بیخبری کا

کیون دلپہ نہ لون وار تری کج نظری کا
تلوار سے پھرتا نہین مُنہ مردِ جری کا

ہے پھول خوش آیند مجھے مولسری کا
دینا مرے لاشے کو کفن مولسری کا

دل مین ہے بھرا کیف تری جلوہ گری کا
محتاج یہ شیشہ نہین شیشے کی پری کا

انگشت بدندان رہی حسرت سے مسیحا
احوال سنا جب مری دردِ جگری کا

سرتا بقدم تیر لگے ہین جو ستمگر
ہے میرا تنِ زار کہ جنگل ہے سری کا

میدانِ محبت مین ہون کیون نہ مین آگے
پیچھے کہین پڑتا ہے قدم مردِ جری کا

تلوار کا مارا ہون نہ خنجر کا ہون کشتہ
جان دادہ ہون اے ترک تری کج نظری کا

تبدیلِ منازل کا جو پابند ہے وہ ماہ
دکھلاتا ہے عالم مجھے سیرِ سفری کا

راضی برضا ہون نہین جز شکر زبان پر
ہے اور گلہ یار کی بیدادگری کا

ہون وہ شجرِ یاس کہ نجارِ قضا نے
کاٹا مجھے جب وقت ہوا باروری کا

اے نالہ شبِ عیش ہوے اُنکے نہ برہم
احسان ہے مرے سر پہ تری بےاثری کا

وہ توڑ کے دل جوڑ سکے ہو نہین سکتا
معلوم بتون کو نہین فن شیشہ گری کا

اے شیخ ترے سر مین بھری ہے جو رعونت
عمامہ یہ ہے حکم کلاہِ تتری کا

تو اپنے محل مین ہے اُسی رنگ سے منعم
جسطرح سرا مین ہو ٹھکانا سفری کا

سونا کسے کہتے ہین گنا کرتا ہون تارے
کیا پوچھتے ہو حال مری شب بسری کا

آتی ہے مگر اُس گلِ رعنا کی گلی سے
دامن جو معطر ہے نسیمِ سحری کا

بیچین مجھے اِک رُخِ زیبا نے کیا ہے
مین حور کا شیدا ہون نہ دیوانہ پری کا

جو سحر کے قائل نہین اے فتنۂ عالم
دِکھلا دے تماشا اُنہین جادو نظری کا

دل پہ جو گزرتی ہے اثر کیون نہین کہتے
آخر کوئی باعث تو ہے آنکھون کی تری کا

دل سنگ نہین ہے کہ ستمگر نہ بھر آتا
کرتے نہ اگر ضبط تو مُنہ تک جگر آتا

تو فاتحہ خوانی کو اگر قبر پر آتا
مرنے سے مرے غیر کا مطلب نہ بر آتا

اے قیس اگر دشت مین تو راہ پہ آتا
سو بار تجھے ناقۂ لیلیٰ نظر آتا

تخصیص نہ تھی طور کی اے حضرتِ موسیٰ
ہر سنگ مین وہ نورِ تجلے نظر آتا

ہوتی چمن آراے ازل کی جو مشیت
اپنے شجرِ عشق کا وقتِ ثمر آتا

بیکار نہ کر رات بسر منتظری مین
آنا اُسے ہوتا تو وہ ابتک اثر آتا

غیر نے لاشا اُٹھایا عاشقِ ناشاد کا
اے ستمگر خاتمہ تو نے کیا بیداد کا

نامۂ اعمال انسان کے پڑے رہ جائینگے
جب کھلیگا حشر مین دفتر تری بیداد کا

روح کو زندان تن کیونکر نہ ہو مشکل بلا
سخت قیدی کے لئے ہی کاٹنا میعاد کا

گلرخون کی دید سے زاہد نہ بد بین ہکو جان
ہم تماشا دیکھتے ہین گلشنِ ایجاد کا

عشق مین ہوتا ہی نامربوط شکلونکا ظہور
بار دوشِ پیرزن سر ہو گیا فرہاد کا

ہے دمِ آخر مرے مولے کرم فرمائیے
آبنی ہے جان پر اب وقت ہی امداد کا

چاہِ بابل مین ابھی تک دو فرشتے ہین اسیر
واقعی کیا ہی بلا ہے حسن آدم زاد کا

ہی ابھی تک میرے جسمِ زار مین جانِ حزین
حوصلہ دل مین نہ رہجائے تجھے بیداد کا

چرخِ ناہنجار کی دم مین اُڑا ڈالے دھوئین
برقِ عالم سوز ہے شعلہ مری فریاد کا

کیجیے جوشِ جنونکا چلکے صحرا مین علاج
ہے ہر اک خارِ بیابان نشترِ فصاد کا

چاہ مین گر کر عزیز مصر یوسف ہو گئے
کیا بلا اچہا نتیجہ اُس بُری افتاد کا

یا علی سینہ ہمارا ہو گیا ہی وقف غم
روز ہم کرتے ہین ماتم آپ کی اولاد کا

اسطرح ہے قید غربت مین نوا سنجی مری
زمزمہ جیسی قفس مین بلبل ناشاد کا

دل کمر کی جستجو پر ہی کمر باندہی ہوے
حال کہلتا ہے کوئی دم مین عدم آباد کا

غیر کی قدرت نہین توڑے طلسم عشق کو
نقش کندہ ہی میرے دلپر تمہاری یاد کا

روضۂ دشمن کی تیاری کا نقشہ کیا کہین
ہر کوئی کہاتا ہی دہوکا گلشن بیداد کا

گرمی خون دل عاشق غضب کی آنچ تہی
خنجر جلاد کشتہ ہو گیا فولاد کا

کوچۂ قاتل مین چلئے سر بکف مردانہ وار
ننگ ہی لانا زبان پر ہرچہ بادا باد کا

مبتلائے غم بہت تہا مر گیا شاید اثر
شور ہے اغیار کے گہر مین مبارکباد کا

بہت آسان ہی تجکو شاد کرنا
سمجہکر غیر پر بیداد کرنا

مبارک ہو دلا تجکو اسیری
نہین وہ جانتے آزاد کرنا

دل اپنا ہو رہا ہے غم کا خوگر
مری خاطر عدو کو شاد کرنا

ہی اپنا امتحان دشمن کی عبرت
جہانتک ہو سکے بیداد کرنا

توقع داد محشر سے کیا ہے
نہین آتا ہمین فریاد کرنا

بتاؤ کون ہے دونون مین اچھا　　کسیکو شاد یا ناشاد کرنا

اثر بعدِ فنا کیا کام آئے
سب مجھے رو رو کے اسکا یاد کرنا

شکوہ سرِ لب آئے اگر تیری جفا کا　　پھر کوئی نہ لے نام زمانے مین وفا کا

دم ٹوٹ رہا ہے ترے بیمارِ جفا کا　　دکھلا دے تماشا لبِ اعجاز نما کا

مدہوش ہوا جسکی طرف یار نے تاکا　　کرتی ہے نظر کام مےِ ہوش رُبا کا

ہے عرصۂ محشر جگر افروزِ گلستان　　خون لایا ہے کیا رنگ تمہاری شہدا کا

بیمارِ محبت ترے مرتے گئے لیکن　　طالب نہوا کوئی مسیحا سے دوا کا

سر جسنے کٹایا وہ ہوا تاجورِ عشق　　رکھتی ہے تری تیغ اثر بالِ ہما کا

کیا رنگِ حنا ہے کہ ترے ہاتھ سے چھوٹے　　سفاک یہ ہے خونِ شہیدانِ وفا کا

ناصح نہ ستا بہرِ خدا راہ لگ اپنی　　خوگر ہے دلِ زار حسینون کی جفا کا

تو اپنے گدایانِ محبت سے نہ منہ پھیر　　ہے شاہ بھی محتاج فقیرونکی دعا کا

ہان محفلِ رندان مین نہ پی شیخ نے لیکن　　حسرت کی نظر سے مے گلرنگ کو تاکا

یہ بارِ گران لیکے اثر جاؤن کہان مین
احسان ہے بہت سر پہ مری اہلِ گیا[۱] کا

[۱] شہر کا نام ہے جہان یہ مشاعرہ تھا۔

تیری جانب سے مجھپہ کیا نہوا
خیر گذری کہ تو جدا نہوا

کیون ترا آشنا عدو ٹھیرے
جب ترے غم سے آشنا نہوا

مر کے اسکی گلی کی خاک ہوا
مین فنا ہو کے بھی فنا نہوا

مار ڈالا مجھے عدو کے لئے
حیف تو صبر آزما نہوا

چھوٹتا کیا تمہارے ہاتھونسے
خون اہلِ وفا خفا نہوا

آ نکلتا وہ میرے کوچے مین
تجھسے اتنا بھی اے دعا نہوا

کوئی پروا نہین کمینون کی
آسمان مہربان ہوا نہوا

اب ستم غیر پر وہ کرتے ہین
میرا مرنا مجھے برا نہوا

اے اثر تجکو پھر گلا کیا ہے
جب کسیکا وہ بیوفا نہوا

ہزار نالے کرین یا فغان نہین سنتا
ہماری ایک بھی وہ دلستان نہین سنتا

کہو عدو سے کرے ترک عاشقی ناصح
تمہاری بات مین اے مہربان نہین سنتا

صبا کو کیا ہوا آتی نہین قفس کیطرف
مین اندنون خبرِ آشیان نہین سنتا

بیانِ رنج و مصیبت سے یار ڈرتا ہے
اسی لئے وہ مری داستان نہین سنتا

کیا ہے شوخ مزاجی نے مجکو بد اوقات
بتون کو چھیڑ کے کب گالیان نہین سنتا

چمن مین بلبلِ ناشاد جورِ گلچین پر
ہزار نالے کرے باغبان نہین سنتا

طرح طرح کی سناتے ہین جب مین ہتیان ہون
وہ جانتے ہین کہ مین بے زبان نہین سنتا

کہا جو مینے کہ کیون حالِ دل نہین سنتے
تو بولے وہ نہین سنتا مین ہان نہین سنتا

وہ کون دن ہی جو ہے تیری یاد سی خالی
مین تیرا ذکر کہان جانِ جان نہین سنتا

عدو سنائے تو سنتا ہی شوق سی ظالم
مری زبان سے مری داستان نہین سنتا

ہر ایک شعر مین سو نکتے ہمنے رکھی ہین
ہزار حیف کہ وہ نکتہ دان نہین سنتا

قفس مین کس سے کہے دلکا حال جب صبا
فغانِ بلبلِ بے خانمان نہین سنتا

خبر لے لیلیِ محمل نشین کہ تیرا قیس
پکارتا ہے مگر ساربان نہین سنتا

بلا کے گھر مجھے دیتا ہی گالیان بدخو
کلامِ سخت کوئی میہمان نہین سنتا

غضب کی بات ہی یارب کہ وہ بتِ کافر
مری فغان کو سمجھکر اذان نہین سنتا

چمن کی سیر رقیبون کے ساتھ کرتا ہے
کوئی کہان تری رنگینیان نہین سنتا

زبانِ اہلِ جہان پر فسانہ غم ہی
کہین کسیکو کوئی شادمان نہین سنتا

بیانِ حور نکر اسکے سامنے واعظ
خدا اسکا ذکر بھی وہ بدگمان نہین سنتا

تمہارے حسن کا چرچا ہوا ہی عالمگیر
ہین ذکر لئے شہ خوبان کہان نہین سنتا

اثر وہ کیا سنے اونچا جسے سنائی دے
فغانِ خستہ دلان آسمان نہین سنتا

کسی گل کا جو انتظار رہا
عالم آنکھوں مین خار خار رہا

گلرخون سے ملا نہ دلکو فراغ
عشق اپنے گلے کا ہار رہا

تیرے ہاتھونسے اے جنون ہر دم
پیرہن اپنا تار تار رہا

شکل آئینہ مین حیران
محو نظارۂ نگار رہا

دستِ قاتل کو کب ہوئی تکلیف
خنجرِ غم سے دل فگار رہا

عمر بھر بالون مین رہی زنجیر
سر مین سوداے زلفِ یار رہا

وعدۂ یار نے وفا کب کی
بعدِ مردن بھی انتظار رہا

آتشِ ہجر سے دلِ بیتاب
شکلِ سیماب بیقرار رہا

اے اثر عشق لالہ رویان مین
اپنا دل غم سے داغدار رہا

غم نہین مجکو جو وقتِ امتحان مارا گیا
خوش ہون تیرے ہاتہ سی ایجانِ جان مارا گیا

تیغِ ابرو سے دلِ عاشق کو ملتی کیا پناہ
جو چڑھا منہ پر اجل کے بیگمان مارا گیا

منزلِ معشوق تک پہنچا سلامت کب کوئی
رہزنون سے کاروان کا کاروان مارا گیا

دوستی کی تمنے دشمن سے عجب تم دوست ہو
مین تمہاری دوستی مین مہربان مارا گیا

زہر سے کچھ کم نہ تھی دعوت مری غیرونکے ساتھ
کیا غضب ہے گھر بلاکر میہمان مارا گیا

وحشتِ غربت رنجِ تنہائی ہجومِ درد یاس
اِن بلاؤن مین ترا عاشق کہان یارا گیا

کیا بلاکِ عشق تیرے گیسوؤنکا تہا اثر
سنبلستان ہوگیا ہے دو جہان یارا گیا

ہوا ہے غم سے یہ عالم ہمارا
کہ کرتا ہے عدو ماتم ہمارا

نہ کیونکر غم سے ہو ہمکو مسرت
مسرت آپکی ہے غم ہمارا

دل و دیدہ سے ہوتی رازداری
کوئی اِنمین بہی تہا محرم ہمارا

قصور اِس عاشقی مین حضرتِ دل
زیادہ آپ کا ہے کم ہمارا

کوئی بہرتا نہین اب عشق کا دم
غضب کا اے اثر تہا دم ہمارا

فتنہ زا اُس سے جو تیرا گیسوی پر خم ہوا
دستِ شانہ اے مسیحا پنجۂ مریم ہوا

کسقدر اے ساقی تری فرقت مین ہمکو غم ہوا
جامِ مے اپنی نظر مین دیدۂ پرنم ہوا

زاہدا ابرو نگون سرِ چشمِ ساقی پر نہین
میکدہ کے روبرو سجدہ مین کعبہ خم ہوا

شب جو وہ خورشید رو آیا نظر بالاے بام
ایک عالم کو گمانِ نیرِ اعظم ہوا

تو بہی ہو جا واعظا جا کر گداے میکدہ
جامِ مے جسکو دیا پیرِ مغان نے جم ہوا

کر دیا ہے کسقدر لاغر جنون نے جسم کو
طوقِ گردن اے پریرو حلقۂ خاتم ہوا

روئے آتشناک کا کسکے ہوا سودائے عشق
داغِ سوزاں دل میں رشکِ نیرِ اعظم ہوا

غم نہ کہا مکرِ عدو سے جو تجھے پہنچے گزند
مبتلائے کیدِ شیطاں اے اثرؔ آدم ہوا

سیر کرتا جو چمن میں تہ شمشاد آیا
ہائے کیا کیا مجھے وہ سروِ رواں یاد آیا

عیشِ گلشن ہوا فصلِ بہاری میں نصیب
آشیاں بھی نہ بنایا تہا کہ صیاد آیا

میری قسمت میں پڑا روزِ ازل تیرِ عشق
تیرے حصے میں ستم حسنِ خداداد آیا

کفر نے راہبری جانبِ حق کی زاہد
بخدا دیکھکر اُس بت کو خدا یاد آیا

قیدِ ہستی سے ہوی مجکو رہائی آخر
تم میں یارانِ عدم کا شکے میعاد آیا

نہ مجھے خوفِ خزاں ہے نہ تمنائے بہار
سرو کے رنگ میں اس باغ میں آزاد آیا

تیرے احسان کے اے جوشِ جنوں میں صدقے
دیکھنے میرا تماشا وہ پریزاد آیا

طوق و زنجیر کی تھی زورِ جنوں میں حاجت
ساتھ حداد کو لیتا ہوا فصاد آیا

محوِ حیرت ہوا ایسا کہ بنا خود تصویر
کھینچنے یار کی تصویر جو بہزاد آیا

تیری فریاد و فغاں سے شبِ فرقت تا صبح
چین دم بھر نہ مجھے اے دلِ ناشاد آیا

کسقدر جورِ بتاں نے ہمیں آزار دیا
کچھ ستائے گئے ایسے کہ خدا یاد آیا

اے اثرؔ ہجر کی شب سنکے ہمارے نالے

دادِ بیداد کو وہ بانیِ بیداد آیا

چاندنی مین دور ہو جامِ شرابِ ناب کا
ہے غنیمت سیر کیا عالم شبِ مہتاب کا

آتشِ فرقت مین جلنا اس دلِ بیتاب کا
اسطرح ہے جیسے ہونا آگ پر سیماب کا

گر ترے بالے کی مچھلی کا پڑے دریا مین عکس
موج مین ہو جاے عالم ماہیِ بے آب کا

کسکو آے نیند میرے نالۂ شبگیر سے
ہر ستارے مین ہی نقشہ دیدۂ بیخواب کا

جوششِ غم مین چلے آتے ہین بیتابانہ اشک
چشمِ گریان مین ہی عالم معدنِ سیماب کا

یاد دلواتا ہے مجکو نالۂ شبگیرِ ہجر
شور دریا کے کنارے رات کے سرخاب کا

سرکشون کی عاجزی ویسی ہی جیسی اے اثر
پاؤن پر دیوار کے سر مارنا سیلاب کا

کہون جو بزمِ جانان مین فسانہ سوزشِ دل کا
زبان مین صاف عالم ہو زبانِ شمعِ محفل کا

تصور ہر گھڑی رہتا ہی کس لیلی شمائل کا
کہ اپنے دل کا پردہ بن گیا ہی پردہ محمل کا

نشانہ ہو گیا ہی ناوکِ مژگانِ قاتل کا
نہ کیونکر طائرِ دل مین ہو عالم مرغِ بسمل کا

لکھون گر وصفِ تیغِ ابروے خونخوار قاتل کا
دکھاے طائرِ مضمون تڑپنا مرغِ بسمل کا

فریب ایدل نہ کھانا باتون ہی پر تو دشمن ہے قاتل
اثر اسکے لبِ شیرین مین ہی زہرِ ہلاہل کا

تنگ دشتِ غفلت سے تماشا دیکھ اے مجنون
جنون انگیز ان روزون ہی صحراے وحشت دل کا

چھری ہاتھوں سے اپنے پھیرے دشمن کی گردن پر
تماشا تیری محفل مین ہو قاتل رقص بسمل کا

کہان اب ضعف سے طاقت کہ جاؤن کوے جانان تک
اٹھانا اک قدم کا مجکو طے کرنا ہے منزل کا

زمین بہی مرغ بسمل کی طرح ہر دم تڑپتی ہے
یہی قاصد نشان ہے کوئی آفت خیز قاتل کا

عبث اپنی تجلی پر ہے نازان وادی ایمن
ہر اک ذرہ ہے رشک طور موسی وادی دل کا

اثر صورت رہائی کی نہین دشمن کے پہندے سے
مگر مشکلکشا عقدہ کرین حل میری مشکل کا

میرے سینہ سے ترا تیر نہ تنہا نکلا
چند ٹکڑے دل مجروح کے لیتا نکلا

اسکے کوچے سے جنازہ پہ جنازہ نکلا
عشق بہی قہر الٰہی کا نمونا نکلا

حق ٹھہر جائیگا واعظ کا بیان محشر
تو اگر گور غریبان کیطرف جا نکلا

دشت گردی مری منت کش رہبر نہوئی
خضر رہ اپنے لئے جادۂ صحرا نکلا

عمر بھر کوچۂ جانان سے نکلنے نہ دیا
درد دلداری غم سلسلۂ پا نکلا

ہم مسلمان ہین مگر دل ہے بلا کا کافر
آنکھین بھر آئین جہان ذکر بتون کا نکلا

اپنی ہو حق سے نکر محفل رندان برہم
تو ہی اے شیخ بڑا حق کا شناسا نکلا

دم مین معدوم ہوی صورت یکتائی حسن
آئنہ خانے مین باطل ترا دعوا نکلا

شوق نے حسرت دیدہ بنایا کسکا
شعلۂ طور مرا داغ تمنا نکلا

ہونگی رگ گردن پہ شمشیر دو دم کیا معنے
نہ تو ارمان تمھارا نہ ہمارا نکلا

عشق کو تا بہ عدم تک نہ ملا کوئی سراغ
دہر مین نام وفا صورت عنقا نکلا

عین وقت صحبت مین سر خود الٹی
حرف مطلب مرے منہ سے کبھی یکتا نکلا

خواہش تیر نظر دل سے نکلنے پائے
پھر کہان لذت ایذا جو یہ کانٹا نکلا

کیا بیان کیجئے منہ بند ہوا جاتا ہے
کس غضب کا دہن یار معما نکلا

اپنے مرنے سے عدو مورد بیداد ہے اب
تجھسے اے موت بڑا کام ہمارا نکلا

حسد غیر سے کیا کم ہو مری شہرت عشق
نام جس شخص کا جس بات مین نکلا نکلا

وائے تقدیر کہ اس دشمن ایمان کے حضور
مین بد اندیش عدو چاہنے والا نکلا

مرگیا ہائے اثر پھوڑ کے سر پتھر سے
عشق گیسوئے صنم جان کا سودا نکلا

جان دینا عاشق جانباز کو مشکل کیا
لیکن اس سے ہوگا تو ہی بتا حاصل کیا

دار ہستی مین عذاب غم اٹھاتا ہی رہا
تیرے جان دادہ کو کھٹکا گور کی منزل کیا

ہو گئی تر دامنی عبرت دہ طوفان نوح
میرے دامن کی برابر ہے یہ ساحل کیا

مرگئے جنکو پڑی تیرے لب شیرین کی چاٹ
سچ بتا اس انگبین مین زہر شامل کیا

بر سر حق مرد دانا حق کو ہمیشہ ہے فروغ
حق کے آگے مدعی کا دعوی باطل کیا

مانع دیدِ رخِ لیلے نہین کوئی حجاب
قیس تیرا پردۂ دل پردۂ محمل ہی کیا

خاک سے ہوتی ہین پیدا خاک مین ملتے ہین گل
لفظ گل اے اہل معنی درحقیقت گل ہی کیا

کیون ہوا کرتا ہے اے ظالم ہمیشہ بیقرار
تیرے پنجے مین کسی آزارکش کا دل ہی کیا

خط مین لکھتے ہین کہ آئینگے کہین ہوتی ہو سے
اس عنایت مین مرادِ غیر بھی شامل ہی کیا

اے اثر ایسا طپا ہی دل کہ جسکے روبرو
ماہیِ بے آب کیا ہے طائرِ بسمل ہی کیا

قیدِ تن سے روح ہی ناشاد کیا
چند روزہ عمر کی میعاد کیا

میری ایذا سے عدو ہو شاد کیا
تجھ پہ تکیہ او ستم ایجاد کیا

انکی خاطر جائین بزمِ غیر مین
آرزوے جنتِ شداد کیا

پارہا ہے دل مصیبت کے مزے
آے لب پر شکوۂ بیداد کیا

دل مین جو آے اُسے کھو ڈالیے
آپ کی باتین کرینگی یاد کیا

دوستو آئے ہین وہ دشمن کے ساتھ
مجکو دیتے ہو مبارکباد کیا

جب نہین کچھ اعتبارِ زندگی
اس جہان کا شاد کیا ناشاد کیا

کچھ اگر تاثیر رکھتی ہے تو کھینچ
ورنہ اے دل حاصلِ فریاد کیا

جب ہے تنگ گل سے پاپندِ مکان
باندھتے ہین سرو کو آزاد کیا

ہے ترا پامال ہر نخلِ چمن
تیرے آگے سرو کیا شمشاد کیا

یار کی تصویر دل پر کھینچ لی
کھینچتے ہم منتِ بہزاد کیا

غیر دل سے ایکدم جاتا نہین
ہم تجھے آئین ستمگر یاد کیا

مجھسے پہلے سن چکے ہین غیر کی
وہ مرے حق مین کرین ارشاد کیا

سر ٹپکتے ہین اسیرانِ قفس
ہے چمن کی اے صبا روداد کیا

عاشقی ہے سر پہ لینا کوہِ غم
نازشِ سربازیِ فرہاد کیا

عرض اپنی ہی جو ہے عرضِ عدو
دیکھیے کرتے ہین وہ ارشاد کیا

سرکشی تجھسے کرے کیا تاب ہے
آدمی کی اے خدا بنیاد کیا

بے حقیقت جانکر دل کو اثر
تو نے اے نادان کیا برباد کیا

فسانہ میری محبت کا اسقدر پھیلا
کہ اب تمہارا فسانہ ہے قصۂ لیلا

دلا نہوگا کبھی صاف شوب مرگِ غیر
ہوا ہے پیرہنِ تن گناہ سے میلا

سنا ہے تو نے بھی ساقی فسانۂ جمشید
نکر درنگ تہِ چرخ کہنہ جو مے لا

خبر لے دوڑ کہاں کسطرف ہی اے مجنون
کھڑی پکارتی ہے دشت مین تجھے لیلا

زبان درازیان کرتے ہین بزمِ رندان مین
کہین نہ حضرتِ واعظ مچائین واویلا

اپنی جانبازی کا جسدم امتحان ہوجائیگا
خنجر سفاک پر جوہر عیان ہوجائیگا

آہِ سوزان کا اگر اوٹھا دہوان ہوجائیگا
آسمان اک اور زیر آسمان ہوجائیگا

کچھ سمجھکر اُس مہ خوبی سے کی تہی دوستی
یہ نہ سمجھے تھے کہ دشمن آسمان ہوجائیگا

بےخبر بیمارِ غم کی ورنہ اے رشکِ مسیح
تیری فرقت مین فراقِ جسم و جان ہوجائیگا

خاک کردیگا مجھے آخر سیہ چشموں کا عشق
جسم خاکی گرد پائے آہوان ہوجائیگا

جب ادا سے وہ کریگا قتل مجھکو اے اثر
کشتۂ شمشیر حیرت اک جہان ہوجائیگا

عمر بھر کرتا رہا ہے کام جب مزدور کا
زاہدا اجرت طلب خواہان نہو کیون حور کا

جب خیال آیا صنم تیرے رخِ پرنور کا
میرے دل پر شک ہوا موسیٰ کو شمع طور کا

ہے یہ نقشہ آتشِ غم سے دلِ محرور کا
جل اُٹھا پھاہا جو رکھا داغ پر کافور کا

بسترِ غم پر یہ نقشہ ہے ترے رنجور کا
پاؤن پہیلانا بھی اب اُسکو سفر ہے دور کا

عارضِ گردون پہ اک خالِ سیہ بنجائے ماہ
دیکھ لے چہرہ اگر میری شبِ دیجور کا

اُس پری کا ہو رہا ہون کسقدر مین محو یاں
اپنے دل مین آ نہین سکتا تصور حور کا

فکرِ بینائی ہے لازم طالبِ دیدار کو
چاہیے سرمہ مری آنکھون مین کوہِ طور کا

عشق ہے مجھکو خطِ لبہائے شکر بار سے
کیا عجب اپنا تنِ لاغر ہو طعمہ مور کا

بعدِ مردن بھی رہیگا اے صنم تیرا خیال
نالۂ ناقوس ہوگا مجکو نالہ صور کا

جسم ایسا زار ہی تو کیا عجب مرنیکی بعد
مور کھینچے سانس سے لاشہ تری رنجور کا

اپنے داغِ دل سے محشر مین کرینگی سب گریز
آفتابِ حشر ہو جائیگا تارا دور کا

ٹھوکرین کھاتے ہین راہو نہین کج ہی کیونکر کبھی
کون سر درویش کا ہی کون ہی فغفور کا

عقدِ پروین پہ نہو سلے آسمان تو محو ناز
یہ تو خوشہ ہے کسیکے باغ کے انگور کا

کیا تمنا ساغرِ مے کی ہو مجھ سرشار کو
ساقیا ہون مست تیری نرگسِ مخمور کا

کوہکن محروم ہو خسرو کو ہو عشرت نصیب
عبرتِ اہلِ وفا ہے عشق ہمقدور کا

کسطرح مانون کہ انسان فعل مین مختار ہے
فعل انسان کا صریحا فعل ہی مجبور کا

غم نہین لایا ہی انکو بھر گریہ وقتِ شام
آئے ہین وہ دیکھنے ہنسنا چراغِ گور کا

کسقدر اہلِ جہان کو یاوہ گوئی ہی پسند
قولِ لایعنی سے شہرہ ہو گیا منصور کا

مر کے بھی موذی ہوا کرتا ہی ایذا کا سبب
کرگدن کی شاخ سے دستہ بنا ساطور کا

کیون نہ ہو جائے بپا بزمِ سخن مین شورِ حشر
کام لیتے ہین صریرِ کلک سی ہم صور کا

ہمسے لائے مدعی کیا تابِ پیکارِ سخن
جنگ شاہین سے کرے زہرہ نہین عصفور کا

خاک اُگے اے ہمدمو ان مین محبت کا شجر
حکم رکھتا ہی دلِ دشمن زمینِ شور کا

نالہ ہم اگر لاؤن زبان پر جسمین
دم مین کردون سینۂ دشمن کو گھر زنبور کا

برقِ حسنِ یار کا جلوہ ہر اک پتھر مین ہی
اے اثر ہرگز نہ کرنا قصد کوہِ طور کا

شیشے سے کہان بادۂ احمر نے اُٹھایا
جو لطف لبون سے ترے ساغر نے اُٹھایا

عشاق کے آگے جو ہوا یار قد آرا
غُل پڑ گیا سر فتنۂ محشر نے اُٹھایا

رہنا تھا اُسے عمرِ دوروزہ مین سبکدوش
کیون بارِ گران سر پہ سکندر نے اُٹھایا

اُس داغ کی صورت بھی نہین لالہ نے دیکھی
اے گل جسے میرے دلِ مضطر نے اُٹھایا

قم کہنی کی حاجت نہوئی اہلِ لحد سے
مردون کو ترے پاؤنکی ٹھوکر نے اُٹھایا

انگشت نمائی سے بچی اُنکی نزاکت
الزامِ کمر زلفِ معنبر نے اُٹھایا

پوچھے کوئی یوسفؑ سے ذرا اُسکی حقیقت
جو رنج برادر سے برادر نے اُٹھایا

کیا چاندنی چھٹکی مرے گھر مین جو شبِ وصل
چہرے سے نقاب اُس مہِ انور نے اُٹھایا

اب دیکھئے کیا تازہ بلا آتی ہے سر پر
برچھا مرے سفاک کے تیور نے اُٹھایا

کیا محو ترے خالِ دہن کا ہوا جاکر
دانہ کوئی ابتک نہ کبوتر نے اُٹھایا

مومن کے سوا اور اثر کون اُٹھائے
جو رنج علیؑ کے لئے بوذرؓ نے اُٹھایا

دہن سے مرگ کے بچکر کوئی نکل نہ سکا
کسے یہ اژدرِ آتش نفس نگل نہ سکا

قضا کے آگے طبیبون کا زور چل نہ سکا ۔ جو وقت موت کا تھا ٹالنی سے ٹل نہ سکا

چمن کی سیر کا کچھ حوصلہ نکل نہ سکا ۔ اسیر غم تھا بہت دل ذرا سنبھل نہ سکا

ابھی شباب کا غصہ فلک مین باقی ہی ۔ مزاج اُسکا بڑھاپے سے بھی بدل نہ سکا

جو موم ہی تھا دل اُسکا تو کس لئی ہمدم ۔ ہماری آہِ شرر بار سے پگھل نہ سکا

کوئی ثمر نہ ملا اپنے دلکے داغونسے ۔ ہزار پھولنے پر بھی یہ باغ پھل نہ سکا

اگرچہ راہ محبت ڈگمگانے والی ہے ۔ وہ رستوار قدم ہون کہ مین پھسل نہ سکا

وہ کوہ ہی کہ الم مین بھی ضبط گریہ رہا ۔ ہماری آنکھ کا چشمہ کبھی اُبل نہ سکا

ہزار دشت نوردی مین ایک تھا مجنون ۔ ہمارے ساتھ مگر دو قدم بھی چل نہ سکا

کیا مشیتِ خالق نے نار کو گلنار ۔ تنِ خلیل ذرا بھی کہین سے جل نہ سکا

وہ ضبط گریہ کا پابند تھا ترا عاشق ۔ کہ وقتِ مرگ بھی آنکھونسی نیل ڈھل نہ سکا

دل اپنا رکھ تو دیا ہمنے اُسکے زیرِ قدم ۔ مگر وہ فرط نزاکت سے اُسکو مل نہ سکا

بڑا ہی مارِ سم آگین ہی نفس امارہ ۔ ہزار حیف کہ سر اُسکا مین کچل نہ سکا

گرا جو شوقِ شہادت مین پاے قاتل پہ ۔ وبالِ دوش تھا گردن پہ سر سنبھل نہ سکا

کھڑا ہی رہگیا دعویِ قدکشی کرکے ۔ چمن مین سرو ترے ہمقدم ٹہل نہ سکا

زمانہ وہ دہنِ مار ہے جو میرے لیئے ۔ علاوہ زہر کے مہرہ کوئی اُگل نہ سکا

بدن ڈھلا ہی صفائی سے شمع محفل کا / مگر تمہارے بدن کا جواب ڈھل نہ سکا

بہت سنبھالا دلِ بیقرار کو ہم نے / مگر وہ میرے سنبھالے اثر سنبھل نہ سکا

تمہین اے بلبلو وقتِ اماں ہی سم ہی پت جھڑ کا / نہ اندیشہ ہی گلچین کا نہ ہی صیاد کا ڈھڑکا

دریا کی شکل پیدا ہو چکی تھی چشم گریاں سے / مگر جب سے جگر بہنے لگا نقشہ ہے کیچڑ کا

کسی خورشید طلعت سے گھر اپنا ایسا روشن ہی / کہ ہی تاریک شب مین بھی نمایاں فجر کا تڑکا

نیا کچھ رنگ نکلا روئے آتشناک دھونے سے / تماشا ہی جھپانے سے یہ شعلہ اور بھی بھڑکا

ہمیشہ صبح کا دھوکا رہا دل کو نہ چین آیا / دکھایا عارضِ جاناں نے شب بھر نور کا تڑکا

مین کیا جاؤنگا صحرا کو رہا ہی مجھ مین کیا باقی / جنون زنجیرِ پا میری نہ اتنے زور سے کھڑکا

ہم اپنی زندگی مین شیر میدانِ محبت تھے / ترا توسن جو اے قاتل ہماری قبر سے بھڑکا

زبان دی ہی خدا نے آدمی کو نطق کی خاطر / وہ دیوانہ ہی جو ہو معتقد مجذوب کی بڑ کا

بلندی اور پستی ہر قدم پر ملتی جاتی ہی / مسافر ملکِ دنیا کا ہی یار ہر دہی بھڑکا

مقید طائرِ رنگِ چمن ہی تیری مٹھی مین / تو وہ صیاد ہی مرغِ صبا کا جس پہ دم پھڑکا

مری جوہر شناسی کیا کرین شامی قبا والے / شکستہ پیرہن مین ہو رہا ہون لعل گدڑ کا

محقر بیخ کن کو اہلِ دانش کب سمجھتے ہین / درختون کو گرا دیتا ہے جڑ سے کھودنا جڑ کا

وہی انسان جو لڑکا تھا جوان ہو کر ہوا بوڑھا — بڑھاپے کو جہان پہنچا سر نو سے بنا لڑکا

گرے جاتے ہین دندان صورتِ برگِ خزان اکثر — بڑھاپے کا زمانہ ہے کہ موسم آیا پت جھڑ کا

صبا سے آمدِ فصلِ بہاری کی خبر سنکر — ہر اک مرغِ قفس کیا کیا پئے سیرِ چمن پھڑکا

کرین روباہ بازی مدعی ہمسے تو کیا ڈر ہے — کہین شیر دلاور بھی خطر رکھتے ہین گیدڑ کا

اثر تونے بھی پایا ہے مزاجِ حضرتِ آتش
جوانون مین جوان بوڑھون مین بوڑھا لڑکون مین لڑکا

مین حصولِ رزق مین قائل نہین تدبیر کا — سامنے آہی گیا ٹکڑا مری تقدیر کا

ہجرِ ساقی مین جو اُتری حلق سے دل کٹ گیا — مے مین عالم ہو گیا آبِ دمِ شمشیر کا

پھر کے زندان کو جو جاؤن دشت سے دشوار ہے — پاؤن پڑنا خار کا ہے روکنا زنجیر کا

لذتِ نغمہ کیا کرتا ہے پیدا ہر سخن — یار کی تقریر مین انداز ہے تحریر کا

قہرِ دشمن سے سوا ہوتا ہے سوزانِ داغِ عشق — شمع کو کرتا ہے روشن تر ستم گلگیر کا

خط سے افزون ہو گئی خوبی تمہارے حسن کی — مصحفِ رخسار تھا محتاج اس تفسیر کا

ہے دلیلِ مرگ انسان کو سفیدی بال کی
اے اثر معلوم ہی انجام جوئے شیر کا

وہ جو تیرے عشق کا بیمار تھا جاتا رہا — تھا بڑی تکلیف مین اچھا ہوا جاتا رہا

غیر کے شکوون مین کردی آپنے صحبت تمام
اِس عنایت مین تو میرا مدعا جاتا رہا

تا دمِ آخر نہ لی عمرِ روان کی کچہ خبر
آہ چونکے نیند سے جب قافلہ جاتا رہا

فصلِ گُل مین بھی ہوا ناساز ہی چلتی رہی
حوصلہ سیرِ چمن کا اے صبا جاتا رہا

دستِ بیعت ہوتے ہی زلفِ بتِ بی پیر سے
اے اثر عقل و خرد کا سلسلا جاتا رہا

جفا پرور سے اُمیدِ وفا کیا
عدو کے جور کا تجہ سے گلا کیا

غرض لدادگی کی جانتے ہین
کرون مین اُنسے عرضِ مدعا کیا

نہین جب جوہرِ مردم شناسی
ستا یتھا ے دشمن کا گلا کیا

نہین شایانِ روحِ پاکبازان
دلا حسنِ لذائذ مین فرا کیا

سپاسِ طالعِ سنگ و چہ معنی
شکایتہا ے بختِ نارسا کیا

قطعہ

عدو سنکر نہ چومی دستِ قاتل
دہانِ زخم شورِ مرحبا کیا

سراپا جلوہ رنگ وفا ہے
دلِ خون گشتہ کے آگے حنا کیا

صبا آوارہ و گل نذرِ صرصر
چمن کی ہو گئی اگلی ہوا کیا

فروغِ جلوہ گُل عارضی ہے
تماشا ے بہارِ بے بقا کیا

عبث کرتی ہے بلبل ماتمِ گُل
غمِ بربادیِ اہلِ فنا کیا

اثر موہوم ہے مضمونِ ہستی
نہین معلوم ہے کیا اور تھا کیا

جھوٹے وعدون پر تمہارے جائین کیا
جانتے ہین تمکو دہوکا کھائین کیا

پرسش اپنے قتل کی ہونی لگی
داورِ محشر کو ہم بتلائین کیا

انکی محفل حیرت عالم سہی
غیر ہم پہلو جہان ہو جائین کیا

خونِ دل کہانے سے کچھ انکار ہے
جب نہین اے لذتِ غم کہائین کیا

ناصحِ مشفق کو سمجھانا پڑا
اِس سمجھ پر تمکو وہ سمجھائین کیا

غیر نے رہکر جہنّم کر دیا
ہین مسلمان تیری گھر ہم آئین کیا

ہمسے اُنسے بات کیا باقی رہی
ہم کہین کیا اور وہ فرمائین کیا

ہی پشیمانی مین اقرارِ خطا
قتل کرکے مجکو وہ پچتائین کیا

آئینگے پھر بہی وہی عشرت کے دن
انقلابِ دہر سے گھبرائین کیا

مرہی کر اُٹھینگے تیرے در سے ہم
آکے جب بیٹھے تو پھر اُٹھ جائین کیا

دل کو کھوے ایک مدّت ہوگئی
اے اثر اب ڈہونڈھنے سی پائین کیا

جوشِ وحشت مین ہر اک کام کو آسان سمجھا
دامنِ دشت کو مین اپنا گریبان سمجھا

مشکل تکلیف کو مین عیش کا سامان سمجھا
داغ ہاے تنِ سوزان کو چراغان سمجھا

مرگ نے کشمکشِ رنج سے راحت بخشی
ہے بجا گورِ سیہ کو جو شبستان سمجھا

مجھے دیکھا جو کبھی دیر کبھی مسجد مین
گبر نے گبر مسلمان نے مسلمان سمجھا

جزو و کل دیدۂ وحدت مین ہوی جب یکسان
دل نے ہر ذرہ کو خورشید درخشان سمجھا

بعد مردن بھی رہا کوچۂ جانان کا خیال
ہمنے رضوان کو درِ یار کا دربان سمجھا

وسعتِ شوقِ جہانگردیِ وحشت مت پوچھ
دشت کو بھی مرا دل گوشۂ زندان سمجھا

دلِ مجروح ہے کس درجہ حریصِ آزار
دستِ قاتل کو جو دیکھا تو نمکدان سمجھا

بے حقیقت نظر آئی جو بقاے موہوم
اپنی ہستی کو عدم کا سر و سامان سمجھا

گلرخون کے لکھے اوصاف یہانتک کہ اثرؔ
جسنے دیکھا مرے دیوان کو گلستان سمجھا

دم بھر کا بھی آرام مقدر نہ ہوا تھا
ہم پر وہ ستم ہے جو کسی پر نہ ہوا تھا

جب تک کرمِ ساقیِ کوثر نہوا تھا
مین جام کشِ بادۂ اطہر نہوا تھا

کیا جلنے لکھا کرتے تھے کیا کاتبِ اعمال
دنیا مین تو یارب کوئی محشر نہوا تھا

جنت کے مزے کیون ہوئن تعذیب کے اسباب
زاہد مے و معشوق کا خوگر نہوا تھا

خمخانے کئے کسنے تہی قاضیِ محشر
اک جام بھی مجھکو تو میسر نہ ہوا تھا

جز خضرِ تمنا دلِ وحشی کا ہمارے
صحرائے طلب مین کوئی رہبر نہوا تھا

نا چیز کو اُفتاد بناتی ہے گرامی
گوہر بھی کبھی قطرہ تھا گوہر نہوا تھا

کیون مجھسے وفادار سے بدظن ہوا صیاد
اِک پر بھی قفس سے کبھی باہر نہوا تھا

اے داورِ محشر ترے احسان کے صدقے
واعظ کا بیان کچھ ہمین باور نہوا تھا

اے تاجورو تاجورِ عرصۂ گیتی
دارا نہوا تھا کہ سکندر نہوا تھا

کیون شکوۂ تکلیف اثرؔ لائے زبان پر
پیدا پئے راحت دلِ مضطر نہ ہوا تھا

شوقِ لیلےٰ دلِ مجنون مین جو کامل ہوتا
اے مہِ حسن کتان پردہ محمل ہوتا

زاہدا پاس جو وہ حور شمائل ہوتا
لطفِ جنت مجھے دنیا ہی مین حاصل ہوتا

کیون کسی زہرہ شمائل پہ یہ جی مائل ہوتا
ہون فرشتہ کہ اسیرِ چہِ بابل ہوتا

تہِ خنجر جو طپان مین دمِ بسمل ہوتا
حشر مین محضرِ خون دامنِ قاتل ہوتا

جوشِ وحشت مین جو یہ جی گریہ پہ مائل ہوتا
دامنِ دشتِ جنون دامنِ ساحل ہوتا

مرنے والا تھا مین اے خضرِ غمِ جانا نہ مین
آبِ حیوان بھی سب مجھے زہرِ ہلاہل ہوتا

لذتِ عشق سے انکار نہ کرتا نادان
منہ مین ناصح کے اگر جائے زبان دل ہوتا

مژدۂ مرگ اگر یاس نہ دیتی مجھکو
ہون وہ بیمار کہ جینا بھی مجھے مشکل ہوتا

تیری بیداد سے اے بت مرا نقصان نہوا
مین خدا تک نہ پہنچتا جو تو عادل ہوتا

ذبح صیاد نکرتا تو خزان کے آتے
رنگ بربادی گل خونِ عنادل ہوتا

شکل میری شبِ فرقت کی جو دیکھی ہوتی
ماہِ کامل سرِ رخسارِ فلک تل ہوتا

کہان چہرے کی صفا اور کہان آئینہ
مُنہ کی کہاتا جو ترے مُنہ کے مقابل ہوتا

سیرِ صحرا نہ تجھے قیس میسّر آتی
ہوتا زندان مین تو پابندِ سلاسل ہوتا

وہ اگر لکھتے بھی مضمونِ عنایت کوئی
کچھ نہ کچھ ذکرِ عدو نامہ مین شامل ہوتا

مر گیا تیری ہوا مین جو اثر خوب ہوا
آخر اک روز تو اے گل وہ تہ گل ہوتا

ہمخوابِ عدو وہ مہ تابان نہوا تھا
ایسا تو ستم اے شبِ ہجران نہوا تھا

اے عشق تو جب سلسلہ جنبان نہوا تھا
دل معتقدِ گیسوے جانان نہوا تھا

کیا روزِ جزا مانگتا اللہ سے جنت
زاہد کی طرح مین تو مسلمان نہوا تھا

کہنے سے عدو کے وہ بنا دشمنِ جانی
پہلے تو کبھی جان کا خواہان نہوا تھا

اے عشق دھرا تونے قدم خانۂ دل مین
اس گھر مین ابھی تک کوئی مہمان نہوا تھا

وہ رات مرے داغِ جگر دیکھنے آئے
ایسا تو کبھی لطفِ چراغان نہوا تھا

ہے شور زمانے مین مرے زخمِ جگر کا
یون صرف نمکدان پہ نمکدان نہوا تھا

کیا داغِ محبت کی زلیخا کو خبر تھی | جب مصر مین وا دیدۂ کنعان نہوا تھا

سر توڑ کے دشمن کو ترے گھر سے نکالا | فرہاد سے یہ کارِ نمایان نہوا تھا

اے رشکِ پری ہون ترا دیوانہ ازل سے | اُسوقت مسیحا بھی سلیمان نہوا تھا

یون آپ کیا کرتے ہین انکار پہ انکار | گویا کہ کبھی وصل کا پیمان نہوا تھا

اشکون پہ مرے قلزمِ رحمت کو ہوا جوش | زاہد ابھی تر گوشۂ دامان نہوا تھا

کیا عذر مرے قتل مین لاتا وہ دمِ حشر | جو اپنے گناہون سے پشیمان نہوا تھا

اللہ کرے خیر کہ اب تک وہ ستمگر | تھا دشمنِ جان دشمنِ ایمان نہوا تھا

کیون چارہ گرو کھینچ لیا جلد جگر سے | تر خون مین ابھی یار کا پیکان نہوا تھا

آوارۂ وحشت تھا نہین اُسوقت کہ قیس آیا | آباد غزالون سے بیابان نہوا تھا

تھا کافر کیش آتشؔ پوچھتے کیا ہو
کہنے کو مسلمان تھا مسلمان نہوا تھا

جو یون خاک مین دل مرا مل گیا | تجھے اے فلک اِس سے کیا مل گیا

مقدر مین زاہد جو تھا مل گیا | مجھے تو بتون مین خدا مل گیا

تری زلف سے مجکو بیعت ہوی | نصیبون سے یہ سلسلا مل گیا

اُسے جانِ شیرین کی پروا نہین | جسے دردِ دل کا مزا مل گیا

ذرا دل کو دیکھو تو اے ہمدمو ؛
کدھر جا کے یہ بیوفا مل گیا

پہنچ ہی گئے ہم خدا تک صنم
ترا عشق کیا رہنما مل گیا

جدائی مین روتا ہون آٹھون پہر
مجھے خوب یہ مشغلہ مل گیا

وہ اگلا مزا مے کا جاتا رہا
تو غیرون سے کیا ساقیا مل گیا

بتون کی محبت مین زاہد ہین
تجھے کیا بتا ہین کہ کیا مل گیا

اثر جب ترا شعر کوئی سنا
مزا میر کے شعر کا مل گیا ؛

اچھا ہو مسیح سے بیمار عشق کا
کیا درد لا علاج ہے آزار عشق کا

سن لو تو یہ جرم خدا کو بھی ہے پسند
کب قابل سزا ہے گنہگار عشق کا

ہم خاکیون کے سر پہ یہ بار گران گرا
روحانیون سے جب نہ اٹھا بار عشق کا

دل دے کے قید رنج سے آزاد ہو گیا
چھوٹا جہان کے غم سے گرفتار عشق کا

ٹھنڈے پڑے ہین سب جتنے خریدار حسن تھے
دم سے ہمارے گرم تھا بازار عشق کا

تو ہی بتا کہ کچھ تجھے راحت نصیب ہے
اے دل ہوا ہی جب سے طلبگار عشق کا

آنکھین زبان ہین حال دل زار کے لیے
لب ہی سے کیا ضرور ہی اظہار عشق کا

دونون جہان کے رنج والم کا ہی نام عشق
اے دل نہ نام لیجیو زنہار عشق کا

ہر سر نہین جو بارِ محبت اُٹھا سکے
ہر دل نہین بنا ہے سزاوار عشق کا

ہر دم ہمارے دل سے رہی گلرخونکو چھیڑ
خون آرزو کا کرتا رہا خار عشق کا

زاہد خدا و عشق کا مفہوم ایک ہے
مذہب مین اپنے کفر ہی انکار عشق کا

آنکھونسے خون جو آتا ہی اشکونکے ساتھ تھا
کاری لگا ہے دلپہ آثر وار عشق کا

یون تو ہونے کو کیا نہین ہوتا
تیرا وعدہ وفا نہین ہوتا

غیر بد بین ہو نیک خو کیونکر
جو بُرا ہے بھلا نہین ہوتا

ایک پل دیکھکر تری آنکھین
ہوش پھرون بجا نہین ہوتا

نالہ جاتا ہی عرش سے آگے
پھر بھی اُس تک رسا نہین ہوتا

عیبِ رندان اگر نکرتا شیخ
اپنے حق سے ادا نہین ہوتا

کر بُرائی سے لے عدو پرہیز
کہ بُرے کا بھلا نہین ہوتا

تو ہے وہ ایک ایخدا میرے
جسکا پھر دوسرا نہین ہوتا

ملک و مال و منال کا طالب
تیرے در کا گدا نہین ہوتا

سنگِ طفلان جو یاد آئے ہین
ہاتہ سے سر جدا نہین ہوتا

عیب چھپنی سے یار چڑھتا ہے
پھر وہ کیون باوفا نہین ہوتا

کاکلون سے بچا رہی جو دل ۔۔۔ مبتلائے بلا نہین ہوتا

کہدے گل کو پیام بلبل کا ۔۔۔ تجھسے یہ بہی صبا نہین ہوتا

آدمی کون ہے اثر جسکا

پیٹھ پیچھے گلا نہین ہوتا

اثر عمر غفلت مین کہوتا رہیگا ۔۔۔ بہت سو چکا اب بہی سوتا رہیگا

خدا کی خدائی ہمیشہ رہیگی ۔۔۔ جو ہوتا رہا ہے وہ ہوتا رہیگا

وفا مین مری یاد آئینگی تجکو ۔۔۔ مرے واسطے یار روتا رہیگا

کہانتک دلا رہیگا غافل خدا سے ۔۔۔ تہون مین تو اوقات کہوتا رہیگا

دم آخری تک ترا عشق مژگان ۔۔۔ کلیجے مین کانٹے چبہوتا رہیگا

جگائین نہ کیونکر شب وصل اسکو ۔۔۔ جوانی کی نیندین ہین سوتا رہیگا

قطعہ

نہ ہوگا اثر اس سے کچھ تجکو حاصل ۔۔۔ اگر عمر بہر یون ہی روتا رہیگا

مٹے گا نہ اک حرف تیری مٹائے ۔۔۔ لکہا بخت کا لاکھ دہوتا رہیگا

اثر دل ہے جب تک یہ کمبخت ہر دم

تجھے بحر غم مین ڈبوتا رہیگا

میرے سر مین جو رات چکر تھا ۔۔۔ اُسکے زانو پہ غیر کا سر تھا

اپنے گھر اُنکو کیا بُلاتے ہم
بوریا بھی نہین میسّر تھا

ضبطِ دل پر بھی اُسکی محفل مین
اپنا رومال اشک سے تر تھا

جان دینے مین سوچ کیا کرتے
مفلسی پر بھی دل تونگر تھا

خوب و زشتِ جہان کا فرق نہ پوچھ
موت جب آئی سب برابر تھا

آپ جب تک نہ لے چکے تھے دل
کچھ مزاج اور بندہ پرور تھا

ہجر لاحق ہوا وصال کے بعد
کیا ہی اُلٹا مرا مقدر تھا

جورِ اعدا کی تاب کیا لاتا
دلِ کمبخت ناز پرور تھا

صحبتِ حور سے ہوی نفرت
مین جو تیری ادا کا خوگر تھا

ہے اثر یا نہین خدا جانے
سُنتے ہین اُسکا حال ابتر تھا

جب خدا کو جہان بسانا تھا
تجکو ایسا نہین بنانا تھا

میرے گھر تیرا آنا جانا تھا
وہ بھی اے یار کیا زمانا تھا

پھر گئے آپ میرے کوچے سے
دو قدم پر غریب خانا تھا

جو نہ سمجھے کہ عاشقی کیا ہے
اُس سے بیکار دل لگانا تھا

آئے تھے بخت آزمانے ہم
آپ کو تیغ آزمانا تھا

اے ستمگار قبرِ عاشق پر — چند آنسو تجھے بہانا تھا

تو نے رہنے دیا پسِ دیوار — ورنہ اپنا کہان ٹھکانا تھا

قطعہ

اب جہان ہے شیخ کی مسجد — پہلے اُس جا شراب خانا تھا

دخل اہلِ ریا نہ رکھتے تھے — پاک بازون کا آنا جانا تھا

بزم مین غیر کو نہ بلواتے — آپ کو جب ہمین بُلانا تھا

ق

وہ چمن اب خزان رسیدہ ہے — بلبلون کا جہان ترانا تھا

سنتے ہین وہ شجر بہی سوکھ گیا — جسپہ صیاد آشیانا تھا

دل نہ دیتے اُسے تو کیا کرتے
اے اثر دکھ ہمین اُٹھانا تھا

غم اُٹھانے سے عشق کم نہوا — گلہ گر غیر کا ستم نہوا

غیر کب موردِ کرم نہوا — ہم پہ کس دم ترا ستم نہوا

اپنے مرنے کا غم نہین مجھکو — غم یہی ہے کہ تجھکو غم نہوا

سنگدل کو نہین ہے عشق سے کام — شیخ دیوانۂ صنم نہوا

جامِ جم ہے اثر ترا دیوان
پھر نہ کہنا کہ جامِ جم نہوا

آپے مین نہ رہتا دل اکدم مین نکل جاتا
وہ روبرو آتے تو قضا بوسے نکلتا

دشمن کا نہ کچھ بگڑا آہِ دلِ سوزان سے
کیا موم کا پتلا تھا گرمی سے پگھل جاتا

جنت کی تمنا مین سودائی سا رہتا ہے
اے کاش تری سر سے زاہد یہ خلل جاتا

خالِ لبِ دلبر کی حسرت مین شبِ فرقت
مین نالہ اگر کرتا تا چرخِ زحل جاتا

تاثیر کرے پیدا کیا آہ شررافشان
دل یار کا پتھر ہی ہوتا تو پگھل جاتا

جنت کا اگر نقشہ کوچے سے ترے ملتا
جاندادۂ الفت کا دل کچھ تو بہل جاتا

موقوف تھی جان بخشی اے آفتِ جان تجھپر
بیمارِ الم کیونکر عیسیٰ سے سنبھل جاتا

آتش سے نہین کچھ کم سایہ شجرِ غم کا
دل اپنا پھپولونسے پھر کیون نہین جل جاتا

فرہاد اگر ہوتا شیرین کے مٹانے کو
تصویر تری لیکر مین سوے جبل جاتا

دیتے ہین مجھے ایذا گیسوے درازانکے
بہتر تھا کہین اس سے اژدر جو نگل جاتا

اے ماہِ شبِ فرقت مین نالہ اگر کرتا
کانپ اٹھتی زمین ڈر سے گردون بھی دہل جاتا

سرمایۂ صورت ہے اپنے شجرِ دل کی
بالا جو پڑا تجھسے کیونکر نہ یہ جل جاتا

پیغامِ وفا تمنے کیون سب کو نہین بھیجا
کس لطف کا فقرہ تھا اغیار پہ چل جاتا

اب میر اگر ہوتے کس جوشِ عقیدت سے
مین خدمتِ حضرت مین لیکر یہ غزل جاتا

اے گل تری محفل کا کیا رنگ بدل جاتا
دشمن جو کہین اُس سے کانٹا سا نکل جاتا

اے کاش تری رخ کو زلفین نہ چھپا لیتین
مومن کی ولایت سے کافر کا عمل جاتا

آخر نہ رہا ثابت پیراہنِ تن اپنا
کپڑا یہ پرانا تھا کسطرح نہ چل جاتا

اصلاح مقدر کی امکان اگر رکھتی
کر راہِ ابد کھوٹی مین سوے ازل جاتا

جب جانیکو کہتا ہی دل کہتا ہے گھبرا کر
کاش آج نہ جاتا وہ جاتا ہی تو کل جاتا

دیدار کی حسرت سے دم آنکھون مین اٹکا ہے
ورنہ ترے عاشق کا کیا نیل نہ ڈہل جاتا

مایوسیِ عاشق کی اللہ خبر لیتا
پیغامِ قضا جاتا فرمانِ اجل جاتا

اے ناصح نادان تھی ثابت قدمی مشکل
اُس رخ کی صفائی پر کیون دل نہ پھسل جاتا

اے گریہ اُسے لکھتے کیا حالِ غمِ فرقت
کاغذ کی حقیقت کیا سیلاب مین گل جاتا

آخر مری آنکھون نے طوفان کیا برپا
دریا تھا بھرا دل مین کیونکر نہ اُبل جاتا

کیا غیر کی طاقت تھی ہوتا مرا ہم پہلو
رستم بھی اگر ہوتا اُس بزم سے ٹل جاتا

ہے یاد اثر ہمکو اک شخص تھا وارفتہ
وحشت اُسے جب ہوتی صحرا کو نکل جاتا

فرشتون نے شرف کیا کیا نہ پایا
مگر انسان کا رتبا نہ پایا

اُنھین پایا مگر تنہا نہ پایا
جو یون پایا تو کیا پایا نہ پایا

جسے دیکھا ترا سرشار دیکھا
جسے پایا ترا دیوانہ پایا

وہ زخمی خنجر غم کا ہوں قاتل　　کہ زخم دل کو بھی ہنستا نہ پایا

ہجوم غم سے اپنی آہ دل نے　　زبان تک آنے کا رستا نہ پایا

تری تصویر سے تصویر یوسفؑ　　ملائی پر ترا نقشا نہ پایا

نہیں ایسا کوئی دائم عمل مین　　کہ جسنے یان کیا اپنا نہ پایا

گیا کن پانوں اے عہد جوانی　　ترا کوئی نشان پا نہ پایا

پلٹ کر آئے جب دشمن کے گھر سے　　وہ تھے جیسے انہیں ویسا نہ پایا

ہزار افسوس اے غنچے کہ تو نے　　دہن پایا مگر گویا نہ پایا

خیال دامن قاتل نے روکا　　مزا ہمنے تڑپنے کا نہ پایا

یہ کافر ہین خدائی بھر کے جھوٹے　　بتون مین ایک کو سچا نہ پایا

مری بیتابیان سنکر شب وصل　　عدو نے بھی قرار اصلا نہ پایا

سوا رنج و الم حرمان و حسرت　　محبت کرکے ہمنے کیا نہ پایا

کمال حسن عارض کے مقابل　　مہ کامل کو بھی پورا نہ پایا

رہائی پاکے بلبل نے چمن مین　　جہان تھا آشیان تنکا نہ پایا

الٰہی کیا مری گم گشتگی ہے　　نہ پایا تو سراغ اپنا نہ پایا

فلک سے کچھ نہ تھی ملنے کی امید　　یہ کیا کم ہے کہ غم تھوڑا نہ پایا

غلط پروازیان ہین شاعرون کی
دہانِ یار کو عنقا نہ پایا

بہت بازارِ عالم مین پہرے ہم
کہین بہی بے ضرر سودا نہ پایا

خدا کہکر پکارین بیخودی مین
تو ہم نے تمہین اتنا نہ پایا

جسے دیکہا اُسے دیکہا پرایا
جسے پایا اُسے اپنا نہ پایا

جگر کے واسطے جیسا کہ دل ہی
کسی نے ایسا ہمسایا نہ پایا

جلی اے شمع لیکن تو نے کچہ بہی
مزا سوزِ محبت کا نہ پایا

نہین ملتی سبہی نعمت خدا کی
مسیحا نے یدِ بیضا نہ پایا

رہے محشر مین سر پہ اُسکا سایا
کہ جسکے جسم نے سایا نہ پایا

بہت ہشیار سنتے تہے اثر کو
مگر ہم نے اُسے دیوانہ پایا

مینے دل اپنا نثارِ عارضِ زیبا کیا
عاشقی مین مجکو اے ناصح جو کرنا تہا کیا

میرے آگے ذکر اُس سے حورِ جنت کا کیا
تجہسے اے واعظ خدا سمجہی یہ تو نے کیا کیا

تاب میری ہی کہون جو آپسے یہ کیا کیا
بندہ پرور آپنے جو کچہ کیا اچہا کیا

مینے کب تیری رخِ زیبا کا نظارا کیا
اے بتِ ترسا مین تیری دید کو ترسا کیا

آپسے شکوہ نہین شکوہ اگر میرا کیا
ہے شکایت غیر سے جسنے مرا چرچا کیا

شمع کو پروانہ گل کو بلبلِ شیدا کیا
انقلابِ عاشقی اُس شوخ نے کیا کیا کیا

فتنہ گلشن مین نہ اُٹھے اے صبا یہ کیا کیا
بلبلون مین نکہتِ بوے یار کا چرچا کیا

عمر بھر راتون کو دردِ غم سے مین رویا کیا
تو مگر اے بختِ خفتہ چین سے سویا کیا

میرے سُننے کے لئے ہین مجتمع اہلِ سخن
شکر ہے اللہ کا جسنے مجھے گویا کیا

اِس زمین مین ہی غزل گوئی مری لڑکون کا کھیل
قافیے پر قافیہ ملتا گیا باندھا کیا

اے جنون زیرِ قدم رہنے لگی اب تو بہار
خار نے تلوونکو میرے لالۂ صحرا کیا

سازگاری عشق کی حیرت دہِ صد عقل ہی
دشمنِ جان کو تماشا ہے کہ دل چاہا کیا

پختہ مغزانِ جنون سے سامنا جب آپڑا
بوالہوس نے دور سر سے عشق کا سودا کیا

مجھسے ملکر غیر سے ملنا تمہارا ہی ستم
اِس پہ یہ کہنا ملے اُس سے تو کیا بیجا کیا

واہ کیا صنعت گری ہی کارگاہِ عشق کی
ایک کو مجنون بنایا ایک کو لیلا کیا

کس غضب کی شوخ چشمی ہی کہ چشمِ یار سے
تو نے ہمچشمی کا دعوے نرگسِ شہلا کیا

بیقراری کا سبب تھا صبح فرقت کا خیال
دل ہمارا وصل کی شب رات بھر دھڑکا کیا

قامتِ بالا دکھاتے ہی قیامت آگئی
عرصۂ گیتی مین محشر آپنے برپا کیا

اُس پری پر مین ہوا مثلِ سلیمان حکمران
گرچہ مورِ ناتوان دشمن مجھے سمجھا کیا

اب جہان مین بول بالا اُس قدِ بالا کا ہے
عشقِ آفت خیز نے سب کو تہ و بالا کیا

رہبری آسان نہین صحرا نوردِ عشق کی
خضر میرے وادیِ پُر ہول مین بہٹکا گیا

گو بُرے بندے ہین پر بندے تو ہین ای پارسا
ہم گنہگارون کو بہی اللہ نے پیدا کیا

مردِ قانع کو خدا نے دینؔ بنیا دئے
حرص نے او پیٹ کی بندی تجھے اندھا کیا

دشت مین کوسون پسِ ناقہ اُڑا کی دور دور
خاکِ مجنون نے خیالِ محملِ لیلا کیا

ذرہ ذرہ روشناسِ حسنِ عالمگیر ہی
کون بیگانہ ہے جس سی آپنے پردا کیا

شہسوارانِ سخن پُہنچے نہ میری گرد کو
توسنِ طبعِ روان کو مینے جب کوڑا کیا

دردکی سی بیقراری تہی شبِ ہجران مجھے
دل کو تہامے رات بہر اٹھا کیا بیٹھا کیا

گرمیِ غم دل سے جاتی ہی نہ تھی اے شعلہ خو
سرد آہین کھینچکر ہمنے اُسے ٹھنڈا کیا

اشکباری عالمِ وحشت کی طوفان خیز ہی
دینِ گریان نے میرے دشت کو دریا کیا

بے زبان گل ہین تو مہر و ماہ بہی خاموش ہین
تیرے آگے کب کسی نے حسن کا دعوا کیا

قید ہو سکتا نہین صحرا نوردی کا خیال
اپنا تلوا خانۂ زندان مین کھجلایا کیا

اے پری رو تو عجب ماہِ سپہرِ حُسن ہے
جسجگہ بیٹھا حسینون نے وہان ہالا کیا

طالبانِ دید سے ہو جائے اب بیجا حجاب
ہی غضب جھلکی دکھا کر آپنے پردا کیا

وہ جو پہلو سے مرے اُٹھا بن آئی جان پر
دردِ پہلو کچھ بڑھا ایسا کہ سر پٹکا کیا

تا سحر سوزِ محبت سے جلی پروانہ وار
شمع نے جو سامنا اُس محفل آرا کا کیا

سینۂ وا گشتہ پر آئے نظر داغِ الم
چاکِ پیراہن نے رازِ سوزِ دل افشا کیا

زیرِ مدفن انتظارِ حشر مین سوتا ہی کون
ہر کسی سے اُس صنم نے وعدۂ فردا کیا

مین جو کہتا تہا کہ مر جاؤن گا تیرِ عشق مین
شکر ہے اللہ کا جسنے مجھے سچا کیا

کیا نکلتی حسرتِ دیدار بزمِ یار مین
مین نگاہِ یاس سے اُس شوخ کو دیکھا کیا

اب ہوا زینتِ دستارِ سر ہو کسطرح
قیس نے دلکو نثارِ طرۂ لیلا کیا

یا الٰہی کیا ہوا جذبِ محبت کو مرے
اور وہ کہنچتا گیا جتنا اُسے کہینچا کیا

دل ہی ایسا ہی کہ مانے بات اُسکی آدمی
ہائے کس کمبخت کا تو نے اثرؔ کہنا کیا

زندگانی کا مزا اُسدم مجھے حاصل ہوا
جب گلو سیراب آبِ خنجرِ قاتل ہوا

عین وقتِ دید مجنون کو ہوا کیا اضطراب
اشتیاقِ روئے لیلیٰ پردۂ محمل ہوا

جب جنون طوفان یہ لایا چشمِ دریا بار کو
دامنِ صحرا ابھی کو سون دامنِ ساحل ہوا

دل نہ دینا اے اثرؔ بے فیض ہوتی ہین حسین
ماہ کے خرمن سے کسکو فائدہ حاصل ہوا

بائے موحدہ

گرمِ پرستشِ رخِ روشن ہی آفتاب
تو ہے وہ بت کہ جسکا برہمن ہی آفتاب

سرما مین ہر غریب کا مامن ہی آفتاب
عریان تنون کے واسطے گلخن ہی آفتاب

اہلِ جہان سے کہتا ہے خیاطِ آسمان
زرین قبائے یار کی کترن ہی آفتاب

آیا جو بے نقاب وہ شب بھر فاتحہ
عالم کو تھا گمان سرِ مدفن ہی آفتاب

اس التہاب مین تو سمندر نہ رہ سکے
کس خلقتِ عجیب کا مسکن ہی آفتاب

پھیلی ہے دور دور شعاع اُنکے نام کی
پیرس ہے ماہتاب تو لندن ہی آفتاب

سیارے ساتھ ساتھ روان ہین کشان کشان
گویا کہ اس نظام کا انجن ہی آفتاب

کیا تاب کوئی آنکھ برابر جو کر سکے
دیوارِ قصرِ یار کا روزن ہی آفتاب

تو باغِ نور کا ہے وہ گل جسکے روبرو
تاریک صورتِ گلِ سوسن ہی آفتاب

کس شان سے چمک کی نکلتا ہی وقت صبح
کس شہسوارِ ناز کا توسن ہی آفتاب

ذاتی کوئی چمک نہین رکھتا ہی اے اثرؔ
نورِ جمالِ یار سے روشن ہی آفتاب

دل مین زاہد کی بھری ہی ہوسِ جامِ شراب
بوالہوس کہئے اُسے یا مگسِ جامِ شراب

محتسب توڑ نہ یون شیشۂ دل رندون کے
ہونگے آخر یہی فریادرسِ جامِ شراب

تیز ہی دور کو مہمیز ہے موجِ بادہ
بزم مین پھرتا ہی چکر فرسِ جامِ شراب

ساقیا توبہ سے اب توبہ لگا ہین کرنے
فصلِ گل آئی ہوئی پھر ہوسِ جامِ شراب

سیکھو چاٹ نہ زاہد کو دلاؤ مے کی
ہے تنک ظرف بنے گا مگسِ جامِ شراب

ساقیا رند بلا نوش ہوں پی جاؤنگا
درد ہو یا کہ ہو خاشاک و خس جامِ شراب

قافلہ رندوں کا جاتا ہے پے سیرِ چمن
بانگ رن کیوں نہیں ہوتا جرسِ جامِ شراب

موجِ مے دام ہے ڈر اس سے تو ای طائرِ دل
نہ رہا ہو کبھی بند قفسِ جامِ شراب

محتسب راہزنِ قافلۂ عیش ہوا
نہیں آتی جو صدائے جرسِ جامِ شراب

یار مے پینے کو کہتا ہی پس و پیش نکر
اے اثر خوب نہیں پیش و پسِ جامِ شراب

آپ کیوں ہمسے ہیں خفا صاحب
کچھ تو فرمائیے خطا صاحب

تاب لائے دلِ حزیں کب تک
کچھ ستم کی بھی انتہا صاحب

خونِ دل جم گیا ہے عاشق کا
نہیں ہاتھوں میں یہ حنا صاحب

سنتے ہی میرا نالۂ دل سوز
ہو گئے کیوں چراغ پا صاحب

سمجھیں تب قدر آپ عاشق کی
جب کسی کے ہوں مبتلا صاحب

رنج کیا کیا نہیں اٹھائے ہیں
آپنے کیا اٹھا رکھا صاحب

روبرو میرے کس غرض سے آپ
ذکر کرتے ہیں غیر کا صاحب

ہمنے کب غیر کی شکایت کی
ہمیں غیرت نہیں ہے کیا صاحب

غیر سے ہی نہین غرض تمکو
غیر اچھا ہزار بار اچھا

تم ہو مطلب کے آشنا صاحب
خیر ہم ہین برے بھلا صاحب

مر نہ جاتا اثر تو کیا کرتا
غم کی آخر ہے انتہا صاحب

کیا ماہ ہو سکے تری تنویر کا جواب
خورشید جب نہین تری تصویر کا جواب

سفاک دل سے غیر کی ہوتی ہے دم مین پار
دیتی ہے میری آہ ترے تیر کا جواب

موسیٰ نہین ہین سائل بوسہ ہون جان من
منہ پہیر کر نہ دو مری تقریر کا جواب

زندان مین آہ و نالے جو پیہم بلند ہین
ہے آہ قیس نالۂ زنجیر کا جواب

واعظ نہین عذاب مین کچھ گفتگو مگر
جز عفو کیا ہے بندے کی تقصیر کا جواب

ہر ہر قدم پہ رکتا ہے تدبیر کا قلم
آسان نہین نوشتۂ تقدیر کا جواب

اس ترک خرد سال کو سمجھو نہ خرد سال
جور و ستم مین ہے فلک پیر کا جواب

دمساز قید ہجر مین ہو کوئی یا نہ ہو
زنجیر دیگی نالۂ شبگیر کا جواب

مدح علی مین تیغ علی ہے مرا قلم
لکھے تو مدعی مری تحریر کا جواب

ہم بوترابیون کے مدارج نہ پوچھیے
خاک قدم ہماری ہے اکسیر کا جواب

بیکار سخت کوشون کی جاتی ہین کوششین
تقدیر دیتی رہتی ہے تدبیر کا جواب

اوصاف وے یار جو مینے بیان کیے | بلبل نہ دے سکی مری تقریر کا جواب

کہتے ہین یون تو صاحب دیوان مگر اثر
کوئی غزل سرا نہوا میر کا جواب

باے فارسی

سائے سے جو اس رخ کی ہم آغوش ہوئی ہوپ | شرمندہ ہوی ایسی کہ روپوش ہوی ہوپ
غش کھا کے سر خاک گری صورت موئے | نور رخ روشن سے جو بیہوش ہوی ہوپ
جب دشت مین خورشید اماست کا کٹا سر | کعبے کی طرح غم مین سیہ پوش ہوی ہوپ
اب عیش محل مین مے گلرنگ لنڈھا تین | چل صحن چمن سی بت می نوش ہوئی ہوپ
عکس رخ روشن سے کرن پھول جو چمکے | آئینہ صفت گرد بنا گوش ہوی ہوپ
جوڑے کے جواہر کی جو شانون پہ پڑی چھوٹ | ہمراہ شب تار سر دوش ہوی ہوپ
آگے ترے خورشید قیامت کو گئی بھول | وہ محو ہوے ہم کہ فراموش ہوی ہوپ
تھی سرد ہواے سحری باعث نغمہ | مرغان سحر کیون نہون خاموش ہوئی ہوپ
ترکیب عناصر مین سراسر ہی اسے دخل | جسمون کی لئے شکل تن و توش ہوی ہوپ
غش کھا کے گرے خاک پہ ستون کی طرح ہم | صحرا مین ہمین بادہ سرجوش ہوی ہوپ

کیا پوچھیے دہقان سے اثر رنگ زراعت

نہین کوئی پروا اگر جان جائے
رہے جگ مین انسان کی عزت سلامت

بتون سے ہے زینت مین وہ زمان کو
الٰہی رہین تا قیامت سلامت

گئے بھول بندے کی سب خدمتونکو
ہمارے خداوند نعمت سلامت

عدو کے لئے ہر گھڑی کی خلش ہے
رہے ہمسے اُنکی عداوت سلامت

زمانے کی نعمت اگر ہے تو کیا ہے
رہی جب نہ انسان کی صحت سلامت

نہین کوئی پروا اثر بے زری کی
ہے جب تک قناعت کی دولت سلامت

کسیکا دل کو رہا انتظار ساری رات
فلک کو دیکھا کئے بار بار ساری رات

تڑپ تڑپ کے تمنا مین کروٹین بدلین
نہ پایا دل نے ہمارے قرار ساری رات

اُدھر تو شمع تھی گریان ادھر تھے ہم گریان
اسیطرح پہ رہے اشکبار ساری رات

خیالِ شمعِ رخِ یار مین جلے تا صبح
لیا قرار نہ پروانہ وار ساری رات

نپوچھ سوزِ جدائی کو ہمسے اے ہمدم
جلا کیا یہ دلِ داغدار ساری رات

مژہ کے عشق سے آئی نہ نیند آنکھون مین
نظر کھٹکتی رہی بنکے خار ساری رات

خیالِ زلفِ سیہ مین بہا کئے آنسو
بندھا رہا مرے رونے کا تار ساری رات

نہ پوچھ ہمسے اثر رات کسطرح کاٹی

عجب طرح کا رہا انتشار ساری رات

ہو ازل ہی سے دل وحشت زدہ شیدائی دوست
تا قیامت سر سے جائیگا نہیں سودائی دوست

پائے ہم راحت گزین بستر دیبائے دوست
یا نصیب عیش دشمن ہو گئیں شبہائے دوست

عرش اعظم کیا ہے پیش رتبہ والائے دوست
دل جسے کہتے ہیں اہل دل وہی ہے جائے دوست

غم نہیں گر خستہ دشمن ہوئے ہم ای افلاک
خاک ہو کر بھی ہمیں رہنا ہے زیر پائے دوست

آشنائے لب کروں کیوں راز غمہائے نہان
اپنے حال دل سے واقف ہے دل دانائے دوست

تو جو واعظ خوبی طوبے بیان کرنے لگا
پھر گیا میری نظر میں قامت بالائے دوست

جسطرف جا ہی نگاہ شوق نظارہ کرے
شش جہت میں ہے عیاں حسن جہاں آرائے دوست

بار پایا آج کیا تونے حریم یار میں
اے صبا آتی ہے تجھسے بوئے روح افزائے دوست

بلبل دل فرط حسرت سے نہ کیوں نالان رہے
برگ گل سے بھی سوا خوش رنگ ہیں لبہائے دوست

خانہ سینہ میں دل کیونکر نہ غم سے بیٹھ جائے
جب سر محفل عدو کو شوق سے بٹھلائے دوست

یہ تجلی آدمی کے جسم میں ہوتی نہیں
نور کے سانچے میں کیا ڈھالے گئے اعضائے دوست

شاد کیا ہوں شک سی ہے اپنی مرجانیکی بات
مرگ دشمن پر وہ فرمائیں نہ بانسی ہائے دوست

عاشق جانباز کو ہوتی نہیں پروائے جان
سر کٹا دوں شوق سے پاؤں اگر آ جائے دوست

روح پر اس سے زیادہ ہو نہیں سکتا عذاب
ہمرہ دشمن جو مدفن پر گزر فرمائے دوست

ویں باطن سے گھر بیٹھے تماشا کیجیے
آسمان ہے آئینہ جسمین بشکلِ آفتاب
چشمِ نظارہ ہوئی ہے روکشِ صد آئینہ

پردۂ دل مین نہان ہی چہرۂ زیبای دوست
پرتو افگن ہی جمالِ چہرۂ زیبای دوست
ہے تماشاگاہِ حیرت چہرۂ زیبای دوست

داد کا طالب نہونا اے اثر روزِ جزا
کچھ تو لازم ہے خیالِ عزتِ فردای دوست

ثائے مثلثہ

مجھپہ ہے آپکا عتاب عبث — یہ جفائین ہین اے جناب عبث
آتشِ روے یار پر ہم نے — اپنے دل کو کیا کباب عبث
فاش کیا ہے بیقراری سے — دل کو رہتا ہے اضطراب عبث
عشق بیگانگی کا دشمن ہے — مجھ سے کرتے ہین وہ حجاب عبث
نہین آنیکی نیند ہجر کی شب — آنکھین کرتی ہین میلِ خواب عبث
اپنے رونے پہ یار ہنستا ہے — آنکھین رکھتے ہین ہم پر آب عبث
پھنسکے گیسو مین ای دلِ نادان — اب تو کھاتا ہے پیچ و تاب عبث
کیا عدم مین کوئی تماشا ہے — روز جاتے ہین شیخ و شاب عبث
سمجھے پیری مین یہ کہ صد افسوس — ہم نے ضائع کیا شباب عبث

زاہدون کو ہر گیا مے سے کلام
آج ہے انکو اجتناب عبث

غیبت مے کشان سے اے واعظ
سر پہ لیتا ہے تو عذاب عبث

منتخب ہین ہمارے سب اشعار
لوگ کرتے ہین انتخاب عبث

کوچۂ یار بیوفا مین اثر
پھرتے ہین خستہ و خراب عبث

جان گسل ہے درد ہجران الغیاث
اے دوائے دردمندان الغیاث

کس رہا از دست نامردان مرا
الغیاث اے شاہ مردان الغیاث

جیم عربی

خوبان دلربا سے نہ پھیرے خدا مزاج
ناصح پھرا خدا سے جو انسے پھرا مزاج

کیا لائے تاب جور دل میرزا مزاج
مریخ سے بھی تیز ہے اُس ترک کا مزاج

مین ہون وفا مزاج تو تم بیوفا مزاج
میرا جدا مزاج تمہارا جدا مزاج

کیا پوچھتے ہو عاشق دلگیر کا مزاج
جسکی غذا ہو خون جگر اسکا کیا مزاج

دنیا ہی مین عذاب کا رہتا ہے سامنا
انسان کی واسطے ہے جہنم برا مزاج

ہم اہل فقر رہتے ہین اہل دول سی دور
احسان اغنیا سے نہین آشنا مزاج

کیا آتے ہی چمن مین چلی بوئے گل کی ساتھ
بلبل سے پوچھ لینا تھا باد صبا مزاج

یہ ضد یہ ہٹ یہ چھیڑ الٰہی تری پناہ
جیسا کہ اب ہی آپکا ایسا نہ تھا مزاج

دارین مین مفید ہے خوبی مزاج کی
اچھا وہی رہا جسے اچھا ملا مزاج

دستِ سوال پیشِ خدا کیجیے بلند
ہوتا ہے پاک کبر سے وقتِ دعا مزاج

اسوقت سیرِ گل کی نہ تکلیف دے صبا
سوے چمن چلین گے جو اچھا رہا مزاج

کیونکر نہ ایسے یار پہ ہون جان سے نثار
کیا دل ہی کیا دماغ ہے پایا ہے کیا مزاج

کیا شاد شاد آتے ہین ایوانِ یار سے
ملتا نہین ہے آج اثر آپ کا مزاج

چشمِ ساقی کر رہی ہے گردشِ مستانہ آج
میکشو ہونا نہین منتِ کشِ پیمانہ آج

ہے شبِ مہتاب ہین ساقیِ مہوش جلوہ گر
پاے توبہ کر رہا ہے لغزشِ مستانہ آج

قصر و ایوان جنکے دم سے کل تلک آباد تھے
انکے مسکن کے لیے ہے گوشۂ ویرانہ آج

ہمنے دیکھا تھا جنہین افسانہ سنتے وقتِ خواب
اپنے کانوں سے انہین کا سنتے ہین افسانہ آج

خاک پر سوتے ہو بستر تک نہین مرنیکے بعد
ہے کہان اے تاجدار و شوکتِ شاہانہ آج

اے پری زلفِ مسلسل مین مسلسل کر اسے
توڑتا ہے دو ہری زنجیرین ترا دیوانہ آج

عشق کے بندے نہین رکھتے کسی مذہب سے کام
داخلِ کعبہ بھی کل ہین ساکنِ بتخانہ آج

ہے شریکِ صحبتِ رندان جو وہ بادہ پرست
اور ہی کچھ میکشو ہے رونقِ میخانہ آج

جب زمانہ پھر گیا احباب دنیا پھر گئے
کل وہی جو آشنا تھے ہو گئے بیگانہ آج

تو جو ہی رونق فروز بزم اے رشک قمر
شمع کی پروا نہین کہتا کوئی پروانہ آج

سنکے نالون کو اثر وہ بت ہوا ہی مہربان
جا کے مسجد مین ادا کر سجدۂ شکرانہ آج

کس شعلہ رو کے عشق مین ہون اشکبار آج
آنسو نکل رہی ہین برنگ شرار آج

اس گل کے ہجر مین جو ہون خوننابہ بار آج
ہے آب آب شرم سے ابر بہار آج

مدفن کی سمت آتا ہی وہ شہسوار آج
پہنچے گا آسمان کو میرا غبار آج

تیر نگاہ کسنے کئے دل کے پار آج
خون سے ہے تر بتر مژۂ اشکبار آج

انکھون مین اشک آتے ہین یان بار بار آج
آنکو ہی وان عدو کا مگر انتظار آج

رقصان ہی بزم شوق مین طاؤس وار آج
جوبن دکھا رہا ہی دل داغدار آج

پھیلی ہی بوے مشک چمن مین جو وقت صبح
باد سحر ہے شانہ کش زلف یار آج

ساقی علی الحساب چلے ساغر شراب
ہے روز میکشی نہین روز شمار آج

پہنچا دے میری خاک صبا کوی یار تک
لیجا اڑا کے ساتھ یہ مشت غبار آج

رنگ جہان کو ایک طرح پر نہین قرار
گلشن مین کل خزان ہی اگر ہے بہار آج

کی ہی جو تیز آتش حسرت فراق نے
ہی التہاب مین نفس شعلہ بار آج

اللہ سے کرونگا یہ محشر مین التجا
وہ بت مری سبب سی نہو شرمسار آج

وہ آفتاب شام سے ہی مائل شراب
ساقی فلک سے ساغر مہ کو اتار آج

شاید وہ آکے پھولون کی چادر چڑھائینگے
خندان برنگ گل ہی چراغ مزار آج

کیا تمکو انتظار کسیکا ہے اے اثر
در کی طرف جو دیکھتے ہو بار بار آج

حائے حطی

جس گلی مین گئے صبا کی طرح
اب وہان ہم ہین نقش پا کی طرح

چاہئے ہو جفا جفا کی طرح
نہ کہ جور وفا نما کی طرح

زندگی ہے حباب کی صورت
جسم مین جان ہے ہوا کی طرح

غیر لایا ہے وصل کا پیغام
ہے وفا بھی تری جفا کی طرح

اسمین نقصان کیا ہے اے خدا
ہم جو بیٹھے ہین مے دوا کی طرح

زلف اس آفت زمانہ کی
دل کے پیچھے پڑی بلا کی طرح

اسنے وعدو سے کیا نکالی ہے
کر ہم صبر آزما کی طرح

زندہ در گور ہو رہا ہون مین
ہے بقا بھی مری فنا کی طرح

کشتی فقر کے سوار ہین ہم
نا خدا ہین علی خدا کی طرح

تیری محفل مین خاک جیتے ہم — کہ عدو تہا وہان قضا کی طرح

دونون جانب وجود کے ہے عدم — ابتدا بھی ہی انتہا کی طرح

یون تو دیکھے بہت ادا والے — ہے نرالی تری ادا کی طرح

کیون نہ نرگس پہ میری آنکھ پڑے — ہے تری چشم سرمہ سا کی طرح

عمر بھر کاروانِ عمر کے ساتھ — دل نالان رہا درا کی طرح

عاشقون کو نہ آئے کیونکر موت — ہے تمہاری ادا قضا کی طرح

کشتۂ عشق بوتراب ہون مین — خاک میری ہے کیمیا کی طرح

رنج کش غمزدہ ستم دیدہ — کون ہے تیرے مبتلا کی طرح

تیرے بیمارِ غم کے حق مین دوا — بے اثر ہے مری دعا کی طرح

آسمان تیرے در کا سائل ہی — ماہ ہے کاسۂ گدا کی طرح

ان بتون کے دماغ کو دیکھو — متکبر ہین کبریا کی طرح

بیدلی ہے فراغِ غم کا سبب — ہے جفا بھی مجھے وفا کی طرح

کسوتِ گل کو چاک کرتی ہے — کیا غضب ہی تری قبا کی طرح

غیر بھی چشمِ اہل وحدت مین — نظر آتا ہے آشنا کی طرح

خاکساری ہے نسخۂ اکسیر — بندگی بھی ہے کیمیا کی طرح

بے می و یار اے اثر اب تو
عمر کٹتی ہے پارسا کی طرح

کس طرح لاؤن شبِ فرقت مین جوے شیرِ صبح
کوہکن سے پوچھ آؤ ہمدمو تدبیرِ صبح

ہجر کی شب کیا ستم انگیز ہی تاخیرِ صبح
بھیج اے دل لشکرِ نالہ پئے تعزیرِ صبح

ہے جہانگیرِ خدائی قوتِ تاثیرِ صبح
بت کہین اللہ اکبر سنتے ہی تکبیرِ صبح

دشمنِ وصلِ بتان ہی کرتے ہین تحقیرِ صبح
عاشقون کی آنکھ مین ہوتی نہین توقیرِ صبح

فرقتِ دلبر مین کیا خونریز ہے تنویرِ صبح
ہر شعاعِ مہرِ روشن ہی مجھے اک تیرِ صبح

رنگ اپنا فق نہو کیونکر شبِ وصلِ صنم
شام ہی سی پھر رہی ہی آنکھ مین تصویرِ صبح

ہی شفق خونِ شبِ وصلِ غریبان کی دلیل
ہر کرن مہرِ درخشان کی ہی اک شمشیرِ صبح

فرقتِ جانان کی شب روزِ جزا سے کم نہین
کیا قیامت ہی الٰہی فتنۂ تاخیرِ صبح

دولتِ یادِ خدا ہی حصۂ بیداربخت
ہی نصیبِ طالعِ خفتہ کہان جاگیرِ صبح

جلوہ گر رنگِ شفق ای گل نہین زیبِ افق
شعلۂ آہِ شبِ ہجران ہی دامنگیرِ صبح

ہجر کی شب ہی دکھا اپنا تماشای عمل
اے پریخوان کر ہماری واسطے تسخیرِ صبح

منشیِ گردون نے بھیجا دفترِ گوہر نگار
جب ہوی لوحِ زبرجد پر عیان تحریرِ صبح

انقلابِ دہر سے ممکن نہین شکلِ ثبات
شام کو بگڑی ہوی آئی نظر تعمیرِ صبح

شام فرقت مین اگر مین نیمجان جیتا رہا
زہر کی پڑیا لگا رکھونگا بر تقدیرِ صبح

صبحدم نکلا بہ رنگِ برق جب بہرِ شکار
آفتابِ صبح کو تو نے کیا نخچیرِ صبح

ایک ہی جامِ صبوحی لب تک آ سکتا نہین
محتسب کیا ہی غضب کی ہی یہ دار و گیرِ صبح

ہجر کی ساعت سی چھٹکارا نہین یہ زِ فلک
ہر شبِ وصلِ صنم ہے بستۂ زنجیرِ صبح

اِس طرح پر کر بیانِ مصحفِ روی صبیح
جائے قرآن اے مفسر لکھہ کوئی تفسیرِ صبح

تازگی بخشِ گل و سبزہ ہی ہر موجِ نسیم
تو اگر ہی خوابِ غفلت مین تو کیا تقصیرِ صبح

ہر گھڑی رنگِ سخن اُنکا بدلتا ہے اثر
شام کی تقریر سے ملتی نہین تقریرِ صبح

چھٹتا نہین چھوڑائے سے ظالم کسی طرح
اٹکا ہے تجھسے کیا دلِ نادان بُری طرح

پھلو مین آکے بیٹھتے ہو دوست کی طرح
دل لینے کی نکالی ہے تمنے نئی طرح

سمجھا نہ میرے درد کو ظالم کسی طرح
دل کی کہانی اُسکو سنائی کئی طرح

سینے مین دل ہے قطرۂ سیماب کی طرح
لیتا نہین قرار ذرا بھی کسی طرح

چھوٹا چمن قفس مین پڑی آشیان جلا
بلبل ہوی اسیرِ خرابی سبھی طرح

وہ گل کہان چھپا ہی کہ جسکی تلاش مین
آوارہ پھر رہی ہے صبا بھی مری طرح

اہلِ فرنگ نوحؑ کی کشتی بنا ئینگے
روتی رہے جو دیدۂ گریان اسی طرح

حسرت بہت ہی کوچۂ دلدار کی نسیم — پہنچا یہ مشتِ خاک وہان تک کسی طرح

جب سے لیا ہی تو نے دلِ مضطرب مرا — تو بھی ہی بیقرار ستمگر مری طرح

ایسا ہی کوئی کرتا ہے اہلِ وفا کے ساتھ — تم ہمسے پیش آئے نہایت بُری طرح

معلوم ہو تجھے کہ دلِ خون شدہ ہی کیا — اے ابر روکے دیکھ لے دم بھر مری طرح

شاعر کو پیش آتی ہین کیا کیا نہ دقتین — ق — مومن کی ہوتی ہے جو نکالی ہوی طرح

اُستاد کی غزل پہ غزل گو کہی مگر — دعویِ ہمسری نہین مجھکو کسی طرح

شاعر نہین کہ زورِ طبیعت دکھاؤ مین — لکھہ ڈالے چند شعر بھلی جب کبھی طرح

دنیا سے دور گوشۂ غربت مین بیٹھکر — اوقات کاٹتا ہون بھلی یا بُری طرح

دشمن نہ ذوق کا ہون نہ ناسخ کا دوست ہون — عادت نہین کہ چھیڑ نکالون کسی طرح

جھگڑون سے شاعرون کے ہمیشہ رہا الگ — شاید نہ صلحِ کل کوئی ہوگا مری طرح

غالب کو مانتا ہون کہ اُستادِ دہر تھا — کافر ہون اِس مین ہو جو مجھے شک کسی طرح

لیکن اثر جو دیدۂ حق بین سے دیکھیے
کوئی غزل سرا نہ ہوا میر کی طرح

خاے معجمہ

اگر ہے لالہ و گل سے جنون گلستان سرخ — ہمارے خونِ کفِ پا سے ہی بیابان سرخ

بہار آئی ہوا چشمِ خونفشاں کو جوش
برنگِ گل ہی مرا جیب سرخ داماں سرخ

خیالِ عارضِ رنگیں ہیں چشم ہی خونبار
برنگِ پنجۂ مرجان ہیں میری مژگان سرخ

وہ سرخ پوش پے سیرِ بوستاں جو گیا
ہر ایک نخل ہوا مثلِ نخل مرجان سرخ

حنا کی باغِ جہان میں نہیں انہیں حاجت
برنگِ پنجۂ مرجان ہیں دستِ جانان سرخ

اثر ہے جلوہ فگن تیرے جسمِ رنگیں کا
لباسِ سرخ ترا یار ہے دو چندان سرخ

تو اپنے دیدۂ تر سے اثر بہا آبِ خون
بہارِ لالہ و گل سے ہوا گلستان سرخ

دال مہملہ

روز کے سرِ قبر بہت مجھکو کیا یاد
اللہ کو معلوم کہ آیا نہیں کیا یاد

مر جائینگے مرغانِ قفس حسرتِ گل میں
کیوں فصلِ بہاری کو دلاتی ہی صبا یاد

مجھ سا کوئی پھر موردِ بیداد نہوگا
آئے گی مرے بعد تجھے میری وفا یاد

واعظ کی زبان پر ہی عبث ذکرِ معاصی
رکھتا نہیں خالق کسی بندے کی خطا یاد

اِس عمرِ دو روزہ میں اثر بھول نہ جائے
لازم ہے کہ انسان کو رہے اپنی قضا یاد

مرے گھر وہ آئے ہیں مدت کے بعد
سوکس[لہ] آرزو اور منت کے بعد

[لہ] حضرتِ میر کی زبان قصداً لی ۱۲

مصیبت مین اے دل نہ گھبرائیو[۱] | کہ ہوتی ہے راحت مصیبت کے بعد
جدائی ہے کیا ہی عذابِ الیم | قیامت ہے کیا اس قیامت کے بعد
رہا شمع کے گرد دم بھر پتنگ | نہ تھا کچھ بھی جز خاک ساعت کے بعد
خلش کچھ نہ کچھ اُنکی دل مین رہی | وہ کیا دوست بنتی عداوت کے بعد
ذرا صبر لازم تھا اے کوہ کن | عبث جان دی اتنی محنت کے بعد
ترا عاشقِ زار اے بے وفا | موا تو مگر کس اذیت کے بعد
نہو وصل کے بعد فرصت نصیب | خدا دے صعوبت نہ راحت کے بعد

وہ غیرون سے آخر کنارے ہوے
مگر اے اثر کس قباحت کے بعد

ہاے ابتک نہین پھرا قاصد | نہین معلوم کیا ہوا قاصد
شوق کی تازگی نہ کچھ پوچھو | روز درکار ہے نیا قاصد
جو نہ لکھے جواب نامے کا | بھیجون ایسے کے پاس کیا قاصد
کوے قاتل سے بچکے آیا تو | مرحبا تم مرحبا قاصد
ق
مینے جو کچھ اُسے لکھا خط مین | پڑھ کے تجکو سُنا دیا قاصد
وجہ آزردگی بتاؤن کیا | بے سبب وہ ہوا خفا قاصد

[۱] حضرت آتش کی زبان قصد آئی۔

اے اثر ہم بھی اُسکے ساتھ چلے
اپنا خط لے کے جب چلا قاصد

تو نے جب میرا خط دیا قاصد
لے کے خط اُسنے کیا کیا قاصد

بے پڑھے پُرزے پُرزے کر ڈالا
یا ستمگار نے پڑھا قاصد

گر پڑھا پڑھ کے رہگیا خاموش
یا مرے حق مین کچھ کہا قاصد

گر کہا کچھ تو غیر کیا بولے
وہ جو بولے تو بولے کیا قاصد

غیر بولے تو یار کچھ بولا
یا وہ خاموش ہی رہا قاصد

گر نہین چپ رہا تو کیا اُس سے
تو نے کہتے ہوے سنا قاصد

آخر الامر کیا مجھے کہکر
اُسنے رخصت تجھے کیا قاصد

اے اثر بات بھی ہو کہنے کی
تو کرے اپنے مُنہ کو وا قاصد

ہے یہ سب پوچھ پاچھ لایعنی
کیا کہے وانکا ماجرا قاصد

وفا اپنی نہ ہے تیری جفا یاد
نہ ہو جو آپ ہی مین اُسکی کیا یاد

نہین گلشن کا کوئی ماجرا یاد
اسیری مین رہی کیا ای صبا یاد

وہ کافر ہم ہین اے زاہد کہ جبکو
بتون کو دیکھکر آئے خدا یاد

عجب دردِ محبت بھی مرض ہے
نہین جسکی مسیحا کو دوا یاد

شبِ مہتاب مین دورِ مے ناب
وہ راتین ہین تجھے اے مہ لقا یاد

کرون کیا عرضِ مطلب انکے آگے
کسے ہو بیخودی مین مدعا یاد

دلِ لذت طلب خوگر ہے جسکا
نہین حورون کو یارب وہ ادا یاد

کٹے آرام سے کیا عمر اُسکی
جسے ہو ہر نفس اپنی قضا یاد

گنہگارِ محبت پر کرم کر
کریمون کو نہین رہتی خطا یاد

ہزارون سانپ لہراتے ہین دلپر
جب آتی ہے تری زلفِ دوتا یاد

بلا بھیجا ہمین بزمِ عدو مین
کہان اے فتنہ گر تونے کیا یاد

تجھے ہم جانتے ہین اہلِ دل سے
اثر رکھنا ہمین وقتِ دعا یاد

رائے مہملہ

اے گل ترے بغیر نہین کچھ بہارِ عمر
باغِ خزان رسیدہ ہوا لالہ زارِ عمر

فرقت کی زندگی کو گنین کس حساب مین
ہے داخلِ شمارِ اجل یا شمارِ عمر

کب تک وفا کریگی بھروسا ہی اسپہ کیا
نادان ہے وہ بشر جو کرے اعتبارِ عمر

ممکن نہین کہ منزلِ ہستی مین لے قرار
بگٹٹ وان ہے دشتِ عدم کو سوارِ عمر

تازہ گلِ حیات اگر ہے ابھی تو کیا
تیغِ اجل سے ہوگی قلم شاخسارِ عمر

جائے قرار دامن نہین صیدگاہِ دہر
صیادِ مرگ کھیل رہا ہے شکارِ عمر

دنیا کو دیکھتے ہین جو عبرت کی آنکھ سے
اُنکی نظر مین خاک نہین ہی وقارِ عمر

لہو و لعب مین زیست بسر کی ہی اے اثر
کیونکر رہون نہ بعدِ فنا شرمسارِ عمر

کھُلتی نہین زبان دہن یار دیکھکر
چپ ہو گیا ہون عالمِ اسرار دیکھکر

موسےٰ نہ لائے تابِ رخِ یار دیکھکر
نازان ہون اپنی طاقتِ دیدار دیکھکر

سیری نہین نصیب ہمین تیری دید سے
پھر تجکو دیکھہ لیتے ہین ہر بار دیکھکر

کیا کیا ہوا نہ گرم نگہبانِ قصرِ یار
ٹھیرے ذرا جو سایۂ دیوار دیکھکر

مجنون نے ہمسے دشت مین دامن بچا لیا
تن کو ہمارے خار سے بھی زار دیکھکر

کہتا ہی کوئی گبر مسلمان کوئی ہین
گردن مین ساتھ سبحہ کے زنار دیکھکر

کیا آئے مارے خوف کی اُٹھتا نہین قدم
لرزان ہی حشر یار کی رفتار دیکھکر

لیتے ہین اپنی ہاتھ مین جب زلفِ یار ہم
کیا پیچ و تاب کہاتے ہین اغیار دیکھکر

کیا کیا مجھے سُناتے ہین وہ لن ترانیان
مثلِ کلیم طالبِ دیدار دیکھکر

جوشِ جنون نے راہ کو ہموار کر دیا
وحشت تھی دل کو وادیِ پرخار دیکھکر

پھر دل کو ذوق لذتِ ایذا ہوا اثر
اُس دلشکن کو درپے آزار دیکھکر

شب فرقت بسر کرین کیونکر
نہ کٹے تو سحر کرین کیونکر

جنکی تیغِ نگہ کا مارا ہون
میری جانب نظر کرین کیونکر

کچھ ہم اپنی خبر نہین رکھتے
آنکو اپنی خبر کرین کیونکر

عشقِ خوبان کا ترک ای ناصح
ہے تو اچھا مگر کرین کیونکر

دل پہ کھنچی ہے یار کی تصویر
اُسپہ ظاہر ہنر کرین کیونکر

تجکو بھیجین جہان ہو جان کا خوف
کام یہ نامہ بر کرین کیونکر

کچھ گمان اور ہو نہ بلبل کو
آنکھین گلشن مین تر کرین کیونکر

گو ستمگر سہی پہ یار تو ہے
اُسکا شکوہ اثر کرین کیونکر

شوریدگیِ قیس کے عالم پہ نظر کر
لیلے کوئی دن وادیِ مجنون مین گزر کر

واقف نہ ہوا کوئی کہ کیا ہوتا ہی مرکر
جاتا ہے کہان آدمی دنیا سے گزر کر

نادان تجھے دنیا مین ہمیشہ نہین رہنا
یہ عمرِ دو روزہ کسی صورت سے بسر کر

دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے پھٹتا ہی کلیجا
للہ زبان بند تو اے مرغِ سحر کر

تا دشت کو خونِ کفِ پا سے کرے گلزار
مجنون کو صبا آمدِ لیلےٰ کی خبر کر

ہم بزمیِ اغیار اثر خوب نہین ہے
ہوتی ہے بُری صحبتِ ناجنس حذر کر

پاؤن پہیلائے جنون نے پہر بیابان دیکہکر
تلوے کُہجلانے لگے خارِ مغیلان دیکہکر

درہم و برہم ہوئے یکسر مرے ہوش و خرد
اے پری پیکر تری زلفِ پریشان دیکہکر

دشت ہی دامن کشیدہ میری جسمِ زار سے
خار کہاتے ہین مجہے خارِ مغیلان دیکہکر

کشتۂ چشمِ حسینان جانتے ہین سب مجہے
سبزۂ تربت مرا وقفِ غزالان دیکہکر

ابر سے آیا ترے گیسوی شبگون کا خیال
روئے روشن یاد آیا ماہِ تابان دیکہکر

کچہ لبِ اعجاز سے فرما تو ای رشکِ مسیح
چپ ہین عیسیٰ صورتِ بیمارِ ہجران دیکہکر

نقش پردازِ ازل کی دستِ قدرت چومئے
ایک عالم محو ہے تصویرِ جانان دیکہکر

وحشتِ دل کا سبب ہی مکر اربابِ جہان
منزلون ہم بہاگتے ہین شکلِ انسان دیکہکر

بیقراری سے نہین پاتا کوئی پہلو قرار
گوہرِ غلطان ہوا ہین تیرے دندان دیکہکر

صبر کر تو مصر مین ہوئیگو ہی ہردل عزیز
یوسفِ کنعان نہ گہبرا شکلِ زندان دیکہکر

بتکدہ ہوکر جو مسجد مین گزر کرتا ہون مین
جانتا ہے گبر مجکو ہر مسلمان دیکہکر

بل بے اپنے دیدۂ خوننابہ افشان کی بہار
پانی پانی ہوگیا ابرِ بہاران دیکہکر

کسقدر رہی میرے دلکو لذتِ ایذا کا شوق | زخم منہ کھولے ہین اے قاتل نمکدان دیکھکر
ہر صنم کا منہ تکا کرتا ہون شکلِ آئنہ | رہتے ہین حیران مجھے گبر و مسلمان دیکھکر
ولولہ شوقِ شہادت کا مری رگ رگ مین ہی | سر جھکا جاتا ہے قاتل تیغِ بران دیکھکر
مایۂ ہمدردیِ جان ہے درونِ اہلِ درد | ہی بجا — نے ہو جو نالان تلکو نالان دیکھکر
کیون نہین ہوتے تم اپنی زلف سے پرسانِ حال | پوچھتے ہو مجھسے میرا دل پریشان دیکھکر
شامِ فرقت مین نظر آتے ہین تارے چشمِ غول | آج دل بیتاب ہی وحشت کے سامان دیکھکر
زخمِ حسرت دلپہ کھاکر بلبلین ہمدم ہوئین | خاک مین گل ملگئے قاتل کا دامان دیکھکر
آرزو مین لاکھ ہون جسمین وہ دل ہو بحرِ خون | رو دیا تقدیر نے مجکو پر ارمان دیکھکر
کیون نہ ای سروِ روان ہو صیدِ رم نقشِ پا | تیرا اندازِ روش کبکِ خرامان دیکھکر
دشت کو بھاگے تھے ہم چشمِ بلا انگیز سے | اور بھی وحشت بڑہی چشمِ غزالان دیکھکر
ہر روش پر کبک و قمری نے بچھا رکھی ہین دل | پاون رکھ گلشن مین او سروِ خرامان دیکھکر
کیا سمائیگی نظر مین باغِ رضوان کی بہار | ہم کہان جائین الٰہی کوی جانان دیکھکر
آفتابِ حشر داغ اپنا نہ کچہ چمکا سکا | میرے دل مین سیکڑون داغِ عزیزان دیکھکر
ہو نہ بدظن ہمسے اے صیاد آتی ہی بہار | پھر قفس مین آئینگے سیرِ گلستان دیکھکر

تاب کیا لاتا کلامِ برق دم کی اے اثر

ہو گیا فی النار حاسد میرا دیوان دیکھکر

ہے سرو کہان قامتِ جانان کی برابر
قمری بہی نہین ہو دلِ نالان کی برابر

گل برگ نہین ہو لبِ خندان کی برابر
سنبل نہین گیسوے پریشان کی برابر

اک دن بہی نہین چین سے دنیا مین گزرا
سہتے رہے صدمے شبِ ہجران کی برابر

اے حور لقا میری زیارت کے لئے آ
روضہ ہے مرا روضۂ رضوان کی برابر

ہنس ہنس کے لگائی ہے جو اُس شوخ نے تلوار
ہر زخم بدن ہے گلِ خندان کی برابر

ہے عشق مجہے مصحفِ رخسارِ صنم سے
زاہد ہے مرا کفر بہی ایمان کی برابر

اے آتشِ فرقت نفسِ سرد جو کہینچون
ہو موسمِ گرما بہی زمستان کی برابر

درکار ہے شمشیرِ کرم قتلِ عدو کو
سیفی کا عمل بہی نہین احسان کی برابر

زلف آکے جمی ساتھ رخِ یار کے دل مین
کافر نے جگہ پائی مسلمان کی برابر

قاتل مرے زخمون پہ یہانتک ہو نمکریز
ہو ہر دہن زخم نمکدان کی برابر

کافر ہون اگر ملتی ہو کچہ روح کو راحت
دنیا ہے مرے واسطے زندان کی برابر

منت کشِ خضر کی حاجت نہین دلکو
لب یار کے ہین چشمۂ حیوان کی برابر

سر دینے کو حاضر ہین تری سر کی قسم ہم
اے جان ہمین سر ترا ہے قرآن کی برابر

فرداے قیامت سے ڈرون کس لئے زاہد
کیا روزِ جزا ہے شبِ ہجران کی برابر

اے گل ہی تری عزت و توقیر دو روزہ
گلشن مین سمجہ آپ کو مہمان کی برابر

کیا ایسے مسلمان کو مسلمان کہی کوئی
جب تک کہ مسلمان ہنو سلمان کی برابر

یار اپنا اگر روزنِ دیوار سے جہانکے
ہر ذرہ بنے مہرِ درخشان کی برابر

آرام ملا بعدِ فنا فضلِ خدا سے
ہے گور سیہ مجکو شبستان کی برابر

جب داورِ محشر کو دکہانا ہے رحیمی
ہے طاعت زاہد مری عصیان کی برابر

گر جان بہی جائیگی تو ایمان کی کہینگے
ہوتی ہے اثر جان بہی ایمان کی برابر

پڑ گئی چشمِ قمر شاید رخِ دلدار پر
چاندنی تہی غش مین تا وقتِ سحر دیوار پر

قمری ہی عاشق نہین ہی قامتِ دلدار پر
کبک بہی دیتی ہین جان اُس سروِ خوش رفتار پر

ہو دلِ نادان نہ مائل ابروی خمدار پر
مُنہ کی کہائے جو گری اس خنجرِ خونخوار پر

ناتوانی کا ہے احسان میرے جسمِ زار پر
بام تک پہنچا مین چڑہکر سایۂ دیوار پر

شب جو آنکہین پڑ گئین زلفِ سیاہِ یار پر
تارِ سنبل کا ہوا عالم نگہ کے تار پر

فصلِ گل مین یہ ہجوم لالہ اے شیرین نہین
داغِ خونِ کوہکن ہین دامنِ کہسار پر

اُس فرنگن زاد کو حالِ دلِ سوزان لکہون
بہرِ خامہ دے مجہے اپنا جو موسیقار پر

زاہدون کے سر جہکے ہین بہرِ طاعت اے صنم
طاقِ کعبہ کا ہے عالم ابروی خمدار پر

مین جو لکھتا ہون غزل اوصافِ چشمِ یار مین   اہلِ بینش صاد کرتے ہین مری اشعار پر

تیرے کوچے مین جو ٹھیرا استراحت کے لئے   سر سے اے بے مہر سایہ چڑھ گیا دیوار پر

ظالمون کو شادمان کہتا ہی چرخِ ظلم دوست   خندہ ہی آیا نظر ہر دم لبِ سوفار پر

اشک جنبش مین مژہ کے ساتھ ہی تیری حضور   سامنے خورشید کے لرزان ہی شبنم خار پر

قیس و لیلی کی نہین اب اس زمانے مین تمیز   عاشق و معشوق سب مرتے ہین میرے یار پر

چشم کی گردش جو شمشیرِ نگہ کو ہے فسان   باڑھ کی حاجت نہین قاتل تری تلوار پر

کعبہ سجدہ مین ہی گویا روبروے میکدہ   ابروے خمدار یون ہی چشمِ مستِ یار پر

بلبلِ شیدا تو اپنے عشق کی تاثیر دیکھ   گل ہنسا کرتے ہین تیری نالہائے زار پر

رفتہ رفتہ خاکسارونکو ہوا کرتا ہی اوج   سایہ چڑھ جاتا نہین اکبارگی دیوار پر

خرمنِ ہستی اعدا کو جلا دیتا ہون مین   ہے یقینِ برق میری آہِ آتشبار پر

قدردان ہوتا تو کرتا قدردانی سے نثار   آسمان عقدِ ثریا کلک گوہر بار پر

رات بھر رہتی ہین عاشق چشم کو کسطرح   آنکھ کھولے اعتبارِ وعدۂ دیدار پر

دیکھ اے گل پیرہن کیا کیا جوانِ جامہ زیب   ہین گریبان چاک تیری لپٹی دستار پر

یان ہوا کرتا ہی سودا نقد جان کا ہر گھڑی   فوق ہی تیری گلی کو مصر کے بازار پر

گردشِ ایام سے اے غافلو ڈرتے رہو   اعتماد اصلا نہین اس گنبدِ دوار پر

ہون نواسنجِ گلستانِ علیِ مرتضےٰ
فوق ہو مجکو نہ کیونکر بلبلِ گلزار پر

پاس اپنے اور کیا ہے مومنو بہرِ نثار
جان و دل قربان ہین آلِ احمدِ مختار پر

دامن اُس ماہِ رسالت کا ہی اپنی ہاتہ مین
آسمان صدقے ہے جسکے گنبدِ دستار پر

ہم فقیرون کا سہارا اے اثر کوئی نہین
صرف تکیہ ہی جنابِ حیدرِ کرار پر

اپنی نظرون مین کُہپے خود رخِ زیبا ہو کر
آپ کو دیکھتے ہین آپ تماشا ہو کر

شوق سے پیس تنِ زار کو میری اے چرخ
چشمِ عالم مین جگہ پاؤ نگا سرما ہو کر

دیکھ ثابت قدمی اہلِ وفا کی اپنے
تیرے کوچے مین ہی نقشِ کفِ پا ہو کر

اپنی مطلب کا ہوا کرتا ہے دیوانہ بھی
قیس صحرا کو گیا کوچۂ لیلےٰ ہو کر

وا دری یاد ترے چہرۂ نور افشان کی
دل چمکتا ہے مرا عرش کا تارا ہو کر

طور یہ بھی ہی کوئی انجمن آرائی کا
انجمن سے ہو نہان انجمن آرا ہو کر

پردہ داری محبت کی نزاکت دیکھو
چشمِ یوسف مین پھری خوابِ زلیخا ہو کر

آدمی کیا ترے اعجازِ سخن سے شاہا
کلمہ پڑہنے لگے سنگ بھی گویا ہو کر

کہدو اعدا سے کہ ہون شیرِ خدا کا کتا
شیر آتا ہے مرے سامنے کتا ہو کر

کیا ترا ساتہ ازل مین نہ ہوا تہا مجکو
مین نہ پہچانون تجہے تیرا شناسا ہو کر

دشت میں ڈھونڈھنے جب قیس کو لیلی نکلی — رہنما شوق ہوا جادۂ صحرا ہوکر

ایک جانب سے محبت نہیں پاتی انجام — میں ترا ہو کے رہوں تو رہی میرا ہوکر

سیرِ گلشن کو اگر جائیگا اے غنچہ دہن — گل پکارینگے تجھے بلبلِ شیدا ہوکر

طور ہی طور ہے صحراے طلب میں اپنے — ذرہ ذرہ ارنی کہتا ہے موسٰی ہوکر

ق مجمعِ اہلِ سخن میں جو شرف[لہ] آئے ہیں — ہم بھی اس بزم میں آنکلے تمنا ہوکر

ہمکو انکی کششِ کافِ کرم نے کھینچا — حرفِ مطلب بنے ہم جلوۂ معنی ہوکر

ق خضر و موسٰی کی حکایت سی عیاں ہوتا ہے — جلوہ فرمائیاں کیں آپنے کیا کیا ہوکر

آبِ حیوان کے چھپا رکھنے کو ظلمات ہیں — طور پر آئے نظر برقِ تجلا ہوکر

آج کیوں صحبتِ احباب پہ مرتا ہی اثر
زیرِ مدفن تجھے کل رہنا ہے تنہا ہوکر

زای منقوطہ

جوش پر ہیں دیدۂ گریاں ہنوز — بحرِ غم میں ہی بپا طوفان ہنوز

لذتِ غم کا مزا جاتا نہیں — دل ہی تیرے جور کا خواہاں ہنوز

دید کے ارمان اگر نکلے تو کیا — دل میں ارمان ہیں بہت ای جان ہنوز

زاہدو اپنی خبر لیتے رہو — ہے وہ کافر درپے ایمان ہنوز

[لہ] آنریبل مسٹر جسٹس سید شرف الدین صاحب سلمہ۔

دن کٹینگے ہجر کے کیونکر اثر ؀
ہین جدائی کے وہی سامان ہنوز

وصل کی شب مین ہے یون مرغِ سحر کی آواز
جسطرح ہو ملک الموت کی پر کی آواز

فصلِ گل یاد دلاتا ہے خزان کا موسم
حسرت انگیز ہے اوراقِ شجر کی آواز

شام ہی سے تہا شبِ وصل مین نالان ہیہم
آج آتی نہین کیون مرغِ سحر کی آواز

اتنو پیری مین ہین اسطرح ہمارے نالے
جسطرح وقتِ سحر کوسِ سحر کی آواز

ہاتہ ٹوٹین ترے گہڑیال بجانے والے
یار پہلو سے اُٹہا سُنکے گجر کی آواز

خانۂ یار مین کیا غیر ہین سرگرمِ کلام
آتی ہے خلد سے کیون اہلِ سقر کی آواز

کب تلک تمکو پکارا کرون یارانِ عدم
کیا اُدہر کو نہین جاتی ہے اِدہر کی آواز

آخری شب مین کہین گرمِ فغان تہا کوئی
ہو نہو تہی وہ شرر بار اثر کی آواز

سین مہملہ

جب نسیمِ صبح کہتی ہے کہ اے مرغِ قفس
جوش پر فیضِ بہاری ہے چمن مین ان برس

کیا تمنا سیرِ گلشن کی ترے جی مین نہین
کیا ترے دل کو نہین ہوتی رہائی کی ہوس

اُس سے تب رو کر یہ کہتا ہون کہ ای بادِ صبا
ہون گرفتارِ قفس چلتا نہین کچہ اپنا بس

دور از گلشن فتادہ در ہوائے دیدِ گل / دستِ حسرت لحظہ لحظہ میزنم ہمچون مگس

ہر دم و ہر لحظہ می گریم ز جوشِ عشقِ او / اشکِ غم از چشمِ تر جاریست چون رودِ ارس

جب قلق بڑہتا ہی اپنے دلکو یہ کہتا ہون مین / سیرِ گلشن کے لئے اتنا نہ اے نادان ترس

پا نہادن در رہِ پُر خارِ حسرت ابلہی است / چون بدامانِ گلِ مطلب نباشد دسترس

بے بسی مین جز تحمل اور کچہ چارہ نہین / فائدہ فریاد سے کیا جب نہو فریاد رس

ہے اسیری مین اثر وردِ زبان یہ قولِ زمز
دل گرفتہ ہون مجہے یکسان ہی گلزار و قفس

یار کیونکر نہ رہے غیرِ دل آزار کی پاس / دی ہی فطرت نے گلِ تر کو جگہ خار کی پاس

ہی زحل ماہ کے رخسار کا پہلو دابے / نقطۂ خال ہی یا عارضِ دلدار کی پاس

دیکہکر مائلِ بیداد تجہے اے ظالم / عذر کوئی نہ رہا تیرے گنہگار کی پاس

ہین جو خورشیدِ قیامت کے نمونے روزن / سایہ دیکہا نہ کبہی یار کی دیوار کی پاس

جان دیدیگا پہڑک کر ہوسِ گلشن مین / پہول صیاد نہ رکہ مرغِ گرفتار کی پاس

ہمسے آزردہ تم اے شیخ و برہمن کیون ہو / دیکہ لو سبحہ بہی گردن مین ہی زنار کی پاس

اڑتی ناگن کا گمان ہوتا ہی ڈرجاتا ہون / زلف آتی ہی ہوا سی جو رخِ یار کی پاس

مذہبِ عشق مین تخصیص نہین صحبت کی / کبہی زاہد کے قرین ہون کبہی میخوار کی پاس

کس خرابی سی اگر پہنچے بھی گرتے پڑتے
گر پڑے صورتِ دیوار درِ یار کی پاس

جب مری پاس نہین میرے لئے ہی یکسان
ساتھ دس بیس کے ہون آپ کہ جاوے پر پاس

حرکت مین ہی رگِ شوقِ شہادت میری
سر جھکائے جو کھڑا ہون تری تلوار کی پاس

قتل مین دیر نکر کھینچ کمر سے تلوار
یا مجھے بھیجدے جلادِ جفاکار کی پاس

چشمِ بیمار کسیکی جو اثر یاد آئی
ہم عیادت کو گئے نرگسِ بیمار کی پاس

لین ہاتھ ترا ہاتھ مین اغیار صد افسوس
حسرت سے ملین ہاتھ ہم اے یار صد افسوس

تو مجھسے رہا بر سرِ انکار صد افسوس
نکلی نہ تمنائے دلِ زار صد افسوس

عیسےٰ بھی مداوا کے لئے آئی فلک سے
تو بھی نہ جیا ہجر کا بیمار صد افسوس

کیا ہوتا اگر غیر کو ہمراہ نہ لاتے
تم آئے مری دید کو بیکار صد افسوس

کس شوق سے ہم سر کو جھکائی رہی قاتل
نکلی نہ کمر سے تری تلوار صد افسوس

جس سے کہ کہین اہلِ جہان تمکو ستمگر
تم کام وہی کرتے ہو ہر بار صد افسوس

اغیار کی خاطر وہ ستمگار ہمیشہ
رہتا ہے مرے درپئے آزار صد افسوس

ٹھوکر کہین لگ جائے نہ دشمن کی تجھکو
اے یار بری ہی تری رفتار صد افسوس

روزن سے ذرا دیکھ اثر مرگیا شاید

اک لاش پڑی ہے پسِ دیوار افسوس

شین معجمہ

کیونکر نہ ہوتی دل کو اُس دلربا کی خواہش
ناصح ہے سب پہ بالا رب العلا کی خواہش

رہتی ہے تجکو اُسکی زلفِ دوتا کی خواہش
خواہش ہے ہی ایسی خواہش اے دل بلا کی خواہش

ظالم وہ کون دل ہے جسمین نہین بھری ہے
تیرے ستم کی حسرت تیری جفا کی خواہش

لا رے تجھے نقد دینے ہم اپنے لعلِ دلکو
لیکن نہین نہین تھی جنسِ وفا کی خواہش

خونِ جگر جو کھا کر آسودہ ہو رہا ہو
ایسے مریضِ غم کو کیا ہو غذا کی خواہش

اے خالقِ دو عالم یہ کیا معاملہ ہے
انکو جفا کی خواہش مجکو وفا کی خواہش

باقی ہے روح بیشک فانی نہین ہے ہرگز
وابستہ اِس لئی ہے اُس سے بقا کی خواہش

پامالِ جور ہم ہین باغِ جہان مین ورنہ
تیرے قدم سے نکلی کیا کیا حنا کی خواہش

دکھلا کی روئے رنگین اے غیرتِ بہاران
کر دے خجل چمن کو ہے یہ صبا کی خواہش

اے شیخ و برہمن تم کچھ تو ہمین بتاؤ
کیا ہے بتون کی خواہش کیا ہے خدا کی خواہش

ہے موت ہی مسیحا ہے درد ہی مداوا
تیرے مریضِ غم کو کیا ہو شفا کی خواہش

آغازِ عشق ہی مین اے دل بیانِ مطلب
لایا زبان پہ نادان کس انتہا کی خواہش

منہ دیکھکر کسیکا خاموش ہوگیا مین
پہنچی کہان زبان تک مجھ بینوا کی خواہش

دنیا طلب کا شیوہ ہاتھوں کا ہی اٹھانا　　　دل مین خدا کو رکھکر کیا ہو دعا کی خواہش

ہمنے اثر سُنا ہے اہلِ رضا کو کہتے
اپنی وہی ہے خواہش جو ہی خدا کی خواہش

بتو کچھ غم نہین تم ہو جو ناخوش　　　تمہاری ناخوشی مین ہی خدا خوش
خدا آباد رکھے اے شہ حسن　　　بہت تو نے فقیرون کو کیا خوش
فقیری بھیس آخر کام آیا　　　صدا سُنکر ہماری وہ ہوا خوش
بتو کیا تم رکھو گے خوش کسیکو　　　رہے وہ خوش جسے رکھے خدا خوش
نہین معلوم کچھ مرضی مولے　　　وہ خوش کس سے ہی کس سے ہی وہ ناخوش
مبارک ہو خوشی اُسکو کہ جس سے　　　خدا خوش مصطفےٰ خوش مرتضیٰ خوش
رقیب آیا ہے لیکر نامۂ یار　　　کوئی ایسی عنایت پر ہو کیا خوش
عدو کے سامنے کی پرسشِ حال　　　کیا تم نے ہمین بے انتہا خوش
کوئی دم کا ہے مہمان موسمِ گل　　　نہو رنگ چمن پر اے صبا خوش

یہ دنیا اے اثر دار المحن ہے
سبھی اس مین نظر آتے ہین ناخوش

شبِ منزل کو ہی سحر درپیش　　　اب کوئی دم مین ہی سفر درپیش

رہروانِ عدم ہراسان ہین
دشت پُر ہول ہے مگر درپیش

دن کو جس شوخ کا تصور تھا
اُسکی صورت تھی رات بھر درپیش

رات ہی سے رہو کمربستہ
ہے سفر دور کا سحر درپیش

مفت جاتا رہا متاعِ دل
نفع کی جا ہوا ضرر درپیش

سدِّ رہ ہر قدم پہ ہونگے غیر
سختیان ہونگی نامہ بر درپیش

عیشِ دنیا کے ساتھ ساتھ مدام
رنج ہوتے ہین بیشتر درپیش

غیر کا کچھ کلام اُنکا کچھ
اِک لڑائی ہے اُنکے گھر درپیش

چھوٹنے کو ہے عالمِ ہستی
جلد ہے عالمِ دگر درپیش

طے خدا ہی کرے تو یہ طے ہو
جیسی منزل ہے اے اثر درپیش

صادِ مہملہ

دیکھکر اُس شوخ کا محفل مین معشوقانہ رقص
اپنے سینے مین لگا دل کرنے بیتابانہ رقص

گر بتان مست کو زاہد نہ کرتا دل مین جائے
ہاتھ مین اُسکے نہ کرتی سبحۂ صد دانہ رقص

دستِ رنگین سے اگر تو نے لیا گل بزم مین
شمع اے گلرو کریگی صورتِ پروانہ رقص

صاحبِ عقل و خرد کے ہوش کو چکر مین لائے
اے فرنگن زاد محفل مین ترا مستانہ رقص

مستیِ توحید اپنی گرد کھائین ہم تجھے
وجد مین آ کر کرے اے برہمن بتخانہ رقص

تیری آمد کی خبر ساقی جو پہنچی بزم مین
شیشہ قہقہ کر اٹھا کرنے لگا پیمانہ رقص

مستیِ وحشت جو اسکی جوش پر ہو اے پری
گرد بادون کو دکھاتا ہی ترا دیوانہ رقص

تو اگر جاے گلستان کو کہ آے بزم مین
کرتے ہین تیری خوشی مین بلبل و پروانہ رقص

جنبشِ پا یار کی کرتی ہے خونِ اہلِ بزم
اے اثر کیونکر نہ کہیے اسکو سفاکانہ رقص

صادِ معجمہ

عاشقون کو واعظا کیا باغِ رضوان سی غرض
روح کو بعدِ فنا ہے کوے جانان سی غرض

دشت و صحرا چاہیے کوہ و بیابان چاہیے
کیا مری وحشت زدہ دل کو گلستان سی غرض

پھر مرے دلکو ہوا ہی لذتِ ایذا کا شوق
پھر مین یہ کہتا ہون کسیکی نوکِ مژگان سی غرض

کیا وطن کی آرزو میرے دلِ نالان کو ہو
کب سنانے کو کہ رکھتی ہی نیستان سی غرض

ہین لبِ جان بخش جانان چشمۂ آبِ حیات
ہے مبارک خضر تمکو آبِ حیوان سی غرض

موسمِ گل ہو کہ ہو عہدِ خزان اے ہمصفیر
ہم اسیرانِ قفس کو کیا گلستان سی غرض

تجکو اے رشکِ مسیحا چھوڑ کر جاؤن کہان
مین ہون بیمارِ محبت مجکو درمان سی غرض

اہلِ دولت سی ہین مستغنی تری در کے فقیر
مور ہین لیکن نہین رکھتی سلیمان سی غرض

زندگی کٹتی ہے میدانمین درختونکی تلی
ہم فقیرونکو نہین ایوانِ و بستان سی غرض

کیون سُنے تیری عبث کرتا ہی واعظ قیل و قال
کافرِ عشقِ صنم کو دین و ایمان سی غرض

اسکی چشمِ کفر پرور کو ہو کیا پروائی دل
نا مسلمان کو نہین ہوتی مسلمان سی غرض

زاہدِ جنت طلب کو آدمی سی ہے گریز
ورنہ انسان کو ہوا کرتی ہی انسان سی غرض

سینۂ شانہ کی صورت ہو رہا ہی چاک چاک
ہی دلِ غمناک کو گیسوئے جانان سی غرض

پاس تیرے عارضِ روشن کے ہی خالِ سیاہ
ہندوی کفر آشنا رکھتا ہی قرآن سی غرض

اہلِ عصیان سے ہوا ہی رحمتِ حق کا ظہور
رحمتِ حق کیون نہ رکھی اہلِ عصیان سی غرض

پا کے ثروت گھر نہ بھولے آدمی پردیس مین
مصر مین باقی رہی یوسف کو کنعان سی غرض

کہدو میری چشمِ تر لیجائے اپنی کشت مین
مردمِ دہقان عبث رکھتا ہی باران سی غرض

پھر کہان عاشق فروغِ حسن جب زائل ہوا
ہوتی ہی پروانے کو شمعِ فروزان سی غرض

سر جھکے شوقِ شہادت مین نہ کیونکر اے اثر
گردنِ خم گشتہ کو ہی تیغِ جانان سی غرض

طائے مہملہ

ہم تو لکھین شوق مین سو بار خط
ایک بھی ہمکو نہ بھیجے یار خط

کب پہنچنے دیتے ہین اغیار خط
لکھتے ہین ہم یار کو بیکار خط

ہمنے کیا لکھا بحالِ اضطراب — ہو گیا بیزار پڑھکر یار خط

صحنِ گلشن مین ہی کانٹون کی نمود — نکلا آخر بر سرِ رخسار خط

سوزشِ دل کے مضامین درج ہین — جائے لیکر مرغ آتشخوار خط

رازِ دل کیونکر لکھین ہم یار کو — ڈر یہی ہے پڑھ نہ لین اغیار خط

ایک کا بھی تو کبھی دیگا جواب — روز لکھتے ہین اُسے دو چار خط

ہی برابر سر کے قاصد کو عزیز — لیچلا رکھکر تہِ دستار خط

تارِ مسطر ہو گئی ہین انگلیان — لکھ نہین سکتا ترا بیمار خط

یہ دعا رہتی ہے ہر دم ہجر مین — لائے یا رب قاصدِ دلدار خط

پھر نہ دکھلائے کبھی گردن عدو — دے اگر اُسپر تری تلوار خط

لکھتے ہین یون خط اُسی ہم مستِ شوق — جسطرح لکھے کوئی میخوار خط

غیر کو لکھے ہین زہریلے کلام — جائے قاصد لیکے جائی یار خط

تو نہین لکھتا کلامِ التیام — کیا لکھین تیرے جگر افگار خط

یکقلم پایا نہین کوئی جواب — بھیجے ہم نے کتنے نامی تار خط

بڑھ گئی سبزے سے گلشن کی بہار — رنگ لایا ہے سرِ رخسار خط

شرحِ غم سے مثلِ ناسخ اے اثر

ہوگیا ہے نامہ بر پر بار خط

طائے معجمہ

تیری بکنے نے کیا مجکو تہی سر واعظ
دیکھ ہشیار ہو غصہ مین کرین ہاتہ نہ صاف

ذکر حوران بہشتی کا ذرا چھیڑ تو دے
اس توقع پہ کہ جنت مین ہین میری نہرین

مے کا کیا ذکر کرے آپ بہی تو اپنے حرام
کسقدر پہیر مین حورون کی پڑا ہی تو بہی

اثر وعظ ہوا خاک نہ دلپر واعظ
رند تجہسے نظر آتے ہین مکدر واعظ

ابہی میخانے سے ہم آئے ہین پیکر واعظ
تارکِ بادہ کشی کوئی ہو کیونکر واعظ

رند شامت سی جو مہمان ہون تیری گہر واعظ
مے جنت سی ترے سر مین ہی چکر واعظ

نہ ڈرا آتش دوزخ سے اثر کو نادان
وہ تو ہے سید و مداح پیمبر واعظ

عین مہملہ

ہی تیرے آنے جانے کی دشمن کو اطلاع
تن مین ہی جان اور نہین تن کو اطلاع

اصنامِ دیر کلمۂ توحید پڑہتی ہین
لیتا کبہی نہ نام منیزہ کی چاہ کا

جس طرح راہ رو کی ہو رہزن کو اطلاع
راکب کی ورنہ ہوتی ہی توسن کو اطلاع

ابتک نہین ہے اِسکی برہمن کو اطلاع
ہوتی جو قید چاہ کی بیژن کو اطلاع

واقف نہین ہین آہ شرربار سے رقیب
پہنچی نہین ہی برق کی خرمن کو اطلاع

دو چار دن ہین فصلِ بہاری کا کوچ ہے
اسکی نہین ہی بلبلِ گلشن کو اطلاع

سرشار کو ہے طوق نہ زنجیر کی خبر
دونون کی ہے نہ پاؤن نہ گردن کو اطلاع

مسی ملی ہے بال سنوارے ہین یار نے
سنبل کو ہے خبر نہ ہی سوسن کو اطلاع

کیا فتنے اٹھ رہے ہین زمانے مین ہر طرف
اسکی نہین ہی یار کے جوبن کو اطلاع

روتا ہمارے واسطے وہ دوست کیطرح
ہوتی جو اپنے حال سے دشمن کو اطلاع

سینے کو چاک کرکے اثر کیا دکھایئے
ہے داغِ دل کی اُس مہِ روشن کو اطلاع

صبحدم روتی جو تیری بزم سی جاتی ہی شمع
صاف میری سوزِ غم کا رنگ کھلاتی ہی شمع

جس طرح کالے کے من کے روبرو گل ہو چراغ
دیکھکر تعویذ زلفِ یار بجھ جاتی ہی شمع

صرف پروانہ ادب سے دم بخود رہتا نہین
تیرے رعبِ حسن سی محفل مین تھراتی ہی شمع

گھیر لیتے ہین تجھے پروانے اسکو چھوڑکر
جسمین تو ہو کوکب فروغ اس بزم مین پاتی ہی شمع

کار بندِ عدل ہوتی ہین جو ہین روشن دماغ
بزم مین ہر سمت یکسان نور پہنچاتی ہی شمع

پردہ فانوس سے باہر نہین رکھتی قدم
روبرو تیرے رخِ روشن کے شرماتی ہی شمع

جائے گریہ صحبتِ اہلِ تماشا ہے اثر

ہی بجا روتی ہوی جو بزم مین آتی ہی شمع

رہتی تھے جس زمین پہ انسان جمع		اے فلک اب یہان ہین حیوان جمع
کیون نہو خاطر پریشان جمع	ق	آج ہین میکشی کے سامان جمع
شب مہ مین ہین ماہتابی پر	۲	ساقی و مطرب خوش الحان جمع
جام و مینائے مے پہ جوبن ہے	۳	میخوری کو ہوئے ہین خوبان جمع
نہین حلقہ کئے ہین تجکو حسین	۴	تارے ہین گرد ماہ تابان جمع
کیا خدائی بتون نے دکھلائی		ہین صنم خانے مین مسلمان جمع
زخم دل کی خبر جو لینا ہو		پہلے کر لیجئے نمکدان جمع
ہمسے کیا پوچھتے ہو ای صاحب		دل مین ہین ہر طرح کے ارمان جمع
چشم بد دور بزم مین خوش چشم		آج ہین صورت غزالان جمع
جبسے سودائے زلف یار ہوا		نہوئی خاطر پریشان جمع

اے اثر گو رہی پریشانی
ہو گیا تو بھی اپنا دیوان جمع

عین معجمہ

عمر بھر کسقدر اٹھائے داغ	دل بنا تھا مگر برائے داغ

داغِ دل کم نہین ہین انجم سے
اے فلک تجھسے اتنے پائے داغ

اے طبیبو تمہین نہین معلوم
مرہم وصل ہی دوا ہے داغ

داغِ تازہ کہان جگہ پائین
اب نہین دل مین اور جائے داغ

سیر گلشن سمجھ کے وہ آیا
واہ کیا دل کے کام آئے داغ

دلِ پُر داغ لالہ زار بنا
تیری فرقت مین اتنے کھائے داغ

ہی اثر کی دعا یہی کہ خدا
نہ کسی دوست کا دکھائے داغ

روشن کوئی کرے نہ کرے قبر پر چراغ
گنجِ لحد مین ہین مرے داغِ جگر چراغ

بلبل کا ہو ہجوم ہمارے مزار پر
وہ گل جلائے ہاتھ سے اپنے اگر چراغ

یون تیرے روبرو نظر آتا ہی آفتاب
بے نور جیسے ہوتا ہی وقتِ سحر چراغ

اڑ کر پہنچتا اُس گل خندان کے روبرو
بلبل کی طرح رکھتا اگر بال و پر چراغ

جلتا ہے دل کے ساتھ شبِ ہجرِ یار مین
رہتا ہے غمگسار مرا رات بھر چراغ

شاید لگی ہے لو کسی شعلہ عذار سے
بیوجہ رات بھر نہین دھنتا ہی سر چراغ

ہے میرے روز وصل سی روزِ عدو سیاہ
شب کی طرح جلای نہ کیون اپنے گھر چراغ

جنگِ اُحد کی رات عبادت مین کر بسر
نادان جلاتے ہین در و دیوار پر چراغ

ہم اپنے داغ دل کی طرف کرتے ہین نگاہ		جسد کم کسیکی گور پہ آیا نظر چراغ
باد سموم مرگ سے جان کو نہین پناہ		دست ہوا سے پا نہین سکتا مفر چراغ

مومن کی طرح سوز جدائی سے اے اثر
جلتے ہین تا بہ صبح ادہر ہم ادہر چراغ

ردیف فا

کیون دیکھئے نہ حسن خداداد کی طرف		لازم نظر ہی گلشن ایجاد کی طرف
پائے جو تیرے گوشۂ دستار کی ہوا		قمری اُڑے نہ طرۂ شمشاد کی طرف
بے اصل اے فلک نظر آتا ہی تو مجھے		کرتا ہون غور جب تری بنیاد کی طرف
گلشن مین کون بلبل نالان کو دی پناہ		گلچین و باغبان بھی ہین صیاد کی طرف
مظلوم ہون مگر نہین ملتا کوئی گواہ		ہین اہل حشر اُس ستم ایجاد کی طرف
نادان کہین پناہ نہین موت سے تجھے		کیا دیکھتا ہی قلعۂ فولاد کی طرف
ہمجنس کو ضرور ہے ہمجنس کا خیال		رغبت نہو بشر کو پریزاد کی طرف
مضمون کمر کا ہاتھ نہ آیا جو دہر مین		جانا پڑا مجھے عدم آباد کی طرف
تکلیف جوے شیر کی دیکر جو تھی خجل		شیرین نہ دیکھ سکتی تھی فرہاد کی طرف
دیوانگی کا زور تماشا ہی اے پری		فصاد کی نگاہ ہے حداد کی طرف

گردن جھکائے شوقِ شہادت میں ہون روان
دل لے چلا ہی کوچہ جلاد کی طرف

اُمیدوارِ چشمِ عنایت کا ہی غریب
دیکھو تو اِک نظر دلِ ناشاد کی طرف

ناصح اگر ستم نہ سہین ہم تو کیا کرین
دل دوڑتا ہے یار کی بیداد کی طرف

بلبل سمجھ رہی ہی کہ گلہائے خندہ رو
رکھتے ہین کان نالہ و فریاد کی طرف

فضلِ خدا سے اپنی طبیعت ہے بی نیاز
روئے طلب کبھی نہ ہوا داد کی طرف

واعظ سے سنکے قامتِ طوبیٰ کی خوبیان
دوڑا خیال اِک قدِ آزاد کی طرف

بھولے ہوئی ہین ساری زمانی کی نعمتین
میلانِ دل جنہین ہی تری یاد کی طرف

یا شاہِ جن و انس اثر یہ بھی اک نظر
رکھتا ہے آنکھ آپ کی امداد کی طرف

مظہرِ ذاتِ خدا ہے شہِ والائے نجف
نہین معلوم کہ کیا ہی شہِ والائے نجف

ہی رضا اُسکی وہی جو ہی رضا خالق کی
مالکِ ملکِ رضا ہی شہِ والائے نجف

ہم نصیری تو نہین ہین کہ کہین اُسکو خدا
پر نہین حق سے جدا ہی شہِ والائے نجف

وہ نہوتا تو فنا روح کو لاحق ہوتی
سببِ شکلِ بقا ہے شہِ والائے نجف

اُسکی تلوار ہوئی ماحیِ کفر و بدعت
حامیِ دینِ خدا ہے شہِ والائے نجف

خدمتِ عقدہ کشائی اُسے حق نی بخشی
دافعِ رنج و بلا ہے شہِ والائے نجف

کر دیا حق نے اُسے نائبِ شاہِ دارین
مالکِ ہر دو سرا ہے شہِ والائے نجف

درگزر کرتی ہے اعداسے کریمی اُسکی
عافیِ جرم و خطا ہی شہِ والائے نجف

لافتیٰ روزِ اُحد جن و مَلک بول اُٹھے
ہر دِ میدانِ وغا ہی شہِ والائے نجف

اُسکے در سے کبھی محروم نگزرا سائل
مخزنِ جود و عطا ہی شہِ والائے نجف

عیب پوشی سے بِلا خرقۂ معراج اُسے
منبعِ شرم و حیا ہی شہِ والائے نجف

جوہرِ پاک بنایا ہے خدا نے اُسکو
معدنِ صدق و صفا ہی شہِ والائے نجف

عرض کر حالِ دلِ زار اثرؔ اُسکے حضور
دردِ عالم کی دوا ہی شہِ والائے نجف

نہ دل کیطرف ہین نہ تیری طرف
ستمگر نہین ہم کسیکی طرف

ہمین کیا ہی شیخ و برہمن سی کام
نہ اِسکی طرف ہم نہ اُسکی طرف

خطا ہے ہماری کہ ہی آپ کی
ذرا دیکھئے اپنے دل کی طرف

سراسر ہی صاحب عدو کا قصور
غضب کی نظر کیون ہی میری طرف

کمینون پہ غصہ نہ فرمائیے
اثرؔ دیکھئے آپ اپنی طرف

پھر چلے ہم جوشِ وحشت مین بیابان کیطرف
پاؤن پھر بڑہنے لگے خارِ مغیلان کیطرف

پھر جنون نے سر اُٹھایا پھر ہی وحشت ہوئی
ہاتھ پھر بڑھنے لگے جیب و گریبان کیطرف

پھر تصور میں کسیکی ابروی خمدار کے
اپنا سر جھکنے لگا شمشیر بران کیطرف

پھر وہی سودا ہوا گیسوی جانانہ میں
سیر کو جانے لگے پھر سنبلستان کیطرف

یاد پھر آئی کسیکی نوکِ مژگانِ دراز
خونِ دل بہنے لگا پھر جیب و دامان کیطرف

پھر کسیکی چشمِ شہلا آفتیں ڈہانی لگیں
یاس سے تکنے لگے پھر نرگستان کیطرف

پانی پانی پھر لگی کرنے کسی یوسف کی چاہ
پھر چلا گرنے کو دل چاہِ زنخدان کیطرف

ذوقِ ایذا پھر لگا کرنے جگہ دل میں اثر
دیکھتے ہیں پھر کسیکی نوکِ مژگان کیطرف

ردیف قاف

کیا بتائے کوئی کہ کیا ہے عشق
درد ہے رنج ہی بلا ہے عشق

دونون عالم کی بیقراری کا
نام لوگون نے رکھدیا ہی عشق

دشمنِ عصمتِ زلیخا ہے
چاک پیراہن حیا ہے عشق

اسکا عالم سمجھ سے باہر ہے
سارے عالم ہی سی جدا ہی عشق

کون وتکوین کا ہوا ہی سبب
ہر دو عالم کا مدعا ہی عشق

جانگزا ہے کبھی کبھی جان سوز
کبھی جان بخش و جانفزا ہی عشق

ہے کبھی شکلِ صدمۂ روحی
درد دل کی کبھی دوا ہی عشق

کبھی شکر و عطا و صبر و رضا
کبھی شکوہ کبھی گلا ہی عشق

کبھی مرگ و قضا و درد و الم
کبھی درمان کبھی شفا ہی عشق

کبھی شکلِ فنا و معدومی
کبھی صورت دہِ بقا ہی عشق

ہادی و رہبر و پیمبر ہی
دونون عالم کا رہنما ہی عشق

اسکا رتبہ کوئی بتائے کیا
حق تو یہ ہے کہ خود خدا ہی عشق

ڈوبتون کو نجات کی صورت
کشتیِ دین کا ناخدا ہی عشق

مرضِ جان گسل اسے کہیے
اے اثر دردِ لا دوا ہی عشق

عبرت آگین ہے ماجرای فراق
ہو نہ دشمن بھی مبتلای فراق

اپنے ہمدم بنے غم و حرمان
ہین ہوا جبسے آشنای فراق

لذتِ غم بتا کہ کیا کہا ہین
خونِ دل ہو گیا غذای فراق

وعدۂ وصل حشر ہی پہ سہی
خیر اک دن ہی منتہای فراق

انتہا وصل کی فراق ہی جب
کیون نہین وصل انتہای فراق

نقدِ جان تک نہین دریغ ہمین
مول لا دے کوئی دوای فراق

جب دعا کی ہی ضد اثر کے ساتھ
کیون نہ مانگا کرے دعای فراق

جب کبھی آئے پئے سیر گلستان عاشق
کر گئے گل کیطرح چاک گریبان عاشق

صرف رنگت پہ نہین بلبل نالان عاشق
تیری آواز پہ ہین مرغ خوش الحان عاشق

جوش پر لائے اگر دیدۂ گریان عاشق
کر دے عالم مین بپا نوح کا طوفان عاشق

عمر بھر مردہ ہندو کیطرح جلتا ہی
بت پہ اللہ نہو کوئی مسلمان عاشق

استخوان جسم کو فرقت مین بنا رکھا ہے
سگ جانان تجھی کرنے کو ہی مہمان عاشق

عزت رتبۂ معشوق سے محروم ہی
اے زلیخا نہوا یوسف کنعان عاشق

تو جو فرمائے ابھی سر تہ خنجر رکھدین
ہین شہ حسن تری تابع فرمان عاشق

تیرے ہر ظلم کے پہلو کو سمجھ جاتا ہی
تو سمجھتا ہی ستمگر کہ ہی نادان عاشق

کیون تری قدر نہو ساری پریزادون مین
وہ پری تو ہی کہ تجھپر ہے سلیمان عاشق

تم وہ معشوق کہ دشمن ہی تمہارا معشوق
مین وہ عاشق کہ ہی مجھپر شب ہجران عاشق

مین کہین جاؤن نہین چھوڑتی مجکو وحشت
مین وہ مجنون ہون کہ مجھپر ہی بیابان عاشق

دیکھکر صحن چمن مین تری رفتار کی سیر
کبک کیونکر نہوا سرو خرامان عاشق

بلبل و گل ہی نہین تیرے فدائی نکلے
ہوگیا تجھپہ گلستان کا گلستان عاشق

بزم مین دیکھکے اے مہ تری رخسار کو
شکل پروانہ ہوئی شمع فروزان عاشق

روے معشوق مین کیا اسکو نظر آتا ہے
شکل آئینہ رہا کرتا ہے حیران عاشق

عشق مین حالت انسان سے گزر جاتا ہے
تو بھی انسان نہ ہوا کرتا ہے انسان عاشق

نہ بیابان مین آسے چین نہ گلشن مین قرار
چھوڑ کر جائے کہان کوچہ جانان عاشق

مدتون تک جو اُٹھاتی رہے فرقت کے مزے
وصل کے نام سے رہتے ہین گریزان عاشق

کھیل ہے اُنکے لئے دارِ فنا سے جانا
زیست سے جانتے ہین مرگ کو آسان عاشق

مثل فرہاد فدا کرتے ہین جانِ شیرین
سر پہ لیتے نہین جلاد کا احسان عاشق

عرصہ حشر مین اب اپنی جفاکاری سے
تو پشیمان ہے ستمگر کہ پشیمان عاشق

دلبری تیرے سخن مین ہے کچہ ایسی کہ اثر
تیرے اندازِ سخن کے ہین سخندان عاشق

کاف عربی

بھی ساتہ اشک کی لخت جگر تک
نہ کی اُسنے مری جانب نظر تک

عبث صیاد کو ہے بد گمانی
نہین باز و مین اپنے ایک پر تک

خبر آئی مریض درد غم کی
کہین پہنچے خبر اُس بیخبر تک

نزاکت سے لگی بل کرنے کیا کیا
ابھی گیسو نہ پہنچے تھے کمر تک

جلے جاتے ہین شکلِ شمع سوزان
نہ کچھ باقی رہینگے ہم سحر تک

اگر مین یاد ہوتا تو نہ آتے
مگر بھولے سے آئے میری گھر تک

دمِ گریہ یہ تھی غالب ناتوانی
پہنچتے لختِ دل کیا چشمِ تر تک

خدا جانے اثر کو کیا ہوا ہے
رہا کرتا ہی چپ دو دو پہر تک

بت رہین بر سرِ جفا کب تک
انکا یہ زور اے خدا کب تک

عمر رکھتی ہے یار کا انداز
دیکھیے کرتی ہے وفا کب تک

پرسشِ حال روز کرتے ہو
کرمِ صبر آزما کب تک

بے نیازی کی حد نہین ملتی
کوئی مانگا کرے دعا کب تک

امتحانِ جفا تمام کرو
ستمِ صبر آزما کب تک

ہجر کی ہر گھڑی قیامت ہے
دیکھیے آتی ہے قضا کب تک

شکر کا کام لے زبان سے اثر
شکوۂ بختِ نارسا کب تک

بندہ صفت ہو وقفِ دعا سر سے پاؤن تک
ہو جا نیاز پیشِ خدا سر سے پاؤن تک

اے شاہ مجھ فقیر پہ بھی رحم کی نظر
آشفتہ حال ہے یہ گدا سر سے پاؤن تک

رگ رگ میں زلفِ یار کی اُلفت سما گئی
تن ہے اسیرِ بندِ بلا سر سے پاؤں تک

حسن و ادا و ناز و کرشمہ میں ایک ہے
طرفہ وہ بت ہے نامِ خدا سر سے پاؤں تک

سنبل حسد سے خاک پہ غلطاں چمن میں ہے
پہنچی جو تیری زلفِ رسا سر سے پاؤں تک

کیا قدرتِ خدا ہے کہ مانندِ آفتاب
پُر نور جسمِ یار بنا سر سے پاؤں تک

محفل میں سوزِ شمع کو پروانہ دیکھکر
ایسا جلا کہ خاک ہوا سر سے پاؤں تک

دیکھا جو تیرے پنجۂ رنگین کو باغ میں
کیا کیا جلی حسد سے حنا سر سے پاؤں تک

صحرا میں چلکے دیکھئے آرائشِ بہار
پھولوں سے ہر شجر ہے لدا سر سے پاؤں تک

پوشاک سے حجاب میں رہتا ہے اسکا تن
نامِ خدا وہ بت ہے حیا سر سے پاؤں تک

تیری نگاہِ مست کے بادہ نے ساقیا
دورانِ خون کو تیز کیا سر سے پاؤں تک

زاہد کو حسرتوں سے نہ آزاد جانئے
ہے مبتلائے حرص و ہوا سر سے پاؤں تک

دل مانگا یار نے تو دیا کس لئے اثر
ہے اسمیں آپ ہی کی خطا سر سے پاؤں تک

کافِ فارسی

بدلا ہوا ہے جب سے چمن کی ہوا کا رنگ
اچھا نہیں ہے بلبلِ رنگین نوا کا رنگ

خوشتر کہیں ہے گل سے ترے دستِ پا کا رنگ
اے شوخ اُسکے سامنے کیا ہے حنا کا رنگ

رنگین مزاج رکھتے ہین ہر بات کی تمیز
ہم جانتے ہین آپکی نازو ادا کا رنگ

پہینی ہزار رنگ کی پوشاک دہر نے
بدلا نہ آسمان نے اپنی قبا کا رنگ

رنگت مین میرے بخت سی رکہتی ہی ہمسری
پایا ہی زلفِ یار نے کیا ہی بلا کا رنگ

جیسے بہار آئی ہی اترائی پہرتی ہی
کچہ ان دنون ہی اور ہی بادِ صبا کا رنگ

کیونکر نہ غیر اے گلِ خندان ہنسا کرے
ملتا ہے زعفران سی ترے مبتلا کا رنگ

سنتے ہی میری عرض ہوا لال انکا منہ
بگڑا شبِ وصال مرے مدعا کا رنگ

لالہ شہید ہی تری دستارِ سرخ کا
گل غرق خون ہی دیکھکے تیری قبا کا رنگ

بیشک کوئی ولی تہا اثر میرِ نکتہ سنج
سب شاعرونسے خاص ہی اُس باخدا کا رنگ

ردیف لام

اک آفتِ جانکاہ مرے حق مین ہا دل
دشمن کو بہی اللہ نہ دے ایسا مرا دل

اچہا ہوا تم لے گئے اُس آفتِ جان کو
آرام مری روح کو ہی جبسے گیا دل

جس دلپہ ہمین ناز تہا ظالم وہ کہان اب
تیرے ستم ناز کے قابل نہ رہا دل

اے جانِ جہان اور کوئی جب نہین تجہ سا
پہر تو ہی بتا چاہے کسے تیری سوا دل

اک روز ہی جانا تجہے اس دارِ فنا سے
دنیا کی کسی چیز سے نادان نہ لگا دل

بیداد تو کرتا ہے مگر اے بت ظالم
کچھ اسکی خبر بھی ہے کہ اللہ ہی عادل

جز عشق بتان ہمین نہ پایا کسی شے کو
مشہور جہان مین ہی گذرگاہ خدا دل

وہ اور ہی کچھ آگ تھی اے حضرت موسیٰ
پروانہ صفت جسکی تجلی پہ جلا دل

دل توڑ نہ میخوار کا اے واعظ نادان
لازم ہے تجھے پاس برا یا ہو بھلا دل

جاتی نہین عمر بھر ترے کوچے کی تمنا
جنت مین پس مرگ لگے خاک مرا دل

ہم عقل کی کہتے ہین وہ کہتا ہی جنون کی
ہم دل سے ہین آزردہ تو ہی ہمسے خفا دل

دنیا کے بکھیڑے ہین اثر جان کی جنجال
پھر چھوٹنا معلوم اگر ہمین پھنسا دل

بسبب عشق زلف یار ہی دل
تیرہ بخت و سیاہ کار ہی دل

غم فرقت سے داغدار ہی دل
اے گل اندام لالہ وار ہی دل

کیون نہ رکھی صفائی حیرت خیز
آئنہ دار روئے یار ہی دل

کسکے عکس عذار رنگین سے
غیرت عارض بہار ہی دل

اسکے پہلو مین غیر بیٹھا ہی
ورنہ کیون آج بیقرار ہی دل

جیسا جی چاہتا ہے کرتا ہے
سخت کمبخت و نابکار ہی دل

انکی تیغ مژہ کو مت پوچھو
سینہ مجروح ہے فگار ہی دل

ہے خبر گرم کسی کی آمد کی
آج سر گرم انتظار ہے دل

غم سے پاتے نہیں فراغ اثر
اک نہ اک رنج سے دوچار ہے دل

گرمیِ ہجر سے بیتاب ہے دل
شعلہ رو صورت سیماب ہے دل

کثرتِ داغ سے اے رشکِ چمن
رو کش لالۂ شاداب ہے دل

مضطرب ہے غمِ تنہائی سے
طالب صحبتِ احباب ہے دل

دیکھکر طوق تیری گردن مین
خون کا حلقۂ گرداب ہے دل

بے جسے اُس بحرِ ملاحت سے چھٹا
اے اثر ماہیِ بے آب ہے دل

ردیف میم

ہو رہے ہین مبتلائے گردشِ ایام ہم
ایک مدت سے نہین ہین واقف آرام ہم

مل گئے ہین خاک مین اسپر بہی عالی نظر ہین
روزنِ مدفن سے تکتے ہین کسیکا بام ہم

دیر و مسجد مین یہی کہتا ہے جلوہ یار کا
برہمن ہم بت شکن ہم کفر ہم اسلام ہم

طوف کعبہ مین نکر عجلت خدا کیواسطے
زاہدا زمزم پہ دہولین جامۂ احرام ہم

ناصح مشفق وہی کرتے جو فرماتے ہین آپ
ابتدا مین جانتے گر عشق کا انجام ہم

تو ہم ہین ہو جاتی ہین آسان اپنی ساری مشکلیں
اے اثر لیتے ہین جب مشکلکشا کا نام ہم

کرو تم نہ اتنا ستم پر ستم — مین کھینچون کہان تک الم پر الم
نہین اُنکے وعدے کا کچہ اعتبار — اگر لاکہ کہائین قسم پر قسم
ہمارا بیابان ہے کچہ اور قیس — نہ رکھنا ہمارے قدم پر قدم
ہی اُمڈی ہوی آہ و نالے کی فوج — نشان پر نشان ہین علم پر علم

قطعہ

کرین آپ اغیار پہ ہر گھڑی — نوازش عنایت کرم پر کرم
جو اہل وفا ہم ہین ہم پر مدام — جفا پہ جفا ہو ستم پر ستم

علیؑ نے نکالا اُنہین اے اثر
تھے کعبہ مین ورنہ صنم پر صنم

بسر کرتے تھے کس فراغت سے ہم — پر اب تنگ ہین دل کی حالت سے ہم
ترے فتنہ قامت ناز کو — فزون دیکھتے ہین قیامت سے ہم
نہ راحت چمن مین نہ صحرا مین چین — بہت تنگ ہین دل کی وحشت سے ہم
یہ کیا جانتے تھے کہ ہر غیر شوم — تری بزم مین آئے شامت سے ہم
بٹھاتے رہے وہ عدو کو قریب — رہے دور اُنکی عنایت سے ہم

جفائے عدو کو نہ خاطر مین لائین ... اگر کام لین صبر و ہمت سی ہم

کیا عشق نے ہمکو خانہ خراب ... گزر ہی گئے آدمیت سی ہم

ترے بار فرقت کو اے نازنین ... فزون پاتے ہین اپنی طاقت سی ہم

نہین کسکی رحمت کے امیدوار ... جو مایوس ہون تیری رحمت سی ہم

عدو کی طرف محفل یار مین ... نظر کرتے ہین چشم حسرت سی ہم

بہت چین سے ہین گیا جبسے دل ... سبک جان ہوی اسکی رحلت سی ہم

وہ کیونکر ملاتے ہین دشمن سے آنکھ ... نہین دیکھتے انکو غیرت سے ہم

اثر جسقدر ہمنے تحقیق کی ... ہوئے کچھ نہ واقف حقیقت سی ہم

آتا ہے کون خستۂ دردِ جگر کہ ہم ... بلبل بھی نالہ کش ہی مگر اسقدر کہ ہم

بے جوہرون کا دعویِ توقیر ہی عبث ... دنیا مین قدر پاتے ہین اہلِ ہنر کہ ہم

بالائے بام آپکے سونے سے ہمکو کیا ... اِس سے فروغ یاب ہی چشمِ قمر کہ ہم

جادوے چشم سے ہمین دیوانہ کردیا ... اِسمین قصوروار ہے تو فتنہ گر کہ ہم

تیرے گلی مین لے مہِ تابان شبِ فراق ... سرگرم نالہ غیر رہا رات بھر کہ ہم

آنکھون مین جائے اشک لہو ہین بھری ہوئے ... رکھتا نہین ہی اب بھی وہ چشم تر کہ ہم

اُس گل کی کوئے زلف مین تیر اگزر نہین
پہرتی ہے اے نسیم تو آشفتہ سر کہ ہم

حالِ شبِ فراق ذرا باغبان سے پوچھ
بلبل رہی ہے نالہ کنان تا سحر کہ ہم

آئے کرم سے پیش ستم کے جواب مین
کرتا ہے یون عدو سے کوئی درگزر کہ ہم

مژگان و چشم و ابرو و گیسو کے عشق سے
اے دل بلائین لایا ہے تو جان پر کہ ہم

روی سخن کا ہمسے گلا کیون ہے غیر کو
رکھتے ہو بات چیت مین تم مُنہ ادھر کہ ہم

دشمن کی موت کا ہمین الزام دیتے ہو
رکھتے ہین آہ مین دخل قضا و قدر کہ ہم

اُسکے مزے سے ہے رگِ مجنون کو کیا خبر
کھاتے ہین ڈھ لکے زخم پہ جو نیشتر کہ ہم

کوئی گل دمیدہ سے ہے گلزار مین کہ تو
فریاد کش ہے بلبل شوریدہ سر کہ ہم

حالِ دلِ شکستہ جو مینے بیان کیا
بولے کہ اسکے واسطے ہے شیشہ گر کہ ہم

کیا اُن نگاہ شوخ سے اے یار پوچھئے
دشمن رہا ہے آپکا مد نظر کہ ہم

دل غیر کے سپرد نکرنا تہا جان من
تم سر جھکائے رہتے ہو دو دو پہر کہ ہم

کہتے نہ تھے کہ دل کا لگانا عذاب ہے
اب بیقرار ہجر مین تم ہو اثر کہ ہم

ردیف نون

عدو کو رشک ہے ہنگامۂ محشر کے سامان مین
قیامت ہے نہان اُنکے تبسم ہای پنہان مین

جو دل بیتاب ہوتا ہی خیالِ روی جاناں میں
جگر تہامے نکل آتے ہیں ہم صحنِ گلستاں میں

مری راہِ طلب دشوار ہی دشوار ہی مو سے
ہر اک ذرہ یہ حکمِ طور ہے اپنے بیاباں میں

اسی جادو نے اربابِ نظر کو مار رکھا ہی
کہ شوخی ہی حیا کے ساتھ اُسکی چشمِ فتاں میں

خدایا مرگِ دشمن کی خبر پا کر نہ رویا ہو
نمی سی دیکھتا ہوں آج اُس ظالم کی مژگاں میں

سبھی گل زر بکف گلشن میں ہیں انصاف کر یارب
غضب ہے رند خالی ہاتھ ہوں فصلِ بہاراں میں

کیا کیوں ذکر اُسکے دشنۂ خونریز مژگاں کا
چبھویا تو نے نشتر چارہ گر میری رگِ جاں میں

خزاں، صیاد، گلچیں، باغباں سب ہی کا کھٹکا ہی
عبث بلبل نے طرحِ آشیاں ڈالی گلستاں میں

اسی سے پائی ہی شیرازۂ کونین نے بندش
دو عالم کی ہی جمعیت تری زلفِ پریشاں میں

ہوئی جاتی ہے یارب پار کیونکر سینہ دو دو لسے
درازی یوں تو کچھ ایسی نہیں اُس بت کی مژگاں میں

ہوا ہی راہِ کعبہ میں اثر کا ہمسفر ہی ہی
وہ کافر جس سے سو رخنے پڑے ہیں مسلماناں میں

نوا سنجی اثر کی دیکھ کر بزمِ سخنداں میں
طبیعتدار بول اُٹھے کہ بلبل ہی گلستاں میں

نہیں کچھ قدر پاتا آدمی چشمِ عزیزاں میں
برادر ذلتیں دیتے رہے یوسف کو کنعاں میں

عدو کیا سامنا میرا کرے ہی بزمِ سخنداں میں
کہیں نامرد بھی لڑتا ہی ہنگمہ ہو کی میداں میں

حقیقت شمعِ روشن کی نہیں شبہای ہجراں میں
کہ وہ اک سوزنِ گم گشتہ ہی اپنی شبستاں میں

طبیعت تھی جو برہم خیالِ زلفِ جاناں میں
پھرا کرتا ہوں سودائی کی صورت سنبلستاں میں

مرے حسنِ بیاں سے اک جہاں تصویرِ حیرت ہے
مرقع یار کا ہی جو غزل ہے اپنے دیواں میں

مزاجِ آسماں میں اعتدال آتا تو کیا آتا
مرے خورشیدِ طالع نے نہ پایا دخل میزاں میں

نظر میں پھرتے ہیں آہو یہ وحشت کی ترقی ہے
تماشا دشت کا ہم دیکھتے ہیں کنجِ زنداں میں

جنوں میں بھی مری رنگین مزاجی گل کھلاتی ہے
بجائے سنگ گل بھرتے ہیں لڑکے اپنے داماں میں

لبِ لعلین و چشمِ سرمہ سا کا ہی جو یہ عالم
چلے گی ایک دن تیغِ صفاہانی بدخشاں میں

کوئی دیکھے تواضع پیشگی ہم خاکساروں کی
جڑی ہیں آنکھیں درِ غرفہ بتکدہ پر شوقِ مہماں میں

نہیں اک رنگ پر رہتی طبیعت وحشتِ دل سے
کبھی ہم ہیں گلستاں میں کبھی ہم ہیں بیاباں میں

میں ہوں آزردہ اک شعلہ رو کی سرد مہری کا
تپِ غم سے بدن پاتا ہے آسائش زمستاں میں

دلِ صد چاک سا شانہ میسر پھر نہ آئیگا
پڑینگے پیچ کیا کیا بعد میرے زلفِ جاناں میں

زراعت جل گئی ساری ہوا ہے قحط آب ایسا
کہ سوزِ غم سے آنسو تک نہیں اب چشمِ دہقاں میں

نمک ریزی نہیں کافی ہے قاتل دل کے زخموں پر
ملا کر سودۂ الماس بھی بھر دے نمکداں میں

دیا دل تو نے کس کو اے اثر حیرت پہ حیرت ہے
کوئی دیتا ہے آئینہ بھی نادان دستِ ناداں میں

الٰہی عمر گزری ہے ہوائے کوئے جاناں میں
رہے گی روح کیونکر بعدِ مردن باغِ رضواں میں

حریفوں کو نہین آرام دم بھر باغ و بستان مین
ملی زیرِ شجر راحت قناعت ہو جو انسان مین

گرا تھا خوبیِ قسمت سے یوسف چاہِ کنعان مین
نکلتا ہی نہین گرتا اگر چاہِ زنخدان مین

ترا مجنون رہی محبوس کیونکہ کنجِ زندان مین
وہ لاغر ہے سماتا ہی نہین چشمِ نگہبان مین

عدو کی بھیس مین داخل ہوئی ایوانِ جانان مین
عجب صورت سے ڈالی خاک ہم نے چشمِ دربان مین

تمہاری عارض و گیسو نہ کیون داخل ہوا یمان مین
خدا کہتا ہی قسمین آفتاب و شب کی قرآن مین

نہا دھو کر نکھرتا ہی وہ بدرِ حسن ویسا ہی
کہ جیسے ماہِ کامل بعد بارش فصلِ باران مین

خدا پر چھوڑ دی ہر کام کے انجام کو انسان
وہی جب میر ساماں ہی رہی کیون فکرِ سامان مین

ہوا ہی ناموافق موج زن بحرِ حوادث ہی
پڑی ہی یا الٰہی میری کشتی جوشِ طوفان مین

ہمین تو چھوڑ کر گریان کہان ای یار جاتا ہی
نکلتا ہی کوئی گھر سے بھی باہر جوشِ باران مین

تماشای بیابان کی نکالی راہ وحشت نے
مرے نالون سے رخنے پڑ گئی دیوارِ زندان مین

کرم قتلِ عدو کیواسطے اک تیز آلہ ہے
کہ سیفی سے زیادہ کاٹ ہی شمشیرِ احسان مین

رفو کوئی کرے کیا جامۂ صد چاک کو میرے
جنون اک تار تک ثابت نہین جیبِ گریبان مین

برا ہو بیقراری کا لئے پھرتی ہی عاشق کو
گلستان سی بیابان ہین بیابان سے گلستان مین

طلائی ہو گئی زنجیرِ آہن تیرے مجنون کی
کوئی پارس کا ٹکڑا تھا مقرر سنگِ طفلان مین

گوارا کر رہا ہی تو ابھی تک زیست کی تلخی
مگر اے خضر تھا زہرآب شامل آبِ حیوان مین

ارادہ تاخت کا رکھتی ہین آنکھین کشورِ دل پر
کھنچی ہین تیغین ابرو کی صف آرائی ہی مژگان مین

جو ہین عاشق طبیعت اصل کی توقیر کرتے ہین
نہ باندھی آشیان قمری کبھی سروِ چراغان مین

سیاہی تیری بالون کی نہین ابرِ سیہ رکھتا
درخشانی ترے رخ کی نہین مہرِ درخشان مین

قبائے آسمانی کی رعایت یار لازم تھی
لگانا تھا تجھے کنٹھا مہِ نو کا گریبان مین

کہین نام و نشان پر اہلِ جوہر ناز کرتے ہین
کہ نوابی و خانی ہی اضافی امر انسان مین

قطعہ

کڑک بجلی کی بادل کی گرج مورونکی جھنکارین
اندھیری رات بھادونکی قیام اپنا بیابان مین

برسنا مینہ کا جھم جھم اور ہوا کی تیزیان پیہم
الٰہی یہ سمان بھی کچھ سمان ہی ہجرِ جانان مین

دلِ مردہ بدونکا پاک ہو کیونکر کثافت سے
اثر بوسیدگی ہوتی ہی پیدا جسمِ بیجان مین

آہ سے شکرِ جفا ہم تو ادا کرتے ہین
اے ستمگر نہ سمجھنا کہ گلا کرتے ہین

خاک ہوکر درِ جانان پہ رہا کرتے ہین
مر گئے پر بھی وفا اہلِ وفا کرتے ہین

کیون دمِ ذبح وہ منہ پھیر لیا کرتے ہین
ہائے عشاق سے کسوقت حیا کرتے ہین

جان و ایمان و دل و دین سب کو فدا کرتے ہین
بیوفا کیا نہین اربابِ وفا کرتے ہین

زورِ روحی سے نہین طالبِ زر کو بہرہ
نفس کو زیرِ حکومت فقرا کرتے ہین

حشر کا نام نہ لو انکی گلی کے آگے
ایسے فتنے تو وہان روز اٹھا کرتے ہین

اے بتو تم مری تربت پہ نہ آئو نہ سہی
با خدا طوفِ مزارِ شہدا کرتے ہین

کچھ مقدر سے بھی اعمال مِلا لیتے ہین
یہ فرشتے جو سرِ دوش لکھا کرتے ہین

آپ رندون کو بُرا کہتے ہین اے واعظِ شہر
کہین آلودہ زبان بھی صلحا کرتے ہین

ابنِ مریم جو ملین مجکو تو اتنا پوچھون
مرضِ عشق کی بھی آپ دوا کرتے ہین

اے ستمگر نہ بُرا مان مرے نالون کا
یہ تو در پردہ تقاضائے جفا کرتے ہین

کوئی پنہان ہی پسِ پردۂ سامان بہار
گل چمن مین نہین بیوجہ ہنسا کرتے ہین

ہجر قسمت مین لکھا ہی تو برنگِ سایہ
ساتھ رہنے پہ الگ اُنسے رہا کرتے ہین

روبرو اُنکے فرشتون کی زبان کٹتی ہی
ہی بشر کیا جو کہے آپ یہ کیا کرتے ہین

خوبرویون کی بُری بات بھی ہوتی ہی بھلی
آپ بیجا بھی جو کرتے ہین بجا کرتے ہین

دستِ و پا گل سے بھی خوشرنگ ملی ہین جنکو
کیا غضب ہی کہ تمنائے حنا کرتے ہین

اُنکی محفل مین نہین جلتی ہی تو ہی ای شمع
ہم ہی بیٹھے ہوی اِک سمت جلا کرتے ہین

بارآور شجرِ عشق جو ہوتا ہے دلا
نا اُمیدی کے ثمر اُسمین لگا کرتے ہین

ہم فقیرو نسے نہ ای خسروِ خوبان مُنہ پھیر
ایک مدت سے تری حق مین دعا کرتے ہین

ایسے نقشون کی بنانے کی ضرورت کیا ہی
جب بگڑنے کو آتے ہی یہ بنا کرتے ہین

نیک و بد اُنکو جتانے سے مجھے کیا مطلب
کیا وہ سُنتے ہین مری میر اکہا کرتے ہین

کیا خبر ہے تجھے اے طالبِ دنیائے دنی
کام کیا کیا نہین مردانِ خدا کرتے ہین

خوبرویون سے محبت نہین کرتے عاقل
اے اثرؔ آپ جو کرتے ہین برا کرتے ہین

اپنے در سے جو اٹھاتے ہین ہمین
خاک مین آپ ملاتے ہین ہمین

ہے جو منظور جفا در پردہ
منہ وہ غیرون مین دکھاتی ہین ہمین

غیر کو پاس بٹھا رکھتے ہین
جب کبھی آپ بلاتے ہین ہمین

گر میان غیر کو دکھلا دکھلا
بزم مین آپ جلاتے ہین ہمین

شبِ فرقت مین فلک کے تارے
داغ دل یاد دلاتے ہین ہمین

انکے اندازِ سخن ہین معلوم
غیر کو کہکے سناتے ہین ہمین

پھر کسی گل پہ ہوا دل مائل
داغ تازہ نظر آتے ہین ہمین

چھوڑ دین آپ کی ہمراہی ہم
واہ کیا راہ بتاتے ہین ہمین

تو ہمین راہ بتائے جس سے
غیر وہ راہ بتاتے ہین ہمین

عطر گل سے نہین جب دل بھرتا
اپنا رومال سنگھاتی ہین ہمین

شب کو افسانۂ دل کہکے اثرؔ
آپ روتے ہین رلاتے ہین ہمین

دیا تو نے وہ دل خدا یا ہمین
لہو جسنے ہر دم رُلا یا ہمین

موئے پر کسی نے نہ پایا ہمین
یہانتک ترے غم نے کھایا ہمین

رخِ گور دل نے دکھایا ہمین
اِسی نے ٹھکانے لگایا ہمین

یہانتک بتون نے ستایا ہمین
کہ آخر خدا یاد آیا ہمین

نہین دل کو پروا مرے درد کی
یہ اپنا ہوا ہے پرایا ہمین

موئے پر اگر ساتھ دل بھی گیا
تو پھر گور مین چین آیا ہمین

بہت اِسکے ہاتھون سے آئے ہین تنگ
کوئی اور دل دے خدایا ہمین

یہ بتیا بیان غیر کے واسطے
تجھے دیکھکر صبر آیا ہمین

خدا یاد آیا جسے دیکھکر
وہ جلوہ بتون نے دکھایا ہمین

ابھی نیند آئی تھی مرغِ سحر
کہ نالون سے تو نے جگایا ہمین

مسلمان کا مردہ جلاتے نہین
مگر تو نے زندہ جلایا ہمین

اثرؔ شکل اپنی ہوئی میر کی
رہا دیکھ اپنا پرایا ہمین

ہین جنکو رازِ حق کی خبر بولتے نہین
پوچھے کوئی ہزار مگر بولتے نہین

بے دردِ دل محال ہے آرائشِ کلام
زاغ و زغن ہین طیر جو گھر بولتے نہین

جاتا ہے مرغِ فکر کہان سے کہان نگر
پرواز وہ سبک ہی کہ پر بولتے نہین

طولِ شبِ فراق نے سرمہ کہلادیا
کیا آج ہے کہ مرغِ سحر بولتے نہین

ممکن نہین جواب کلامِ مجید کا
یہ وہ زبان ہے کہ بشر بولتے نہین

صبر و رضا طریقۂ اہلِ طریق ہے
راہِ خدا مین دیتے ہین سر بولتے نہین

کیا سبز باغ غیر نے اُنکو دکھایا ہی
بدلا ہوا ہے رنگِ نظر بولتے نہین

ساقی سے بے زری مین تقاضائے جام کیا
بزمِ جہان مین دست نگر بولتے نہین

بازارِ عشق مین ہی عجب عاشقون کی بات
پُہنچے ہزار طرح ضرر بولتے نہین

کرتے صفت تیرے رخِ روشن کی شوق سے
پر کیا کرین کہ شمس و قمر بولتے نہین

کیا عازمانِ شہرِ خموشان سے پوچہیے
باندہے ہوے ہین رختِ سفر بولتے نہین

دل مین جو آج دُہن ہی اُنہین میرے قتل کی
باندہے ہوے ہین چست کمر بولتے نہین

وہ حضرتِ اثرؔ ہین جو بزمِ نگار مین
بیٹھے ہوئے ہین تھامے جگر بولتے نہین

وہ سروِ خرامان جو ادہر آئے تو جانین
طوبائے تمنا مین ثمر آئے تو جانین

اے جذبۂ دل اُسکو بلاتے تو ہین لیکن
کہنچتا ہوا وہ شوخ اگر آئے تو جانین

یون تو دلِ شیدا مین تمنا ہین لاکہون
اِن مین سے اگر ایک بہی بر آئی تو جانین

یعقوب صفت منتظر یار ہین لاکہون
وہ یوسف گم گشتہ جو گہر آئے تو جانین

ہم آہ تو کرتے ہین مگر اے اثر آہ
دل اسکا اگر درد سے بہر آئے تو جانین

اے اہل نظر دیر سے ہو آنکہہ لگائے
لیکن وہ کمر تمکو نظر آئے تو جانین

اوصاف کمر لکہتے ہین کد ہی شعراکو
ہاتہ انکے جو مضمون کمر آئے تو جانین

مرغان قفس گوش بر آواز ہین لیکن
گلشن کی صبا لیکے خبر آئے تو جانین

اے دیدۂ تر سوزش فرقت ہین مژہ پر
آنسو کے عوض تمسے شرر آئے تو جانین

گر ماہ ہوا ہالہ نشین کیا ہی تکلف
آغوش ہین وہ رشک قمر آئے تو جانین

آئے ہین مداوا کے لئے عیسی مریم
راس انکی دوا دل کو اثر آئے تو جانین

دہوکے ہین گل کے بلبل تجکو پکارتی ہین
تیری ہوا مین گلچین دامن پسارتی ہین

صحن چمن مین جب وہ گیسو سنوارتی ہین
غیرت کے تازیانے سنبل کو مارتی ہین

تجہپر چمن مین بلبل صیاد وارتے ہین
انبار گل سے گلچین صدقے اتارتی ہین

کیا کارساز یان ہین کیا شان ہی بتونکی
جنکو بگاڑتے ہین انکو سنوارتے ہین

مشکل کا سامنا کر اے دل نہ ہار ہمت
پہر وہ نہین کہین کے ہمت جو ہارتی ہین

اک دن بہی بزم مین دیکہی نہ دال گلتی
گہر بیٹھے شیخ صاحب شیخی بگہارتی ہین

کرتے ہین وصفِ خوبان میرا بیان بناکر
کیا کیا رقیب بدگو انکو ابہارتے ہین
ملکِ عدم مین کیا ہی جسکی طرف خدایا
لاکھون ہی تیرے بندی ہر دم سدہارتی ہین

بزمِ سخن مین اعدا روباہ خوف سے ہین
مضمون اثر نہین ہین ضیغم ڈکارتی ہین

راحت و غم ہجر مین اے یار دونون ایک ہین
صحن گلشن وادی پُرخار دونون ایک ہین
اُنکی دونون کی یکسان کوچۂ دلبر مین ہے
چشم عاشق روزنِ دیوار دونون ایک ہین
جب حقیقت بین نہین اہلِ نظر کی آنکھ ہین
دیدۂ خوابیدہ و بیدار دونون ایک ہین
ہی خراباتِ جہان مین کیفیت سبکی خراب
میکدے مین غافل و ہشیار دونون ایک ہین
الحذر اے خرمن ہستیِ اعدا الحذر
برقِ سوزان آہ آتشبار دونون ایک ہین
حضرتِ واعظ اگر اُلجھے کسی میخوار سے
اُسکا ہاتہ اور آپکی دستار دونون ایک ہین
یہ مےِ جنت کا طالب وہ مےِ دنیا کا مست
پیشِ حق مین زاہد و میخوار دونون ایک ہین
فرق ہی زاہد فقط ہموار و ناہموار کا
درحقیقت سبحہ و زنار دونون ایک ہین
ایک پل مین ہر طرف جل تھل نظر آنی لگی
چشمِ عاشق ابرِ دریا بار دونون ایک ہین
کام کیا انسان کا نکلی ہو نہ جبتک اتحاد
لب ہین دو لیکن دمِ گفتار دونون ایک ہین

لکھ لکھی سے اپنا یہ عقیدہ ہے اثر

مصطفےٰ و حیدرِ کرار دونون ایک ہین

اُلجھن ہوئی ہین زلفو نمین کانون کی بالیان
اے یار دل مین آئین نہ کیون بدخیالیان

ہر دم غمِ فراق مین ہم روتے ہین لہو
آنکھین نہین ہین خونِ جگر کی ہین نالیان

وہ رشک گل ہی یار کہ گلشن مین بلبلین
رکھتی ہین جسکے سامنی پھولون کی ڈالیان

بلبل کے چہچے ہین کہ تانین بہار کی
ق
غنچے چٹکتے ہین کہ بجاتے ہین تالیان

وہ کھلا رہی ہین لطفِ مِی جوششِ بہار
مستی مین جھوم جھوم کی پھولونکی ڈالیان

اِس بے رخی کا یار کے کوئی بھی ہی جواب
بوسہ جو مانگتا ہون تو دیتا ہے گالیان

چشمِ خرد مین دیں عبرت سے کم نہین
روضون مین اہلِ زر کے مزارونکی جالیان

لاریب گل شکر سے سوا ہین مٹھاس مین
شیرین ہی کھائے شوق سی اُس گل کی گالیان

کعبے کو میفروش سدہارے اثر کے بعد
وہ مرگیا خراب پڑی ہین کلالیان

دل اپنا ایک مدت سے نہین ہے اپنے قابو مین
مری جانِ حزین کو واسطے دشمن ہی پہلو مین

نصیبِ قسمتِ بی فیض ہی دنیا مین محرومی
ثمر لاتی نہین فصلِ بہاری شاخِ آہو مین

دلا یہ وحشت ہی تفضیدگانِ سوزِ اُلفت کا
بجائے مشک انگارے بھری ہین نافِ آہو مین

جو رستم تھے جوانی مین وہ ہین اب دلِ بدتر
نہ وہ طاقت ہی پنجے مین نہ وہ قوت ہی بازو مین

نکلی ہو گئی شمشیر جسدم اسمین بال آیا — مگر موجوہر عاشق کشی ہین تیغ ابرو مین

برنگ شانہ دست غم سے دل صدچاک ہوتا ہے
اثر شانے کو جب مین دیکھتا ہون اسکی گیسو مین

زبان حال سے ہم شکوۂ بیداد کرتے ہین — دہان زخم قاتل دمبدم فریاد کرتے ہین

سمجھکر کیا اسیران قفس فریاد کرتے ہین — توجہ بھی کہین فریاد پر صیاد کرتے ہین

عذاب قبر سے پاتے ہین راحت عشق کے مجرم — پس مردن جفائین یار کی جب یاد کرتے ہین

نہ کہہ پھر خدا تو بندگان عشق کو کافر — بتون کی یاد مین زاہد خدا کی یاد کرتے ہین

ذرا صیاد چلکر دیکھہ تو کیا حال ہے انکا — اسیران قفس فریاد پر فریاد کرتے ہین

بتان سنگدل کی ہاتھ سے دل ہی نہین نالان — برابر دیر مین ناقوس بھی فریاد کرتے ہین

بناتے ہین ہزارون زخم خندان خنجر غم سے — دل ناشاد کو ہم اس طرح پر شاد کرتے ہین

ملے لذت جو ایذا سے تو باز آتے ہین ایذا سے — ستم ایجاد ہین طرز ستم ایجاد کرتے ہین

اثر کو دیکھکر کیا روح کو صدمہ پہنچتا ہے
خدا سمجھے بتون سے کسقدر بیداد کرتے ہین

گل تمہارے عذار ہین دونون — رنگ روئے بہار ہین دونون

آنکھین اس آفت زمانہ کی — فتنۂ روزگار ہین دونون

نغمہ و مے کا ذکر مت چھیڑو
ہجر مین ناگوار ہین دونون

جگر و دل تری جدائی سے
لالہ رو داغدار ہین دونون

دونون زلفین نہین ہین سینے پر
دل کے ڈسنے کو مار ہین دونون

اسکی تیغِ نگہ کو کیا کہیے
جگر و دل فگار ہین دونون

تیرے ہاتھون سے جامہ و دستار
اے جنون تار تار ہین دونون

لب و دندان پہ تیرے اے دلبر
لعل و گوہر نثار ہین دونون

دیدہ و دل ہین جان کے دشمن
ورنہ آپسمین یار ہین دونون

دے کے دل ہم تو وہ اثر لیکر
اے اثر بیقرار ہین دونون

اثرِ آہ الم جب دلِ ناکام نہین
کوششِ دلہاے بتان موردِ الزام نہین

جسکے کام آؤ اسی پر یہ ستم ڈہاؤ تم
در خورِ قہر و غضب یہ دلِ ناکام نہین

داغِ مے دہوئے زمزم پہ مجہے اے زاہد
لایقِ طوفِ حرم جامۂ احرام نہین

ہے تقاضاے جفا اہلِ محبت کے لئے
طلب رنج و الم رسم و رہِ عام نہین

رہروِ راہ الم ہے دلِ خاصانِ خدا
کوچۂ زلفِ بتان رہگذرِ عام نہین

عادتِ لذتِ آزار برا ہو تیرا
بے سہے جور و جفا جان کو آرام نہین

اثرِ آہ کی ہر چند حقیقت معلوم
پھر بھی محزون کو ترے اِسکے سوا کام نہین

دے نہ دے ہر کوئی مختار ہے مجبور نہین
دل طلب کرنے سے بت قابلِ الزام نہین

دیکھ سرگشتگیِ چرخ بچشمِ حق بین
عادتِ چرخ دہی صورتِ آرام نہین

طلبِ عفو نہین اہلِ ستم سے شایان
عذرِ تقصیر بجز خجلتِ الزام نہین

وہ ظرافت سے اثرؔ مجھ سے کہا کرتے ہین
لذتِ بوسہ بہ از لذتِ دشنام نہین

کیا تجھے کام بجز نالہ و فریاد نہین
مشغلہ اور کوئی اے دلِ ناشاد نہین

کوہِ غم بر سرِ جانباز متاعِ رفعت
نازشِ عشق سبکدوشیِ فرہاد نہین

مدتِ عمرِ جنون عمر سے کچھ تھوڑی ہے
دشت سی پھر کے کہان جائین کہ گھر یاد نہین

حکمت آموز نہین اہلِ جفا کی تعلیم
لطمۂ جورِ عدو سیلیِ اُستاد نہین

طوقِ آہن ہی بنے کچھ تو ہو تدبیرِ جنون
کوئی حداد سہی جب کوئی فصاد نہین

طلبِ درد سے غافل نہوا ایدل دم بھر
واقفِ لذتِ غم وہ ستم ایجاد نہین

آتشین آہ سے جلتی ہے زبانِ سوزان
شعلۂ شمع سرِ رہگذرِ باد نہین

کیون اُلجھتا ہے تری زلف سے اے سروِ روان
دلِ صد چاک مرا شانۂ شمشاد نہین

ہر گل اندام سے نفرت ہے تجھے کیون زاہد
قابلِ سیر مگر گلشنِ ایجاد نہین

دستگیری دگر تیشہ بحقِ عاشق — سر فرہاد تہ خنجرِ جلاد نہین

یہی فریاد سے مطلب ہی کہ اے ظلم سرشت — یاد آجائے ستم تجکو اگر یاد نہین

نالہ کرتا ہے تقاضائے جفائے تازہ — اس سے مقصودِ دلی شکوۂ بیداد نہین

ہی نہ پروای ستائش نہ غم نفرین ہے — نغمہ سنجی سے خیالِ طلبِ داد نہین

ق ۴

شکوۂ غربت کا اثر کرتے ہو غالب کیطرح — تمکو بے مہری یاران وطن یاد نہین

کوئی روگ ہو تو مداوا کرین — مرض ہجر کا ہے اسے کیا کرین

یہ دل چاہتا ہی کہ اے مہ جبین — ترے روی روشن کو دیکھا کرین

دکھا اپنی صورت خدا کے لئے — کہانتک ترے غم مین رویا کرین

نہین خوبرویون کا کچھ اعتبار — عبث ہی جو تم پر بہروسا کرین

شکایت فقیرون کو زیبا نہین — وہ کیونکر ہم ایسون کی پروا کرین

عجب کیا وہ قامت سے محشر کے دن — قیامت قیامت مین برپا کرین

ہوس عیش کی دل پہ موقوف ہے — جو دل ہی نہین کیا تمنا کرین

بحسرت کرین سوئے دشمن نظر — انہین ساری محفل مین رسوا کرین

اثر ضبط گریہ کو کہتے ہین آپ

مگر دل کی تکلیف کو کیا کرین

ہو عکس زلفِ یار جو ظرفِ شراب مین
بال آئے رشک سی قدحِ آفتاب مین

افسوس روبرو مری آنکہونکے وہ نہین
پوشیدہ جسکا چہرہ ہو دلکے نقاب مین

ق

اے نو رسیدگانِ جوانی زرا سنو
ملتا تہا لطفِ زیست ہمین بہی شباب مین

اک دن وہ تہا کہ ساقیِ مہوش تہا اپنے پاس
پیتے تہے ہم شراب شبِ ماہتاب مین

وہ جامِ زرنگار و مطلا صراحیان
زردی ہو جنسے رنگِ رخِ آفتاب مین

وہ بت کہ دلکو حلقۂ دامِ بلا مین لائین
زلفین ہین جنکی تا بکمر پیچ و تاب مین

آنکہون کے سامنے سے الٰہی کدہر گئے
ابتو نظر بہی آتے نہین ہمکو خواب مین

احبابِ بزم جتنے تہے سب ہو گئی ہوا
گویا شراب پیتے تہے جامِ حباب مین

ہر لحظہ اُنکی یاد مین روئین نہ کیون اثر
تصویرین اُنکی پھرتی ہین چشمِ پُرآب مین

سُنا حالِ دل پر کہا کچہ نہین
مگر کان دہر کر سُنا کچہ نہین

مقدر مین جو تہا وہ تمنے کیا
تبہو تمسے ہمکو گلا کچہ نہین

شبِ ہجر ہوتا چلا مین فنا
سحر ہوتے ہوتے رہا کچہ نہین

حسینو کہین گل سے خوشرو ہو تم
مگر تم مین بوئے وفا کچہ نہین

نہ گل پر ہے جوبن نہ بلبل کو جوش
چمن کی وہ اگلی ہوا کچھ نہین

عبادت خدا کی بہ امیدِ حور
مگر تجھکو زاہد حیا کچھ نہین

خدا اُنسے بندونکو اپنے بچائے
کہ نزدیک جنکے خدا کچھ نہین

حسینون کے انداز مت پوچھئے
جفا ہی جفا ہے وفا کچھ نہین

بتون کی پرستش کہان تک اثر
مگر تجھکو خوفِ خدا کچھ نہین

اور کیا ہوگی جفا جسکو جفا کہتے ہین
وہ مری عرض تمنا کو گلا کہتے ہین

وہ اگر طعن سے دشمن کو برا کہتے ہین
ہم بہی کیا سادہ درون ہین کہ بجا کہتے ہین

بدر سے بندگیِ شوق مین ہوتا ہی ہلال
ماہ کو در کا ترے ناصیہ سا کہتے ہین

حسن کی شان بہی ہی کہ پڑہین اسپہ درود
جو تجھے دیکھتے ہین صل علی کہتے ہین

ہم دو رنگی زمانے سے جو رکہتے ہین خبر
رخ و گیسو کو ترے صبح و مسا کہتے ہین

ہم ہین عاشق نہین معلوم ہمین ای ناصح
کسکو کہتے ہین جفا کسکو وفا کہتے ہین

رندِ سرکش ہی مگر مستِ ولا بہی ہی اثر
آپ اے حضرتِ واعظ اسی کیا کہتے ہین

شام کو جب چراغ جلتے ہین
دل جلے سیر کو نکلتے ہین

ذکرِ جور و قصور کر واعظ
تیری باتوں سے ہم بہلتے ہین

مضطرب کیون ہو رہروانِ عدم
کچہ تو ٹھہرو کہ ہم بہی چلتے ہین

کہو کے دل اب یہی ہی کام ہمین
ہر گھڑی اپنے ہاتھ ملتے ہین

بل بے جوشِ سرشکِ طوفان خیز
یون بہی چشمے کہین اُبلتے ہین

کچہ نہین کم پہاڑ سے اغیار
سنگِ سینہ ہین کب یہ ٹلتے ہین

دل بتون کی ہین کیا خدا جانے
آہن و سنگ تک پگہلتے ہین

شجرِ عشق کیا ثمر لائے
کہین ایسے درخت پہلتے ہین

بیٹھ جاتے ہین ضعف کے مارے
دو قدم بہی جو ہم ٹہلتے ہین

کوچہ گردی کا ذکر کیا ناصح
گہر سے بہی ہم نہین نکلتے ہین

اُسکی محفل مین اے اثر جا کر
حضرتِ دل بہت مچلتے ہین

لوگ جب تیرا نام لیتے ہین
ہم کلیجے کو تہام لیتے ہین

راہبر کی نہین ہمین حاجت
خضر کا دل سے کام لیتے ہین

بادہ بہی مستِ ناز ہوتا ہی
جس ادا سے وہ جام لیتے ہین

شیخ صاحب بہت مریدونسے
آپ مالِ حرام لیتے ہین

مفت بوسہ حسین نہین دیتے
دل جو لیتے ہین دام لیتے ہین

آدمی کیا ملک درود کے ساتہ
نام خیر الانام لیتے ہین

انکو ڈہونڈھے ہے کہان کہان کوئی
ف کب وہ نام قیام لیتے ہین

فتنۂ روزگار بن بنکر
گھر بنیا صبح و شام لیتے ہین

ضعف بہی کیف سی نہین خالی
جب گردن مین وہ تہام لیتے ہین

جانکہ میر کا کلام اثر
لوگ تیرا کلام لیتے ہین

مقدر تہا جو رہنا وحشیونکی ساتہ جنگل مین
پڑے تھے شیر کے ناخن مری طفلی کی ہیکل مین

جگر کے لخت آتے ہین نظر اشکِ مسلسل مین
مری آنکھون کی رنگینی نہین ساون کے بادل مین

ثمر باغِ جنان کے بھی نہ ایسے خوش مزہ ہونگے
عجب لذت ہے اے قاتل تری شمشیر کے پھل مین

سوا تیرے خبر لے کون مجھسے نذرِ بے زر کی
اب اے پیرِ مغان باقی نہین اک گھونٹ بوتل مین

گمانِ بیوفائی انکی جانب سے نہین جاتا
بتون کو کیون نہ رکھین برہمن دیرِ مقفل مین

ترے چہرے سے آئینہ مقابل ہو تو کیونکر ہو
صفا دلخواہ ہو سکتی نہین محتاج صیقل مین

عدو کو بحقیقت اپنی نادانی سی سمجھے تھی
نہ تہا معلوم ہی کوہِ گران تنکے کے اوجھل مین

قدم باہر نکالے کیا ہوا جاتا ہی گل در گل
نکلنے کا نہین جو پھنس گیا دنیا کی دلدل مین

ہر اک جانباز کی جان جامۂ تن سی ہوئی باہر
وہ جسدم پہنچے شمشیرِ برہنہ لیکے مقتل مین

نہ سمجھو آدمی ہوتا ہے پیوندِ زمین مرکر
امان پاتا ہی غم سے مادرِ گیتی کے آنچل مین

قیامت کی خوشی مجھ دلِ شکستہ کو نہو کیونکر
تجھے بھی ایکدن لے آسمان پڑنا ہی ہلچل مین

گزی کے پیرہن مین ہمکو وہ راحت میسر ہے
کہ اربابِ دول پاتے نہین کمخواب و مخمل مین

دلِ اہلِ ہوس کب شال سی آرام پاتا ہے
تنِ درویش آسودہ کو آسایش ہی کمبل مین

برابر طالبِ مولےٰ کے ہو کیا طالبِ دنیا
زمین و آسمان کا فرق ہی اعلےٰ و اسفل مین

درازی زلف کی المختصر باہر بیانسے ہی
یہ مضمون ہی کہ گنجایش نہین جسکو مطول مین

گوارا ہوتی ہی تلخی بھی انسان کو ضرورت مین
نہین ہی انگبین کی کوئی لذت ورنہ حنظل مین

شکوہِ ظاہری کیا اہلِ معنی کو پسند آئے
نمایش کے سوا مطلب نہین کچھ خطِ جدول مین

نظر سے نور ہو جاتا ہی غائب وقتِ نظارہ
بلا کی ہی سیاہی یار کی آنکھونکے کاجل مین

چلا ہون دیدۂ پر آب لیکر کوئے جانان کو
مسافر پانی بھر لیتے ہین چلتے وقت چھاگل مین

ہوا آخر کو زاہد بھی مریدِ پیرِ میخانہ
نہایت پارسائی کی لیا کرتا تھا اول مین

جو بیموقع ہی کالک ہی جو باموقع ہی کاجل ہی
سیاہی کا نہین کچھ فرق کالک اور کاجل مین

جوانی سے جدا انداز ہی اٹھتی جوانی کا
نزاکت وہ نہین پتون مین جو ہوتی ہی کونپل مین

ہوئین جب عالمِ وحشت مین مائل اشکباری پر
مری آنکھون نے صحرا کو سمندر کر دیا پل مین

کدورت سے بری ہوتی ہی طینت پاکبازون کی ۔۔۔ دہوان دیکہا نہین خس کی برابر مہ کی مشعل مین

سوا تیرے کوئی ہو دوسرا تب تو نظر آئے ۔۔۔ دوئی کا دخل ہوتا ہی نگاہ چشم احول مین

گلستان بہی ہی خارستان اثر روزِ جدائی مین
اگر ہو یار جنگل مین تو پہر منگل ہے جنگل مین

کیا کیا نہ کہتے پہرتے ہین اغیار کیا کہین ۔۔۔ کہنے مین شرم آتی ہے اے یار کیا کہین

تجہسے ہم اپنا حال دلِ زار کیا کہین ۔۔۔ کیا جی پہ آ بنی ہے ستمگار کیا کہین

ہر بات پر وہ کرتے ہین تکرار کیا کہین ۔۔۔ جہگڑا بڑہاتے رہتے ہین بیکار کیا کہین

ہر دم وہ دل کو دیتے ہین آزار کیا کہین ۔۔۔ ہم زندگی سے رہتے ہین بیزار کیا کہین

وہ دل کا مول کرتے ہین جب شرم سے ہین ہم ۔۔۔ کہوٹا ہے مال پیشِ خریدار کیا کہین

دیتے نہین سوال کا اُنسے کوئی جواب ۔۔۔ اچہی نہین ہی حالتِ بیمار کیا کہین

جیتے ہین تا نہ غیر کو وہ لائین لاش پر ۔۔۔ آسان تہی موت ہوگئی دشوار کیا کہین

ہم اُنسے عرضِ حال کرین بہی تو ہمدمو ۔۔۔ جز غیر کسکی سنتے ہین بیکار کیا کہین

میری بہلی بہی اُنکو بُری لگتی ہے اثر
جبسے ہین وہ عدو کے طرفدار کیا کہین

کیون نہ ٹوٹین خود بخود میری قفس کی تیلیان ۔۔۔ ہون گرفتار کہن ہین سو برس کی تیلیان

عارضِ گلگون جو ہی صیاد کا پیشِ نظر
دیدۂ گلشن کو نہین مانعِ قفس کی تیلیان

مرغِ جان تن کے قفس سے مائلِ پرواز ہو
ٹوٹ جائین جسگھڑی تارِ نفس کی تیلیان

تا نہ ٹوٹے حرصِ دنیا ہو نہ آزادی نصیب
وہ قفس دنیا ہی جسمین ہین ہوس کی تیلیان

ہون مین ضعفِ ناتوان مجھسے نہ ٹوٹینگی کبھی
گو قفس مین میری ہون پائے مگس کی تیلیان

گرمیِ ہجرِ چمن کی کچھ رعایت ہی ضرور
ہون قفس کیواسطے صیاد خس کی تیلیان

بےبسی مین تجھپہ کیا ثابت کرون اپنی وفا
کاش لے صیاد ہوتین اپنے بس کی تیلیان

ہی تمنا کسقدر مجھکو اسیری کی اثر
چھیلتا ہون آپ ہی اپنی قفس کی تیلیان

ٹھکانا ہی کہین جائین کہان ناچار بیٹھی ہین
اجازت جب نہین در کی پسِ دیوار بیٹھی ہین

مسیحا زندگی سے یاس ہی جی ہار بیٹھی ہین
اجل کے منتظر کب سے ترے بیمار بیٹھی ہین

یہ مطلب ہی کہ محفل مین منائین اور سخن چاہین
وہ میری چھیڑنے کو غیر سے بیزار بیٹھی ہین

خریدار آرہی ہین ہر طرف سی نقدِ جان لیکر
وہ یوسف ہنکی بکنے کو سرِ بازار بیٹھی ہین

اچانک لی نہ لون بوسہ یہ کھٹکا انکی دل مین ہی
مری پہلو مین بیٹھے ہین مگر ہشیار بیٹھی ہین

تمہاری عاشقو نہین بیقراری کیا ہی پہلی سی
جدھر دیکھو جگر تھامی ہوئی دو چار بیٹھی ہین

قیامت ہی ستم مردی پہ بھی انکو گوارا ہے
مری لاشہ اٹھانے کے لئے اغیار بیٹھی ہین

لب بام آکے دکھلادو تماشا طور کا تم بھی — بڑے موقع سے در پر طالب دیدار بیٹھے ہین

۵ — اثر کیونکر نجانون اُسکے در کو قبلۂ عالم
اُسی جانب کئی رُخ کافر و دیندار بیٹھے ہین

ردیف واو

سولی چڑھے ہے جو یار کے قد پر فدا نہو — پھانسی چڑھے ہے جو قیدیِ زلفِ رسا نہو

مضمون وہ کیا جو لذتِ غم سے بھرا نہو — شاعر وہ کیا کلام مین جسکے مزا نہو

بدنام میرے واسطے وہ دلربا نہو — یارب عدو کے ہاتہ سے میری قضا نہو

جب اپنی کوئی بات بغیر از دعا نہو — دشمن کے کہنے سُننے سے نادان خفا نہو

ہو وہ اگر خلافِ موافق ہوا نہو — ڈوبے وہ ناؤ جسکا خدا ناخدا نہو

دلدادگی کو حسنِ خدا داد کم نہین — ناصح اگر نہین ہی بتون مین وفا نہو

روزِ جزا وہ شوخ ملے ہمکو اے خدا — اسکے سوا کچہ اور عدو کی سزا نہو

مشکل کا سامنا ہو تو ہمت نہ ہارئے — ہمت ہی شرط صاحبِ ہمت سی کیا نہو

بت آذرانِ وقت بنائین اگر ہزار — تیرا نظیر ایک بھی نامِ خدا نہو

دہوکے مین میرے قتل کیا اُسنی غیر کو — قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نہو

سچ ہی کہ ہر کمال کو دنیا مین ہی زوال — ایسا بڑا ہی کون جو آخر گھٹا نہو

روزِ جزا سے واعظِ ناداں اُسے ڈرا — صدمہ شبِ فراق کا جسنے سہا نہو

ملتا نہین پتا ترے چلّے کے چور کا — اے گلبدن یہ شوخیِ دزدِ حنا نہو

تیر اگلا نہ غیر کا شکوہ زبان پہ ہی — کرتا ہون عرضِ حال ستمگر خفا نہو

پاتے ہین کج سرشت جزا اپنے فعل کی — کہتی ہی راستی کہ بُرے کا بھلا نہو

بلبل نہ پھول خندۂ صبحِ بہار پر — نادان کہین یہ خندۂ دندان نما نہو

تیری زبان پہ آئے اگر حرفِ التیام — کیونکر شکستِ دل کے لئے مومیا نہو

غافل مریضِ عشق کی تونے خبر نہ لی — تھا غیر اُسکا حال وہ ابتک ہوا نہو

شرمندہ اے کریم نہون عاشقون مین ہم — پرسش ہماری قتل کی روزِ جزا نہو

کرتا ہے اے اثر دلِ خون گشتہ کا گلہ
عاشق وہ کیا کہ خستۂ تیغِ جفا نہو

دیکھے جو سیر کرنے مین اُس گلبدن کے پانو — بلبل نہ رکھے پھر کبھی اندر چمن کے پانو

کیونکر تجھے چمن نہ کہین اے بہارِ حسن — گل کے اگر ہین کان تو ہین یاسمن کے پانو

دیوان مین میرے عالمِ بالا کی سیر ہی — پہنچے کہان کہان مری فکرِ سخن کے پانو

کیونکر نہ خاک وادیِ غربت کی چھانئے — پامال دل کو کرتی ہین اہلِ وطن کے پانو

گمرہ جو پائے شیخ کو پوجین تو کیا عجب — قوم ہنود پوجتی ہے برہمن کے پانو

آئے وہ دن قریب آہی کہ شوق ہین
آنکھونسے ہم لگائین امامِ زمن کے پانو

تاخاکِ پائے یار رسائی محال ہے
جبتک نہ سر چلے رہِ اُلفت مین ہنکو پانو

مدفن مین بھی ہے وحشتِ دل اپنے حال پر
ہین اشتیاقِ دشت مین باہر کفن کے پانو

حلقے تمہاری گیسوی مشکین کے ہین وہ دم
جنسے نہ نکلین آہوے دشتِ ختن کے پانو

پاپوش سے جو قدر نہین پیشِ بے ہنر
جوہر شناس چومتے ہین اہلِ فن کے پانو

ناپاک اختیار کرین راہِ پاک کیا
آلودگی مین رہتے ہین زاغ و زغن کے پانو

صحرا مین جستۂ خضر کا عالم نہ پوچھئے
وحشت نے میرے پانو بنائے ہرن کے پانو

کیونکر مزا نہ قندِ مکرر کاٹے کلام
دہو کر پئے ہین غالبِ شیرین سخن کے پانو

جاکر تری گلی سے پھر آنا محال ہے
بوجھل بنے ہین ایسے کہ ہین لاکھ من کے پانو

پانی لگن کا چشمۂ خورشید ہوگیا
رکھا جو اُسنے دہونے کو اندر لگن کے پانو

کیا جلد چل گئی ہے ہوا چل چلاو کی
کوئی برس جمی نہ بہارِ چمن کے پانو

ہے کچھ نہ کچھ بتون سے غرض اے اثر تمہین
یون دیر مین جو داہتے ہو برہمن کے پانو

رات کیا کیا نہ بڑھا دردِ جگر مت پوچھو
کس خرابی سے کٹے چار پہر مت پوچھو

کچھ نہین جانتے کب اُنسے ہوئے ہم رخصت
اپنی حالت جو ہوئی وقتِ سفر مت پوچھو

چھوڑ دینگے مرے کوچے سے وہ آنا جانا
غیر کے سامنے یا رو مرا گھر مت پوچھو

کیا خبر پوچھتے ہو آہی چلی اُسکی خبر
اپنے بیمارِ محبت کی خبر مت پوچھو

ہمدمو کہہ تو چکے حالِ دلِ خون گشتہ
اب ہمین تاب نہین بارِ دگر مت پوچھو

محفلِ غیر مین مے سے کئے چہرہ گلرنگ
رات جس رنگ سے وہ آئے نظر مت پوچھو

جان لو اہلِ ہنر کے لئے قسمت ہی شرط
مجھسے اے اہلِ جہان میری ہنر مت پوچھو

منزلِ عشق سے کوئی نہ سلامت نکلا
کتنے عشاق گئی جان سے گزر مت پوچھو

چہرہ غیر ہے آئینہ ہمارے غم کا
ہمپہ جیسی ہی عنایت کی نظر مت پوچھو

جانِ جان دیر نہین میری گزر جانے مین
میرا کیا حال ہی تم وقتِ سفر مت پوچھو

کیون نہو تلخ مری زیست غمِ فرقت سے
جیسے وہ غیر سے ہین شیر و شکر مت پوچھو

ہر شبِ ہجر نے سو داغ دئے ہین دلپر
داغ دل میرے تم اے رشکِ قمر مت پوچھو

حضرتِ نوحؑ جو ہوتے تو بلا مین پڑتے
جیسے طوفان ہین مری دیدۂ تر مت پوچھو

دل ہی سو ٹکڑے تو مژگان ہین لہو مین ڈوبے
عمر کس رنگ سے ہوتی ہی بسر مت پوچھو

کچھ خدا جانتا ہی جیسی بسر ہوتی ہے
زندگی ہی کہ مصیبت ہی اثر مت پوچھو

وضعِ احباب جہان وجہ محن ہی ہمکو
شامِ غربت سے بتر صبحِ وطن ہی ہمکو

سیر گل باعث اندوہ و محن ہی ہمکو
غم فزا نغمۂ مرغان چمن ہی ہمکو

دست خم گشتہ یاران زمان گرد گلو
تنگی حلقۂ دم بند رسن ہی ہمکو

کیون نہ دے داغ کسی ماہ جبین کا پہر
خصم دیرینہ بسر چرخ کہن ہی ہمکو

بستہ کرتے ہین بہ اخفای جفای قاتل
زخم ورنہ پئے فریاد دہن ہی ہمکو

پرتو گیسوے مشکین سے یہ آئینۂ دل
لطف دید طلب و سیر ختن ہی ہمکو

شوق عریانی و بیچارگی ضعف سے آہ
پیرہن تن پہ جنون مثل کفن ہی ہمکو

اشک ریزی سی تری بزم مین ای غیرت ماہ
صورت شمع کہان تاب سخن ہی ہمکو

دشمن توبہ بہر فصل بہاری واعظ
کرم مغبچۂ توبہ شکن ہی ہمکو

جور احباب و تمناے سیاحت سے اثر
فکر ترک وطن و سیر دکن ہی ہمکو

وہ جنس وفا ہم سے ملے یار کو
کہ ہو ناز جسپر خریدار کو

بہلا ابتو دل مین نظر آئے آپ
بہت ہم ترستے تھے دیدار کو

جو بر عکس ہے آپکا قول و فعل
ہم اقرار سمجھینگے انکار کو

دوا کیا پلاتے ہو ای ہمدمو
اذیت نہ دو دل کے بیمار کو

بہت ابر روتا پھرا ملک ملک
نہ پہنچا مری چشم خونبار کو

چمن مین جو نالے ہمارے سُنے
غش آنے لگا بلبلِ زار کو

بری ہین عداوت سی اہلِ طریق
جگہ دیتے ہین پانو مین خار کو

ڈرانے سے واعظ کے ہم کیا ڈرین
خدا بخشتا ہے گنہگار کو

اثر بے زری مین گرو رہن مے
تم اپنی فضیلت کی دستار کو

جو کام دل کا آہ کی تاثیر سے نہو
ہے یہ یقین کہ پھر کسی تدبیر سے نہو

لازم ہی رازِ عشق جنون مین نہان رہی
باہر صدا ہی خانۂ زنجیر سے نہو

چاہی تو اِک جہان کو کری پل مین غرقِ خون
جو ہو تری نگاہ سے شمشیر سے نہو

مطرب دکھاے لطفِ مزامیر جسقدر
خوشتر صدا ہین یار کی تقریر سے نہو

چشمِ مجاز دیدِ حقیقت نکر سکے
بینش کا کام دیدِ تصویر سے نہو

پُرپیچ بسکہ عقدۂ تقدیر ہے اثر
وا یہ کسی کے ناخنِ تدبیر سے نہو

یون ہی اُلجھی رہنی دو کیون آفت سر لاتی ہو
دل کی اُلجھن بڑھتی ہی جب زلفونکو سلجھاتی ہو

چھپ چھپ کے تم رات کو صبا غیرونکی گھر جاتی ہو
کیسی ہی یہ بات کہو تو کیونکر منہ دکھلاتی ہو

سنتے ہو کب بات کسیکی اپنی ہٹ پر رہتی ہو
حضرتِ دل تم اپنے کئی پر آخر کو پچتاتی ہو

مدت پر تو آئے ہو ہم دیکھ لین تمکو جی بھر کے
آئے ہو تو ٹھیرو صاحب دو روز یہان کیا آتے ہو

کیا آنا کیا جانا میرے گھر کیا آؤ گے
غیرون کے گھر جانے سے تم فرصت کسدن پاتے ہو

آنکھین جھپکی جاتی ہین متوالی کی سی صورت ہے
جاگے کسکی صحبت مین جو نیند کی اتنی ماتے ہو

دل سے اثر کیا کہتے ہو ہے جان کا سودا عشقِ بتان
تم بھی تو دیوانے ہو دیوانے کو سمجھاتے ہو

تہِ شمشیرِ جفا شوق سے سر رکھتے تو
لیکن اغیار ہمارا سا جگر رکھتے تو

کیا اسیرانِ قفس سیر کے خواہان ہوتے
آمدِ فصلِ بہاری کی خبر رکھتے تو

تو ڈراتا ہی ہمین تیغِ ستم سے قاتل
عشق کرتے ہی نہین موت کا ڈر رکھتے تو

مجرمِ عشق سہی دل تھا مگر مایۂ ناز
آبرو اِسکی تم اے دیدۂ تر رکھتے تو

دیکھے دل ہو گئے بیدل یہ کیا کیا تمنے
مال کھوٹا ہی سہی تو بھی اثر رکھتے تو

ہر دم جو تیغ کھینچتے ہو امتحان کو
کیا دل لگی سمجھتے ہو عاشق کی جان کو

اللہ ری ساکنانِ درِ دوست کا دماغ
نیچی نظر سے دیکھتے ہین آسمان کو

زاہد بتون کی دید سے تو بدگمان نہو
ہم دیکھتے ہین صانعِ مطلق کی شان کو

وہ دل ہے بے فروغ جو ہو عشق سے تہی
زینت نہو بغیر مکین کے مکان کو

مضموں کو اوج ہے مری فکرِ بلند سے
پہنچی زمیں غزل کی اثمر آسماں کو

تجھ میں گیسو کا تصور ہے جگہ پانے کو
دل خبردار کہ ہے کالی بلا آنے کو

دستِ ہمت چاہیے رہرو کے پہنچ جانے کو
کوئی کعبے کو گیا ہے کوئی بتخانے کو

دمبدم آتے ہیں ناصح مرا سر کھانے کو
ایک دن بھی نہ گئے غیر کے سمجھانے کو

کیا سمجھائینگے ناصح ترے دیوانے کو
کوئی ہشیار رہو ہشیار کی سمجھانے کو

جلوہ گر تو ہے جہاں کیوں اُسے کعبہ سمجھوں
ہم تو بتخانہ سمجھتے نہیں بتخانے کو

قربِ معشوق ہوا کرتا ہے ایذا کا سبب
دور سے شمع جلاتی نہیں پروانے کو

ایک عالم کو ہوا حشرِ قیامت کا گماں
سرِ بام آئے جو تم بالوں کے سکھلانے کو

تجھ سے یوسف کو کوئی مول لے کیونکر لایا
دونوں عالم نہیں کافی ترے بیعانے کو

وصفِ جنت مرے آگے نہ بیاں کر واعظ
تو نے دیکھا بھی ہے اُس حور کی کاشانے کو

قید خانے میں رہی یوسفِ کنعاں کب تک
روح اک روز ہے قالب سے نکل جانے کو

دھوم سے آئی ہے گلشن میں بہار اے ساقی
بھر پیا پے مئے گلرنگ سے پیمانے کو

گل کا احوال کہا تو نے صبا سے بلبل
محرمِ راز کوئی کرتا ہے بیگانے کو

جلوہ فرما ہو اگر بزم میں وہ غیرتِ گل
رنگِ رخسار سے بلبل کرے پروانے کو

کثرتِ بادۂ گلرنگ مبارک رندو
اشرفی بوتل ابھی بکتی ہے دو آنے کو

دلِ صد چاک کی تقدیر پہ رو دیتا ہون
گیسوِ یار مین جب دیکھتا ہون شانے کو

مجھسے بے زر نے بھی دو جام پئے اے ساقی
رکھے آباد الٰہی ترے میخانے کو

سوزِ عاشق کے ہوا کرتے ہین معشوق شریک
ساتھ پروانے کے ہے شمع بھی جل جانے کو

مہربان تمکو کیا غیر نے کس حرفت سے
اپنا افسانہ بنایا مرے افسانے کو

وردکا شغل تو اچھا ہے مگر اے زاہد
کون گنتا رہے تسبیح کے ہر دانے کو

اہلِ دنیا مجھے سرشار نظر آتے ہین
خلق دیوانہ عبث کہتی ہے دیوانے کو

غیر کی لاش پہ لِلّٰہ زبان بند رہے
لب جان بخش سے کیا آپ ہین فرمانے کو

شکوۂ رزق زبان پر نہین لاتے عاشق
دل دیا ہے انہین اللہ نے غم کھانے کو

حورین ناجنس ہین کیا اُنسے مزا آئے گا
اپنے اعمال کی زاہد ہے سزا پانے کو

عاجزی کشتِ تمنا کو ہرا کرتی ہے
خاک سے نشو و نما ہوتی ہے ہر دانے کو

بزم مین آئے جو تیرے رخِ روشن کی قریب
شمع پروانگیِ قتل دے پروانے کو

جس سے کل نیند نہ آئی تھی اثر ساری رات
آج آغاز کیا پھر اُسی افسانے کو

اُس بتِ بے مثال کا پہلو
ہے خدا سے وصال کا پہلو

سوچکر آدمی کرے وہ کام
جس مین ہو احتمال کا پہلو

خال و ابرو ہین یون رخ جسطرح
ہو دبائے ہلال کا پہلو

دیکھکر رخ کسیکا اے موئے
سے ہمنے بدلا سوال کا پہلو

کیون نہ اُسکے دہن پہ حجت ہو
اِس مین ہے قیل و قال کا پہلو

ماہ کو تیس دن کی گردش مین
ایک شب ہے کمال کا پہلو

دشمنِ بدخیال کیا جانے
ہے جو اپنے خیال کا پہلو

مرد دنیا سے دور رہتے ہین
خوش نہین پیرزال کا پہلو

عشق اِک بیوفا سے کر بیٹھے
کچھ نہ سوچے مآل کا پہلو

ماہِ کامل کو صبح ہوتی ہی
نظر آیا زوال کا پہلو

دل دیا اُسکو اک نگاہ کے ساتھ
نہ مِلا دیکھ بھال کا پہلو

مفت کی مے ملے گی اے قاضی
ڈھونڈھا اسکے حلال کا پہلو

غیر کے گھر نجا سکے وہ رات
نہ مِلا اُنکو چال کا پہلو

ہو بجائے غیر سے نہ گرم سخن
اِس مین ہے اشتعال کا پہلو

تو جگہ پاے اُسکے پہلو مین
ہے اشرؔ یہ محال کا پہلو

ہائے ہوز

کہتی ہے بسکہ حسرتِ دیدِ جمال آنکھ
کب تجکو دیکھ سکتی ہے اے ذوالجلال آنکھ

موسیٰ کی طرح کرتی ہے ہردم سوال آنکھ
لاے کہاں سے طاقتِ دیدِ جمال آنکھ

سیرِ چمن کو آیا ہون گلچین نہین ہون مین
ہے وجہ عندلیب نہ مجہپر نکال آنکھ

تو نے جنون وہ دشت دکھایا مجھی جہان
صنیغم کے رنگ رکھتی ہے غزالِ ختن آنکھ

مشتاق کیون نہ خلق ہو ابروے یار کی
بے اختیار اٹھتی ہے سوے ہلال آنکھ

لب ہی سے اے اثر نہین اظہارِ غم کی شکل
چہرہ ہے عرضِ رنجِ بیانِ ملال آنکھ

کیون رہے حیران نہ دستِ سیمبر مین آئنہ
قدرتِ حق دیکھتا ہے اپنے گھر مین آئنہ

محوِ حیرت کسقدر اپنا دلِ محزون ہوا
بنگیا آنسو کا قطرہ چشمِ تر مین آئنہ

روئے جانان جس مکان مین ہو گیا پرتو فگن
آگیا ہر سو نظر دیوار و در مین آئنہ

اُسکے گھر مین ویسی ہی حیران پڑی رہتی ہے یہ
جسطرح رہتا ہے حیران اپنے گھر مین آئنہ

دیکھ لے قاتل صفائی حسن کی تاثیر کو
عکسِ تن سے بنگیا خنجر کمر مین آئنہ

جبسے دیکھا ہے ترے روئے مصفا کو صنم
سنگِ خاک آلود ہے اپنی نظر مین آئنہ

چھوٹ نکلا ہے کہان اُسکی سیہ بختی کا رنگ

بنگیا اُلٹا تو ادستِ اثر مین آئنہ

بلبل رہی قفس مین بلا و محن کے ساتہ
گل آئے بہی گئے بہی بہارِ چمن کے ساتہ

ہی دل کو ربط اِک بتِ شیرین دہن کیساتہ
کیونکر نہ آئے ذکر مرا کوہکن کے ساتہ

ہم کعبہ و کنشت کی جہگڑے سے پاک ہین
تیری طرف ہین شیخ نہ ہین برہمن کیساتہ

ہی آشیان ہی صورت آبادیِ چمن
کیون لاگ باغبان کو ہی مرغِ چمن کیساتہ

قاتل نہ آیا باز ترا خنجرِ مژہ
دل پر ہین زخم تازہ بہی زخمِ کہن کیساتہ

واغظ نہ میرے سامنے سرگرمِ وعظ ہو
نسبت نہین جحیم کو دل کی جلن کیساتہ

اِک دن ضرور آہ کا عالم دکہائیگا
چشمک پُرانی دل کو ہی چرخِ کہن کیساتہ

جبتک چلکٹ نہ جائی خطا ہی خطا ہی یاں
تشبیہ تیری زلف کی مشکِ ختن کیساتہ

صحرا ہی مین نہ قیس کے ہمدم بنی رہے
صحبت نباہی کوہ مین بہی کوہکن کیساتہ

اعلےٰ سے ربط رہتا ہی اسفل کو کب مدام
ہی روح کو دو روزہ تعلق بدن کیساتہ

کہینچون جو گرم نالے ترے قد کی یاد مین
قمری بہی جلکے خاک ہو سروِ چمن کے ساتہ

درکار تیر و تیغ نہین قتلِ خلق کو
ہی بانک پن کسیکا عجب سادہ پن کیساتہ

کرتا ہی اجتناب رذیلون سے ہر شریف
رہتا نہین ہما کبہی زاغ و زغن کیساتہ

منصور تجکو اپنے کلامِ فضول سے
آخر پڑا معاملہ دار و رسن کے ساتہ

اللہ خیر کیجیو نازک بہت ہے دل
رہتا ہے اسکو ایک بتِ دلشکن کے ساتھ

گلگشت مین بھی چین نہین اہلِ درد کو
ہم نالہ کش چمن مین ہین مرغِ چمن کے ساتھ

اہلِ وطن مین جب نہو مہر و وفا کا نام
کیونکر ہو آدمی کو محبت وطن کے ساتھ

از بسکہ مجکو خاک مین ملنے کا شوق ہے
اخگر کی طرح رہتا ہون گور و کفن کے ساتھ

دستِ جنون کو شغل پسِ مرگ اے اثر
ہوگا کفن کی ساتھ جو ہے پیرہن کے ساتھ

دل سے کیا پوچھتا ہے زلفِ گرہ گیر سے پوچھ
اپنے دیوانے کا احوال تو زنجیر سے پوچھ

میری جانبازی کی جوہر نہین روشن تجھپر
کچھ کھلے ہین تری شمشیر پہ شمشیر سے پوچھ

پرسشِ حال کو جاتی ہے کہان اے لیلی
قیس کی شکل ہے کیا قیس کی تصویر سے پوچھ

واقفِ راز نہین پیرِ مغان سا کوئی
ہے دلا پوچھنا جو کچھ تجھے اس پیر سے پوچھ

واقفِ لذتِ آزار نہین ہر کوئی
کیا مزا غم مین ہے یہ عاشقِ دلگیر سے پوچھ

گرمیِ شوق نہین ہے تو دہن مین ای شمع
کس لئے تیری زبان لیتا ہے گلگیر سے پوچھ

اُلٹی کیون پڑتی ہے تدبیر یہ ہم کیا جانین
کون اُلٹ دیتا ہے اس راز کو تدبیر سے پوچھ

مجھسے اے داورِ محشر ہے یہ پرسش کیسی
پوچھنا ہے تجھے جو کچھ مری تقدیر سے پوچھ

یون تو اُستادِ فنِ شعر بہت سے گزرے

کسکو کہتے ہین غزل گوئی اثر میر سے پوچھ

ہی جوش بہار اب کے برس اور زیادہ	بے چین ہین مرغان قفس اور زیادہ
زر ہونے پہ ہوتی ہی ہوس اور زیادہ	گرتی ہی نجاست پہ مگس اور زیادہ
کر دیجیے بوسون کے عدد بس مری جان	جب دے چکیے دس دیجیے دس اور زیادہ
ہشیار ہو مجنون کہ قریب آ گئی لیلےٰ	آنے لگی آوازِ جرس اور زیادہ
کیا ذکر عدو سے تھی غرض جان گئے ہم	ارشاد کی حاجت نہین بس اور زیادہ
کیا جائے مسرت ہی اگر عمر عدو سے	عمر اپنی ہوی چند نفس اور زیادہ
جانے کو جو چاہی تو وہ بت جا نہ سکے آج	لد تو اے ابر برس اور نہ زیادہ
ہین تیری نزاکت سے ڈراجاتا ہون قاتل	تو اپنی کمر مجھپہ نہ کس اور زیادہ
جب اپنی تڑپنے کو بیان کرتے ہین اُنسے	کہتے ہین وہ ہنسکر کہ ترس اور زیادہ
ترکانِ حسین دزدیِ دل کرتے ہین گھر گھر	لازم ہی کرے گشت عسس اور زیادہ
بڑھتی ہی سوا غم سے طبیعت کی روانی	مہمیز سے ہو تیز فرس اور زیادہ
ہر پیر و جوان کو یہی ہوتی ہے تمنا	دنیا مین رہین چند نفس اور زیادہ

پیری مین اثر شامتِ اعمال سے اکثر

ہوتی ہی جوانی کی ہوس اور زیادہ

یائے تحتانی

جفاکاری کے پردے مین وفا ہے
ادا والون کی یہ بھی اک ادا ہے

کسی محبوب پر مرنا بجا ہے
اسی مرنے مین جینے کا مزا ہے

قیامت سے عبث تو ڈر رہا ہے
خدائے حشر تو ہمدوسرا ہے

رہینگا اوج پر چھپیا رہا ہے
کمالِ حسن اُس مہ کا جو تہا ہے

خدا کی جلوہ گاہِ مدعا ہے
مگر بے مدعا ذاتِ خدا ہے

پناہِ اہلِ رنج و غم قضا ہے
جسے ہم درد سمجھے ہین دوا ہے

دوامی زندگی ہے ترکِ ہستی
فنا ہو جا فنا ہی مین بقا ہے

جسے کہتے ہین عالم اہلِ دنیا
خدا جانے کہ یہ ہنگامہ کیا ہے

جہان ہے جلوہ گاہِ ذوالارادہ
زبانِ حال کہتی ہے خدا ہے

سمجھ کے پھیر سے لاحق ہے دوری
نہ ہم اُس سے نہ وہ ہمسے جدا ہے

مراغرتبکدہ ہے مرجعِ خلق
عجب پرزور نقشِ بوریا ہے

فغان کہتے ہین جسکو اے ستمگر
شکستِ شیشۂ دل کی صدا ہے

فلک کو پیسکر سرمہ بنادے
یہ تاثیرِ نگاہِ سرمہ سا ہے

مقامِ امتحان ہے کوچۂ عشق
زمین اسکی زمینِ کربلا ہے

طلبگارِ جفا کو اے جفا دوست
جفا سے باز آنا بھی جفا ہے

قدم لیتے ہین اپنا صاحبِ زر
ہماری خاکساری کیمیا ہے

اُسے بادِ مخالف سی ہی کیا ڈر
خدا جس بادبان کا ناخدا ہے

کھٹکتا ہی چمن آنکھون مین پیا
نظر مین خار ہی جو گل کھلا ہے

ترا اک حرفِ اُلفت اے ستمگر
شکستِ دل کی خاطر مومیا ہے

قناعت ہی مجھے نانِ جوین پر
مگس جو پائے خوانِ اغنیا ہے

کرورون نعمتین ہین اس جہان مین
مگر دل اور ہی کچھ ڈھونڈھتا ہے

بہم ہین عالمِ اعلےٰ و اسفل
عجب ترکیب سے انسان بنا ہے

اُسی کے ہین۔ بھلے ہین یا بُرے ہین
خدا بندون کو اپنے چاہتا ہے

جہان کو دیکھتا ہون اک نظر سے
جو بیگانہ ہی وہ بھی آشنا ہے

نہین موقوف مرنے پر حضوری
خدا سے ہر گھڑی کا سامنا ہے

خدا سے قول ہی اہلِ رضا کا
رضا میری ہی جو تیری رضا ہے

بری ہی ابتدا و انتہا سے
قدم وابستہ ذاتِ خدا ہے

ق ۱
سنو اے اہلِ معنی اس بیان کو
بتاتا ہون محبت چیز کیا ہے

۲
جو دیکھے دیدۂ حق بین سی کوئی
محبت ہر طرف جلوہ نما ہے

محبت ہی بنائے ہر دو عالم	۳	محبت سے ظہور ما سوا ہے
محبت سے ہی ہین عرش و کرسی	۴	محبت باعثِ ارض و سما ہے
محبت کا بہت برتر ہے پایہ	۵	محبت کا بڑا ہی مرتبا ہے
محبت ہے صفاتِ کبریا سے	۶	محبت عین ذاتِ کبریا ہے
محبت شان ہے مردانِ حق کی	۷	محبت شیوہ اہلِ وفا ہے
وہ کافر ہے نہین جسمین محبت	۸	دل اُسکا موردِ قہر خدا ہے
اگر بالفرض زاہد ہے خدا دوست	۹	محبت جب نہین انسان کیا ہے
خدائی مین جو ہے انسان اشرف	۱۰	محبت کا شرف اسکو ملا ہے
نہ پوچھو حال کچھ اہلِ ہوس کا	۱	ہوس سرمایہ رنج و بلا ہے
قیامت کی تمنائین ہین دل مین	۲	درونِ سینہ اک محشر بپا ہے
جب اپنے فعل کا بندہ ہے مختار	ق ۱	پھر اسپر قہر بھی اُسکو ملا ہے
اگر حکمِ خدا کو مین نہ مانون	۲	خطا اُسکی نہین اپنی خطا ہے

دلِ بے غم اثر ہے مضغہ گوشت
وہی دل ہے جو غم کا مبتلا ہے

دولت نہین ملتی ہے کہ عزت نہین ملتی	جس چیز کی طالب ہے طبیعت نہین ملتی

زاہد کو کہا کسنے کہ جنت نہین ملتی
ہر کو نسا وہ کام کہ اجرت نہین ملتی

چہرے سے ترے چاند کی صورت نہین ملتی
زلفون سے شب تار کی رنگت نہین ملتی

مدت سے جو دل ہی تری بیداد کا خوگر
بے رنج سہے جان کو راحت نہین ملتی

آتی ہی مگر اُس گل رعنا کی گلی سے
اے باد صبا تیری طبیعت نہین ملتی

ہی وار پیاپے جو تری تیغ جفا کا
ظالم مجھے دم لینے کی فرصت نہین ملتی

کیا غیر ہوا طالب آزار ستمگر
اب تیری جفا مین ہمین لذت نہین ملتی

ایذا کا طلبگار رہا کرتا ہی اے دل
کیا تجھکو اذیت مین اذیت نہین ملتی

رندونکو بُرا کہتے ہو چپ بہی رہو واعظ
اِس سخت کلامی سے تو جنت نہین ملتی

کیا ظلم ہی صیاد اسیران قفس پر
فریاد کی بہی اُنکو اجازت نہین ملتی

ثابت ہوا فرہاد تری کوہکنی سے
کچہ کیجیے مزدوری اُلفت نہین ملتی

سینہ تو ہرا راز محبت سے بہرا ہی
اغیار سے خالی تری صحبت نہین ملتی

گلزار جہان سیر کے قابل تو ہی لیکن
کیا سیر کرین سیر کی فرصت نہین ملتی

کیا کوئی بتائے کہ مین آخر کو ہوا کیا
جب گم شدگی کو مری تربت نہین ملتی

اب بستر غم پر ترے بیمار جفا کو
پہلو کے بدلنے کی بہی طاقت نہین ملتی

دل کونسی ساعت مین دیا تہا تجہے ظالم
افسوس کہ اب مجکو وہ ساعت نہین ملتی

دلکو کبھی ہوتا ہی نہیں دل سے تعلق
جبتک کہ طبیعت سے طبیعت نہیں ملتی

اکسیر سمجھ خاکِ درِ شاہِ نجف کو
بے عشقِ علی فقر کی دولت نہیں ملتی

اے فلسفی تو عقل لڑا ساتھ ہمارے
اثباتِ دہن پر ہمین حجت نہیں ملتی

تشبیہ تو دین چاند کو چہرے سے تمہارے
دلخواہ مگر کوئی بھی نسبت نہیں ملتی

صحرائے محبت مین دلِ گم شدہ کا نکو
کچھ آپسے اے خضر ہدایت نہیں ملتی

کیا حالِ دلِ زار اثر تجکو سنائے
بیچارے کو گفتار کی فرصت نہیں ملتی

سمجھایا بہت دلکو سمجھانے کو کیا کہیے
دیوانہ ہی دیوانہ دیوانے کو کیا کہیے

آتے ہی چلے جانا کیا آنا ہی کیا جانا
اِس آنے کو کیا کہیے اِس جانے کو کیا کہیے

ہی شمع ستم آرا جو کہیے اُسے کہیے
پروانہ ہی پروانہ پروانے کو کیا کہیے

بتخانہ و کعبہ مین یکسان ہے ترا جلوہ
کعبہ تو ہوا کعبہ بتخانے کو کیا کہیے

کیا کیا نہ کمال انسان کرتا ہے اثر پیدا
صد حیف مگر اُسکے مرجانے کو کیا کہیے

سمجھ کے دل نے مزی یار کی جفا کے لئے
دہانِ زخم کھلے شورِ مرحبا کے لئے

تری سرشت ہی اے یار بیوفائی کی
وفا نہ تیرے لئے ہے نہ تو وفا کے لئے

جہان کی خبر نہین حالِ عاقبت معلوم
بتو نے عشق کرے کیون کوئی خدا کے لئے

جحیم کیا ہے گنہگارِ عشق کو واعظ
عذاب اور کوئی گھڑ مری سزا کے لئے

نکل کے سینے سے جائے تو پھر کہان جائے
یہ وسعت اور کہان نالہ رسا کے لئے

رقیب آیا ہے لیکر پیام دلبر کا
یہان نہ چاہیے کچھ آمدِ قضا کے لئے

گئی نہ عشق حسینان مین اپنی خودداری
ہلی زبان نہ کبھی عرضِ مدعا کے لئے

خبر جو لیگئی گلشن مین تیری آمد کی
تو بڑھ کے شوق مین گل نے قدم صبا کے لئے

مری طرف سے عدو کی طرف پھرایا منہ
نکالا آپ نے یہ رخ نیا حیا کے لئے

طپان ہے محبسِ سینہ مین اپنا دل قاتل
بنا دے تیر سے روزن کوئی ہوا کے لئے

انھین خبر نہین اکسیرِ خاکساری کی
جو خاک چھانتے پھرتے ہین کیمیا کے لئے

مدارِ عالمِ اعلیٰ نہین ہے اسفل پر
ضرور جسم نہین روح کی بقا کے لئے

نہ اپنے در سے اٹھا مجکو اے شہِ خوبان
ستم روا نہین رکھتا کوئی گدا کے لئے

زبان کھلی ہی نہین اضطرابِ دل سے اثر
اٹھائے رہگئے ہاتھون کو ہم دعا کے لئے

یہی نہین ہے کہ دل کی دھڑکن رہے گی جبتک کہ جان رہے گی
یقین ہے اسکا کہ بعدِ مردن لحد بھی اپنی تپان رہے گی

بہارِ عیش و نشاط کیسی شگفتہ کیا ہون گلِ تمنا
تری گلستان مین بلبل دل خزان رہی ہی خزان رہیگی

شبابِ شاعر ہی عہدِ پیری کلام کا زور کم نہوگا
رہیگی جبتک کہ جان بدن مین طبیعت اپنی جوان ہیگی

وہ نعمتین ہین تری خدایا کہ وجد ہوتا ہی جس سے دلکو
رہیگی فرطِ طرب سے رقصان دہن مین جبتک زبان رہیگی

چھپاؤن مین لاکھ سوزِ غم کو فغان کا شعلہ بھڑک اُٹھے گا
دل و جگر جب اثر جلین گے یہ آگ کیونکر نہان رہیگی

یارب ترے کرم کی موافق ہوا ملے
کشتی مری نجات کے ساحل سے جا ملے

روزِ ازل جو پوچھا گیا کسکو کیا ملے
چلائے ہم کہ ہمکو دلِ مبتلا ملے

حورون سے دلکو لطف پس مرگ کیا ملے
خوگر ہے جسکے ناز کا وہ ایخدا ملے

یارب یہی سزا ہمین روزِ جزا ملے
جنت مین دل دکھانے کو وہ بیوفا ملے

انا اسی کو کہتے ہین اے بخت نارسا
وہ غیر کی گلی مین ملے بھی تو کیا ملے

آیا خیال مین جو ترا خنجرِ مژہ
آنسو مین لختہائے دلِ زار آ ملے

جامے کو تار تار کرون دشت مین پھرون
کیا اے جنون اسی کے لئے دست و پا ملے

بدمست جاؤن داور محشر کے سامنے ‏ ‏ ایسی کوئی شراب مجھے ساقیا ملے

اِس اتقا پہ شیخ جی حورونکا اشتیاق ‏ ‏ حضرت مجھے تو آپ بڑے باخدا ملے

دشمن کے دل کو بھی نکرین پائمال ہم ‏ ‏ آنکھون پہ رکھہ لین خار اگر زیرِ پا ملے

ظالم تری جفا مین نہین عذر کچہ ہمین ‏ ‏ تجکو یہ عذر کیا ہے کہ عذرِ جفا ملے

عجلت سے رفتگانِ عدم کی ہم اے اثر ‏ ‏ پیچھے تو رہگئے تھے مگر اُنسے جا ملے

جتاتا ہے اُلفت عدو شور و شر سے ‏ ‏ یہ سچ ہے کہ بادل جو گرجے نہ برسے

وہ آتے ہین روتے ہوی اپنے گھر سے ‏ ‏ مگر لاش دشمن گئی ہے اُدھر سے

نظر وہ ملائین عدو کی نظر سے ‏ ‏ اُنہین دیکھنے کو مری آنکھہ ترسے

دکھاتے ہو غیرون کو دستِ حنائی ‏ ‏ لہو کیون نہ ٹپکے مری چشمِ تر سے

جہان مین ہنر آدمی کا ہے زیور ‏ ‏ کہ جیسے شجر کو ہے زینت ثمر سے

ترا نامۂ شوق پا کر مری جان ‏ ‏ لگاتا ہون آنکھون سے دل سے جگر سے

سبکدوش غم سے ہوا کوہکن تو ‏ ‏ بچی جان تیری بڑے دردِ سر سے

مین عاشق تہا رنگِ طلائی کا اُنکے ‏ ‏ فسانہ مرا لکھتے ہین آبِ زر سے

شب وصل دشمن کی جھگڑے مین گزری ‏ ‏ بڑا کام نکلا دعائے سحر سے

اگر موت لکھی ہے دستِ عدو پر
نہین کوئی چارہ قضا و قدر سے

اثر کی دعا رنگِ تاثیر لائی ✽
وہ گل کھنچ ہی آیا دعا کے اثر سے

واحسرتا وہ بزم وہ صحبت نہین رہی
وہ دل نہین رہا وہ طبیعت نہین رہی

جب دوستون کو ہمسے محبت نہین رہی
ہمکو بہی اُنسے جائے شکایت نہین رہی

کارِ مسیح شدتِ آزار نے کیا
اچھا ہوا علاج کی حاجت نہین رہی

واعظ کا ہی بیان کہ آئیگی ایک روز
کس دن تری گلی مین قیامت نہین رہی

دل احتیاطِ وضع سے اے آہ تنگ تہا
اب شاد ہے کہ ضبط کی طاقت نہین رہی

دل کو غنی طلب سے کیا یاس نے اثر
ملنے کی چاہ وصل کی حسرت نہین رہی

دل ہے ترے ستم کا طلبگار اور بہی
اک ہاتہ کھینچ مرے دلدار اور بہی

تیرا قدِ کشیدہ ہے شمشادِ باغِ حسن
طرہ ہے اُسپہ طرۂ دستار اور بہی

جاتا ہے بتکدے کو جو وہ طفلِ برہمن
کافر کو زیب دیتا ہے زنار[۱] اور بہی

اہلِ دل کو گنجِ قناعت کہان نصیب
زر کے حریص ہوتے ہین زردار اور بہی

پھر اُسکی تیغِ ناز کے آگے جھکاؤن سر
یارب مجھے حیات دے اک بار اور بہی

[۱] مذکر بہی ہے مونث بہی۔ راقم تذکیر کے ساتہ استعمال کرتا ہے۔

دانا فریبِ حسن سے پاتے نہین امان
پھنستے ہین دامِ زلف مین ہشیار اور بھی

دار الشفا سمجھ کے گئے کوئے یار کو
مٹی مین مل گیا دلِ بیمار اور بھی

اے دل نہ پوچھ کشمکشِ بندگیِ عشق
ہے وصلِ یار ہجر سے دشوار اور بھی

جائے اثر کہان تری سرکار چھوڑ کر
ہے او مرے خدا کوئی سرکار اور بھی

آوازِ صور کون سنے گا خمار سے
میکش تو اٹھنے والے نہین ہین مزار سے

لپٹایا اسنے غیر کو اپنی کنار سے
یہ کم نہین ہے مجھکو عذابِ فشار سے

امسال ڈر ہے جوششِ فصلِ بہار سے
شاخین نہ پھٹ پڑین کہین پھولونکی بار سے

لائی شمیمِ گیسوے مشکینِ یار سے
یا اے نسیم آتی ہے دشتِ تتار سے

گلشن مین آمد آمدِ فصلِ بہار سے
دل بلبلون کے جانے لگے اختیار سے

پیری مین دلکو ربط ہے اک گلعذار سے
اپنی خزان بھی کم نہین فصلِ بہار سے

ہے وہ مسیح دم مری لیلیٰ جو قم کہے
مجنون کفن کو پھاڑ کے نکلے مزار سے

کیا ہی کیا ہے خشک مجھے تو نے اے جنون
ڈرتے ہین خارِ دشت مرے جسمِ زار سے

پھیلا کے پانو چین سے لیٹے جہان شب
اے دل کوئی مکان نہین بہتر مزار سے

ہم خاک ہو گئے کوچۂ جانان مین ہو کے
مرنے کے بعد بھی نہ ٹلے کوئے یار سے

شرمندگیِ جرم دلیلِ نجات ہے
ہوتا ہے شرمسار خدا شرمسار سے

آزاد باغِ دہر مین رہ سرو کی طرح
مطلب نہ کچھ خزان سے نہ حاجت بہار سے

اے دل تری مراد بر آئیگی ایک روز
مایوس ہو نہ رحمتِ پروردگار سے

کرتا ہون ضبط آہ وگرنہ ابھی اثر
جلنے لگے جہان نفسِ شعلہ بار سے

خونِ دل جاری جو ہردم اپنی چشمِ تر سے ہے
اُن نگاہونکا تصور تیز تر نشتر سے ہے

سارے عالم کو گلہ چرخِ ستم پرور سے ہے
مجکو بے مہری کا شکوہ اک مہِ انور سے ہے

دیگر

بکھیڑونسے اے موت فرصت ہوئی
عجب روح کو تجھسے راحت ہوئی

بنا ماسوا کی محبت ہوئی
اِسی سے جدائی کی صورت ہوئی

یہ آئینہ روئی یہ تپہرِ کا دل
تجھے دیکھکر سخت حیرت ہوئی

چلا بے خطر راہ حق پر جو حر
خدا کی طرف سے ہدایت ہوئی

پلا ہی دیا شیخ کو جام مے
بڑی تمسے رندو کرامت ہوئی

خدا کی طرف سے ہی امرِ عظیم
نبوت ہوئی یا امامت ہوئی

دمِ مرگ جب مشکلین آپڑین
مددگار حیدر کی الفت ہوئی

قد آرا ہوا وہ جو محشر کے دن
قیامت مین برپا قیامت ہوئی

ملے کیا دلِ گم شدہ کا سراغ
کہ کھوئے ہوئے اسکو مدت ہوئی

مرا حالِ جانسوز جبدم سُنا
عجب شمع محفل کی حالت ہوئی

ترے کشتۂ ناز کو دیکھکر
مسیحا کو مرنے کی حسرت ہوئی

خدا کے تصرف مین ہی اے اثر
محبّت ہوئی یا عداوت ہوئی

راہ پر کب تو اے صبا آئی
بلبل و گل مین جا لگا آئی

تیرے مہجورِ غمزدہ کے لئے
رات آئی کہ اِک بلا آئی

موت کا اشتیاق جسکو تہا
نیند آئی اُسے تو کیا آئی

سخت جانی سے جی بچا ورنہ
جان ہونٹھون پہ بارہا آئی

نکہتِ زلفِ عنبرین پہیلی
کسکے کوچے سے اے صبا آئی

یون ہی آنا جو تہا طبیعت کا
ہائے کیون اُسپہ بخدا آئی

صحبتِ حور مین کرینگے کیا
یاد جبدم تری ادا آئی

اُسکی چتون پہ تہی اثر کی نظر
کہ اِسی حال مین قضا آئی

محبت مین جگر ٹکڑے ہو آنکہو نسے ٹپکے
مگر منہ سے نہ نکلی بات جس سے آرزو ٹپکے

کسی گیسو کی سودے مین جو رووں بزم مین ساقی
بجائے اشک آنکھو نسے شراب مشکبو ٹپکے

اگر نظارہ گلشن کرون اس گل کی فرقت مین
چبہے وہ خار غم دل مین کہ آنکھو نسے لہو ٹپکے

دل ایذا رسان کیونکر قرار آئے مجھے دم بھر
سراپا خون ہو کر میری آنکھو نسے جو تو ٹپکے

ستارے کی چمک ہو آشکارا قطری قطرے سے
جو تیرے روئے روشن سے عرق ای ماہرو ٹپکے

ترا خنجر بجھائے پیاس اپنی شوق سی قاتل
یہ کیا ممکن کہ اک قطرہ لہو زیر گلو ٹپکے

وہ بیقدر مستی مین ہو جس سی راز فاش اے دل
نہین میخانے مین رکھنے کے قابل جو سبو ٹپکے

تماشا ہم جو دکھلائین بہار غم کا ای گلرو
لہو چشم عنادل سے چمن مین چار سو ٹپکے

مری احوال پرسی کرکے دو آنسو گرا دینا
لگاوٹ ایسی باتو نسے نہ کیون ای حیلہ جو ٹپکے

بتون کے عشق مین ہم بے غرض آنسو بہاتے ہین
وہ آنکھین پھوٹ جائین جنسی زاہد آرزو ٹپکے

مری جانب سی گو پھرتا رہا دم دوستداری کا
مگر ہر بات سی ناصح کی انداز عدو ٹپکے

تری شمشیر ابرو نے گرائے تیغ زن کتنے
بہت ناوک فگن تیر مژہ سے جنگجو ٹپکے

پشیمانی ہمیشہ ہی نتیجہ سخت گوئی کا
ندامت تیری باتو نسے نہ کیون ای تندخو ٹپکے

لہو روتے نہ دیکھا بوند بھر بھی ابر گریان کو
مری مژگانسے ہر دم خون کی قطرے مو بمو ٹپکے

نہین افشان گری تیری جبین پر نور افشان ہے
فلک سے یہ ستارے وصل کی شب ماہرو ٹپکے

صبا وہ جو لین جھڑتے گرد تری رخ سی ملائی
پسینا بنکے روئے گل سے رنگ آبرو ٹپکے

اثر یون تو رہی خاموش ہم انکھین کیئے نیچے
مگر آنسو کے قطرے سُنکے انکی گفتگو ٹپکے

غیر کے پہلو مین جسدم تو نظر آیا مجھے
بیدلی سے گور کا پہلو نظر آیا مجھے

یار کی قابو مین دیکر اُسکو بی قابو کیا
اپنے دلپر جب نہ کچہ قابو نظر آیا مجھے

گورے گوری گال پر آیا نظر خالِ سیاہ
یا فرنگستان مین ہندو نظر آیا مجھے

دیگر

رسوا جہان مین خلق مین بدنام کر چکے
تم اپنا کام دیدۂ ناکام کر چکے

مرنے پہ بھی رہا جو یہی اضطرابِ دل
ہم بیقرار قبر مین آرام کر چکے

بدنامیونکا خوف جو یون ہی لگا رہا ٭
تب آپ عاشقی مین اثر نام کر چکے

دل کسیکو اگر دیے ہوتے
یون نہ بیکار ہم جیے ہوتے

کاش اے رحم داورِ محشر
ہم خطا اور بھی کیے ہوتے

جب نہین آس زندگی کیسی
کس توقع پہ ہم جیے ہوتے

سوزنِ خار تسکو لازم تھا
جیب و دامان مری سیے ہوتے

دل گدا انکا نہ مفت لیتے آپ
چند بوسے ہی دے دیے ہوتے

کٹتے کیونکر اشرہ بہار کے دن
مے سے توبہ اگر کئے ہوتے

نشاط خیز ہے ساقی بہار ساون کی
دعائین مانگتے ہین بادہ خوار ساون کی

ترے بغیر نہین کچھ بہار ساون کی
فضا ہے رنج فزائے نگار ساون کی

ہوا کے گھوڑے پہ ساقی چڑھی ہے مستی
فلک کے سر پہ گھٹا ہے سوار ساون کی

نثار جن پہ ہون گوہر وہ میرے مضمون ہین
غزل ہے اپنی عجب آبدار ساون کی

مہک ہے تیری گریبان کے بو کی اے گل تر
گلو سے ہے جو ہوا ہمکنار ساون کی

جو زلف کھولی ہوئی میکشی کو باغ مین جائے
بہار رخ پہ ہو تیرے نثار ساون کی

چمن کو غنچۂ نرگس جو تو دکھائیگا
حنا جلے گی برنگ چنار ساون کی

بغیر بادۂ گلگون جگر کباب رہا
ہوا ہوئی نہ مجھے سازوار ساون کی

یہ وقت ہے کہ سیہ مست ہم بھی ہون ساقی
بنی ہے کالی گھٹا زلف یار ساون کی

چمن مین پھرتے ہین دریا کی سیر کرتی ہین
بہار دیکھتے ہین گلعذار ساون کی

جو روبرو نہین آنکھون کے ساقی گلرو
خزان ہے اپنی نظر مین بہار ساون کی

ہمارے شیشۂ دل کو نہ توڑ اے واعظ
گھٹا کرے نہ تجھے سنگسار ساون کی

ترے فراق مین ساقی لہو مین روتا ہون
ہر ایک بوند مجھے ہے کٹار ساون کی

خزانِ عمر مین کچہ بہی مزا نہین دیتی
بہار چیت کی ہو یا بہار ساون کی

جو رند کرتے ہین غم مجہسے بادہ پیما کا
لحد پہ بہی ہے گہٹا اشکبار ساون کی

ترے فراق کی ساقی اگر خبر رکہتا
نہ ہوتی دل کو ہوس زینہار ساون کی

بغیر بادۂ گلگون مزا نہین اُٹہتا
نشاط خیز ہوا ہو ہزار ساون کی

جو اشکبار رہا ہین فراق ساقی مین
گہٹائین رونے لگین زار زار ساون کی

ہوا کے رخ پہ جو گیسو کہلے ہین جہولی مین
تو منزلون ہے گہٹا مشکبار ساون کی

کہین ہین میلے کہین ناچ رنگ کے جلسے
خوشی مناتے ہین شہر و دیار ساون کی

نہ سبزہ زار ادہر ہے نہ آب کی کثرت
بہار دیکہیے گنگا کے پار ساون کی

غم فراق مین آنکہین جو اشکبار رہین
جہڑی لگائینگی اے گلعذار ساون کی

بغیر بادہ کہان چین دلکو اے ساقی
ہوا ہے دشمن صبر و قرار ساون کی

عجب نہین کہ سرانجام عیش ہو پورا
بنی ہے بنت عنب اہل کار ساون کی

نہ سیر گل کی تمنا نہ بادہ نوشی کی
کہلائے غنچۂ دل کیا بہار ساون کی

فراق مین ہے ستم عیش باغ کا بنگلہ
ہے ایک بنت عنب غمگسار ساون کی

وہ اشکبار ہون ساقی کہ میری آنکہون سے
گہٹا مدام رہی شرمسار ساون کی

ہوا یہ کہتی ہی امن و امان سے مور زمین
گہٹا کرے بطرے کا شکار ساون کی

اثر فراق مین ابر و چمن کھٹکتے ہین
بہار آنکھون مین ہے خار خار ساون کی

لبھائے دل کو نہ کیونکر بہار ساون کی ۔ ہوا لطیف فضا خوشگوار ساون کی

بجا ہے قدر کرے کاشتکار ساون کی ۔ ہے بوند بوند دُرِ شاہوار ساون کی

نہال طائرِ رنگِ چمن اسی سے ہے ۔ منائین خیر تدرو و ہزار ساون کی

گلے مین کوئی پہنتا ہے کوئی جوڑے مین ۔ بہار لائے ہین پھولون کی ہار ساون کی

ترے کرم سے بر آئی مراد اب ساقی ۔ ہماری روح تھی اُمیدوار ساون کی

بجائے آب جواہر چمن مین برسین گے ۔ گھٹا اُٹھی ہے سرِ کوہسار ساون کی

جھڑی مین راہ کسی ماہوش کی تکتا ہون ۔ بلائے جان ہے شبِ انتظار ساون کی

برنگِ سبزہ کرونگا نمود بعدِ فنا ۔ خبر ملیگی جو زیرِ مزار ساون کی

بغیر بادہ و مطرب نہین قرار آتا ۔ بہار کرتی ہے کیا بیقرار ساون کی

چمن مین غنچۂ رنگین سے گل نہ جلجائین ۔ حنا ہے رشک فزائے نگار ساون کی

ترے فراق مین اے ساقی قمر صورت ۔ عذاب ہوگئین شبہائے تار ساون کی

کھنچا ہی جاتا ہے دل مے کی سمت اے زاہد ۔ گھٹا لبھاتی ہے بے اختیار ساون کی

بیانِ سبزہ و ابر و ہوا ہے طولانی ۔ عجب بہار ہے بالاختصار ساون کی

نہ کشت زار نہ گلشن پہ ایک بوند پڑی ــ قٓ ــ گھٹا محیط ہوئی بار بار ساون کی

کہاں کا مینہ جہان ہو رہا ہی خاکِ سیاہ ــ ۲ ــ زمین ہی خشک۔ ہوا پر غبار ساون کی

وہ رند توبہ شکن ہون کہ توبہ ہی توبہ ــ ق ــ خزان ہے میرے عمل سے بہار ساون کی

فزون نہ پائین فرشتے مرے گناہونسے ــ جو بوند بوند کرین ہی شمار ساون کی

پہاڑ سبز ہوئے دشت لہلہا اُٹھے ــ ق ــ جہان مین شان ہوئی آشکار ساون کی

گھٹا مین شور پپیہون کا مور کی جھنگھاڑ ــ غضب مچاتی ہے اُنکی پکار ساون کی

وہ سبزہ زار وہ گلشن وہ آبجوے چمن ــ وہ سرد سرد ہوا وہ پھوار ساون کی

شکست توبہ نہ کرتے تو کرتے کیا زاہد ــ بہارِ خلد سے کم تھی بہار ساون کی

نہین ہی ابر سے بارش ہے زلف کا سودا ــ قبا جنون سے ہوئی تار تار ساون کی

پلا شراب کہ جھومینگے ساقیا ہم مست ــ گھٹائین جھومتی آتی ہین یار ساون کی

گھٹا یہ ابر مرے گریہ ہائے پیہم سے ــ کہ جیت ہی مرے دیدون کی ہار ساون کی

مہِ صیام ہوا آکے قفلِ میخانہ ــ گھٹائین آتی ہین کیون بار بار ساون کی

جو ایک دن بھی اثر آبِ آتشین نہ ملا
ہوائے سرد رہی ناگوار ساون کی

تمہین شرمِ ستم ہی کب کسی سے ــ یہ نیچی آنکھین ہین اوپر کی جی سے

کسی پر جب نہین مرتے ہوا ئی خضر
تو حاصل کیا ہے ایسی زندگی سے

تمہاری کیا سنین اے واعظِ شہر
نہین رندون کو فرصت میکشی سے

ارم فردوس و جنت نام کے ہین
کوئی جائے کہان تیری گلی سے

خدا کی یاد سے غفلت کہان تک
اثر باز آ بتون کی بندگی سے

کہنچی ہے تیغ دودم میرے امتحان کے لئے
عدو پناہ طلب کیون ہی اپنی جان کے لئے

ہہین تو عمرِ دو روز عذاب ہی اے خضر
بلائین تمنے سہین عمرِ جاودان کے لئے

فروغ پائے نہ کیون داغِ عشق سی سینہ
کہ آفتاب سی ہے روشنی جہان کے لئے

تہین ہین شیخ کہ کعبے کے در پہ سر گردون
صنم جبین ہے ترے سنگِ آستان کے لئے

نگاہِ ناز بتان کا خدا سے طالب ہون
دعائین مانگتا ہون مرگِ ناگہان کے لئے

طریقِ عشق مین نالان نہو دلِ بیتاب
جرس ضرور نہین غم کے کاروان کے لئے

زبان ہلاؤ خدا کے لئے پے تسکین
تمہاری بات دوا ہی دلِ تپان کے لئے

ہمارے حق مین تری دوستی مفید اے دل
نہ اس جہان کے لئے ہے نہ اُس جہان کے لئے

دلیر بہی کہین ڈرتے ہین موت سے قاتل
سنان جگر کے لئے ہے جگر سنان کے لئے

تمہارے دستِ جفا نے بتو معاذ اللہ
ستم اُٹھا نہ رکھا کوئی آسمان کے لئے

کریم زاہد بیدرد کیون نہین مرتا
شب وصال بھی بے چین ہی اذان کے لئے

لگا کے تیغ و سپر تم عدو کو لائے ہو
یہ اہتمام جفا مجھ نیمجان کے لئے

کہین بھی اہل نشان کا نشان نہین ملتا
نشان قبر مین باقی نہین نشان کے لئے

تری بدی سے ستمگر مری بد آموزی
سبق ہے نیک معاشی کا آسمان کے لئے

زبان پہ نام ہی دل مین تری جگہ ہے یار
شرف جو دل کے لئے ہے نہین زبان کے لئے

اثر فلک سے وہین کوند کر گرے بجلی
جو لائین ڈھونڈھ کے تنکا ہم آشیان کے لئے

آنکھ والا ترے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

روے رنگین جو ترا او گل رعنا دیکھے
پھر نہ گلشن کیطرف بلبل شیدا دیکھے

دل اگر دیدۂ وحدت سے تماشا دیکھے
جز مین کل آئے نظر قطرہ مین دریا دیکھے

چشمۂ لب کو ترے دیکھتے ہین یون عاشق
دور سے نہر کو جیسے کوئی پیاسا دیکھے

چٹکیان رشک نہ لین دل مین ہمارے قاتل
ڈاب مین عاشق و معشوق جو اک جا دیکھے

چشم مجنون سے اگر پردۂ غفلت اٹھ جائے
اپنے دل ہی مین جمال رخ لیلے دیکھے

کیا رکھین خضر سے ہم چشم ہدایت ایدل
کہ نہین دشت محبت کا وہ رستا دیکھے

مین ہون وہ قیس وہ مجنون کہ بچشم حیرت
پہاڑ کر پردۂ محمل سے مجھے لیلے دیکھے

تجھسے اے ناصحِ نادان یہ سمجھنے کا نہین
اور کوئی دلِ بیتاب کو سمجھا دیکھے

کوئی فردا بھی نہ فردا سے قیامت نکلا
آتے جاتے بہت ان آنکھونسی فردا دیکھے

مجکو ہنگامۂ محشر کا یقین ہے واعظ
اُسکے کوچے مین یہ ہنگامہ کوئی جا دیکھے

انتظار اُسکا نہ دیدون کو کہین لے ڈوبے
کب تک اے یار کسیکا کوئی رستا دیکھے

شہسواریِ سخن کا جسے دعویٰ ہو اثر
توسنِ طبع مری سامنے چمکا دیکھے

نہ صرف گل کی بدولت چمن مین آگ لگی
پلاس پھولتے ہی بن کے بن مین آگ لگی

فروغِ لالہ و گل سے چمن مین آگ لگی
خبر لے بلبلِ نادان وطن مین آگ لگی

پسِ فنا بھی رہی جسم مین حرارتِ عشق
پہنتے ہی مرے سارے کفن مین آگ لگی

بلند ہو جو مرا نالۂ شرر افشان
ملک پکارین کہ چرخِ کہن مین آگ لگی

بتون کے شعلۂ رخسار کی حرارت سے
روانِ شیخ و دلِ برہمن مین آگ لگی

نہین یہ رنگ فروزان ہے آتشِ غیرت
ترے لبون سے عقیقِ یمن مین آگ لگی

ہرا بھرا نہو کیون نخلِ عشرتِ خسرو
نہالِ آرزوئے کوہکن مین آگ لگی

جو بوئے زلف کی گرمی صبا نے پہنچائی
دماغِ آہوئے دشتِ ختن مین آگ لگی

مرے کلامِ شرر بار کے اثر سے اثر

عدو کے دعویٔ شعر و سخن مین آگ لگی

عبادت بہرِ فردوسِ برین ہے — جنابِ شیخ پر صد آفرین ہے

خبر کیا کون یہ زیرِ زمین ہے — خدیوِ مصر یا خاقانِ چین ہے

فلک ہر سمت بالائے زمین ہے — کوئی جائے کہان راحت کہین ہے

اِسی باعث تو دل خلوت گزین ہے — کہ اُس بت کا تصور ہمنشین ہے

دلِ سنگین مقامِ بغض و کین ہے — جبل جائے پلنگِ خشمگین ہے

زبان سرگرمِ آہِ آتشین ہے — کہون کیونکر کہ دل جلتا نہین ہے

مگر زاہد کی دیکھی حورِ عین ہے — جو اُسکے حسن کا عین الیقین ہے

جنون مین حاجتِ پوشش نہین ہے — بدن کا پوست مجکو پوستین ہے

جو اقلیمِ سخن زیرِ نگین ہے — مِرے آگے سلیمان کچھ نہین ہے

بیانِ حشر کو واعظ نہ دے طول — خدا جانے کہ کیا ہے کیا نہین ہے

لگا دیتا ہون انبار مضامین — عدو خرمن کا میرے خوشہ چین ہے

لکھا کرتا ہون نعتِ سرورِ دین — قلم میرا پر روح الامین ہے

پناہِ انس و جان ہے ہر بلا سے — علیؑ کی دوستی حصنِ حصین ہے

امامِ اولین جسکا لقب ہے — امامِ اولین و آخرین ہے

نظر آتا ہون چھوٹا دشمنون کو
نگاہِ اہلِ کین کیا خورد بین ہے

عدو کی پرورش کرتا ہی ظالم
ارے ناداں یہ مارِ آستین ہے

تعجب ہی کہ اِس افراطِ غم پر
ابھی تک جسم مین جانِ حزین ہے

خدا و بت جنون مین ایک ہی ہین
ہمین زا ہد تمیز کفر و دین سے ہے

نپائی قیس نے جس دشت مین راہ
دلِ وحشی وہان مسکن گزین ہے

نہین کچہ کام خوانِ اغنیا سے
غذائے اہلِ دین نانِ جوین ہے

خدائی کو وہ بت کیونکر نہ بہائے
حسین ہی نوجوان ہی نازنین ہے

مزے کیا کیا اُٹھاتا ہے مرا دل
تصور اُن لبون کا انگبین ہے

شبِ تاریک مین وہ ماہِ کامل ق
جو اپنے بام پر منزل گزین ہے

تو حیرت سے خلائق کو رہی ہے
اّٰہی چاند کی کیا چودہوین ہے

اثر کیون کر کہون حالِ دلِ زار
مجھے گفتار کی طاقت نہین ہے

بیداد کر رہا ہے کوئی دادگر بہی ہے
روزِ جزا بھی ہے تجھے اِسکی خبر بہی ہے

سامانِ عیش آج مہیا ہے میکشو
گلشن بہی ہی شراب بہی ہی ابرِ تر بہی ہے

گلشن مین آمد آمدِ فصلِ بہار کی
اے بلبلِ اسیر تجھے کچہ خبر بہی ہے

راحت بغیر رنج میسر نہو کبھی ؛ دار و ے درد سر کہین بے درد سر بہی ہے

کسکو کہون کہ ٹانکے لگا پہلے اے مسیح
زخمی کسیکے تیر کا دل بہی جگر بہی ہے

ممنون سنگ ریزۂ اطفال ہی نہین
سر زیر بار منت دیوار و در بہی ہے

مقتل مین میری لاش کو سفاک دیکھکر
کہنے لگا کہ کشتون مین ہی اثر بہی ہے

کب بعدِ مرگ حاجتِ شمع مزار ہے
دل پر ہمارے داغِ شب انتظار ہے

برقِ فروغِ حسن ہے ناکامیِ نگاہ
نظارہ سوز عارضِ تابانِ یار ہے

کمزوریِ بدن سے ہے بیکاریِ جنون
ورنہ قریب سر کے تو دیوارِ یار ہے

کہنچا ستم سے ہاتہ جو اُسنے تو غم نہین
اے دل یہ کم نہین کہ وہ غفلت شعار ہے

کب دلِ حزین نہین بیکار بعدِ مرگ
داغِ شب فراق چراغِ مزار ہے

خارِ خزان نے پائی جگہ روبروے گل
دندان نمایہ خندۂ صبحِ بہار ہے

اے یار تجہسے خوب ملی مجکو دادِ مرگ
تو پوچہتا ہے غیر سے کسکا مزار ہے

بے مے ہی کیا آتش حسرت کو التہاب
خورشیدِ حشر سایۂ ابرِ بہار ہے

کس بیکسی مین اے مری مالک ٹپی ہی جان
دل پر ہے اختیار نہ قابو مین یار ہے

گرمی مرے کلام مین کیونکر نہو اثر

سوزِ غمِ درون سے نفس شعلہ بار ہے

زلف کا جب خیال آتا ہے
دل کے شیشے مین بال آتا ہے

غیر کا جب خیال آتا ہے
تم سے دل مین ملال آتا ہے

بوالہوس کی تمیز ہوتی ہے
حسن پر جب زوال آتا ہے

دل کی وسعت اگر نہین بعید
کیونکر اُسکا خیال آتا ہے

ظلم کرتا ہے اے صنم لیکن
کچھ خیالِ مآل آتا ہے

عشق کی بدگمانیان ہی ہی
دل مین کیا کیا خیال آتا ہے

تو وہ زہرہ ہے رقص سے جسکے
شیخ صاحب کو حال آتا ہے

دل سے جاتی نہین کسیکی یاد
خواب مین بھی خیال آتا ہے

آئینہ دل کا صاف کر نادان
اِس مین وہ بے مثال آتا ہے

کیون ہو شاکی مری شکایت کے
بے سبب ہی ملال آتا ہے

گل چمن مین ہین باغ باغ اثر
آج وہ نونہال آتا ہے ؀

شرمندہ لبون سے جو عقیقِ یمنی ہے
ہر دانت بھی غیرتِ دہ دُرِ عدنی ہے

شیرین جو تری قدر کرے ناشدنی ہے
فرہاد یہ بیکار تری کوہکنی ہے

زخمی ہی جگر خستہ ہی دل جی پہ بنی ہے
ہے نوکِ مژہ یا کوئی برچھی کی انی ہے

کانٹا سی چبھی ہر رگِ گل بسترِ گل پر
اے رشکِ چمن کیا تری نازک بدنی ہے

ہے غرقِ خجالت گلِ تر کانون کے آگے
دل غنچے کا پرخون ہے وہ غنچہ دہنی ہے

وارفتہ تری ناز کی رفتار کا ہی کبک
پامال تری چال کا سروِ چمنی ہے

کیا دیکھ لیا ہے کہ جسے دیکھکے اے شوخ
ہر وقت مجھے مشغلہ سینہ زنی ہے

لے جلد خبر اب تو برا حال ہے دل کا
بے تیرے مری جان پہ ای جان بنی ہے

پھرتا ہے ابھارے جو تجھے غیر سیہ رو
اک آفتِ جانکاہ وہ گردن زدنی ہے

ہم ترک کرین یا نہ کرین یار سے ملنا
ہوگا وہی جو ناصحِ نادان شدنی ہے

کام آئیگی اک روز غریب الوطنی مین
مرنے پہ کفن ہوگی جو تن پر کفنی ہے

اے بادشہِ حسن تقاضا و طلب سے
دل تیرے گدایانِ محبت کا غنی ہے

دم بھر بھی نہ آرام سے رہنے دیا تونے
اے اہلِ وطن ہمکو وطن بیوطنی ہے

اللہ کرے رحم ترے حال پہ اے دل
وہ بت جسے تو چاہتا ہی رام جنی ہے

باتون مین لگا لیتے ہین شیرین دہنونکو
حصے مین اثر آپ کے شیرین سخنی ہے

فلک تجھسے بچکر کدھر جائے کوئی
تو سر پر ہے ظالم جدھر جائے کوئی

پھر اُٹھے نہ اشکِ چکیدہ کی صورت — تری آنکھ سے جو اُتر جائے کوئی
قیامت ترا قد قضا تیری آنکھین — بجا ہے اگر تجھپہ مر جائے کوئی
رہے خاک ہو کر اُسی سرزمین کی — تمہاری گلی مین اگر جائے کوئی
کرم کا خدا کی یقین جب ہو واعظ — تمہارے ڈرائے سے ڈر جائی کوئی
گلی مین تو اغیار کرتے ہین جھگڑے — غضب ہو اگر اُنکے گھر جائی کوئی
اگر کوے قاتل کا ہو شوق دل مین — دھرے ہاتھ پر اپنا سر جائے کوئی
یہ کہدو کہ ہمکو بھی ہمراہ لے لے — عدم کی جو لانے خبر جائے کوئی
اُڑین اُسکے پُرزے وہین خط کی صورت — اگر اُنکے گھر نامہ بر جائے کوئی
خدا دیکھتا ہے خدا دیکھتا ہے — ستم زیر دستون پہ کر جائی کوئی

جسے کچھ تعلق نہ ہو مال و زر سے
ستانے اُسے کیون **اثر** جائے کوئی

یاد کر اُنکو جو تیرے عشق کے مارو نہین تھے — ذکر کیا فرہاد و مجنون کا کہ آوارو نہین تھے
محفلِ اغیار مین شب تھے جو وہ رونق فروز — تا سحر ہم آتشِ غیرت سے انگارو نہین تھے
گل چڑھائے بلبلِ شیدا ہماری قبر پہ — ہم بھی اک رشکِ چمن کے نازبردارو نہین تھے
جرمِ الفت پر کیا قاتل ہمین تو نے ہلاک — کیا ہمین تعزیر کے قابل گنہگارو نہین تھے

تہے چمن مین بہی ترے دامِ محبت کے اسیر — وان بہی اے صیاد ہم تیرے گرفتار نہین تھے

غیر کے کہنے سے ہون لے بانیِ بیداد بند — ہائے وہ روزن جو تیرے گہر کی دیوار نہین تھے

صوفیِ صافی بنے ہین اے اثر کچہ خیر ہے
بات کل کی ہے کہ حضرت آپ میخوار نہین تھے

کیا کہین ہمدم کہ کیا نقشہ دلِ بسمل کا ہے — آ بنی ہے جان پر عالم بڑی مشکل کا ہے

خون کا دعوے کرون مجہسے یہ ہو سکتی نہین — سر پہ احسان داورِ محشر مرے قاتل کا ہے

خوابگاہِ دہر مین کیسی ہین یہ سرمستیان — کچہ خیال اے اہلِ غفلت گور کی منزل کا ہے

ہین قرینِ یاس اربابِ وفا تو کیا عجب — اب قرینہ اور ہی اُس شوخ کی محفل کا ہے

تشنہ کامانِ ازل اے خضر کیا سیراب ہون — لب بلب دریا ہے تو بہی خشک لب ساحل کا ہے

رحم کہا کر یار کے در سے ہٹا دیتی نہین — مجہپر اُسکے پاسبانون کو یقین سائل کا ہے

آج وہ خورشید رو کیا جلوہ گر ہے بام پر — شام سے اُترا ہوا چہرہ مہ کامل کا ہے

پائمالِ یاس ہی ہوتی رہی کشتِ وفا
اے اثر حاصل یہ تیری سعیِ لاحاصل کا ہے

شکایت بے سبب ہے آسمان کی — سرشت اچہی نہین اہلِ جہان کی

ہوئی شہرت جو میرے امتحان کی — عدو نے خیر مانگی اپنی جان کی

لیے پھرتی ہے گردش آسمان کی — خدا جانے کہ ہے مٹی کہان کی

اثر دل تھام کر ہمنے فغان کی — فرشتے خیرہ مانگین آسمان کی

قفس مین تنگ کیا چنتی ہے بلبل — اسیری ہی مین تمنا آشیان کی

کسی کے در سے جائین تو کہان جائین — خوشامد کر رہے ہین پاسبان کی

کہان تک دل کو روئین سر کو پیٹین — ضرورت ہے ہمین اک نوحہ خوان کی

ہوا اُس گیسوے مشکین کا سودا — بلا نازل ہوئی سر پہ کہان کی

عجب بیخود کیا اے عشق تونے — خبر مجکو نہ تن کی ہے نہ جان کی

گئی بالا کو کسکی آہِ سوزان — صدا ہے آسمان پر الامان کی

سمجھکر رکھ قدم گلشن مین بلبل — روش اچھی نہین ہے باغبان کی

ترا خورشید محشر کیا ہے واعظ — خبر بھی ہے مرے داغِ نہان کی

نہین روکے سے رکتی ایک دم بھی — عجب رفتار ہے عمرِ روان کی

رہیگا تا ابد گمراہ زاہد — اگر بیعت نہ کی پیرِ مغان کی

کیا کرتی ہے ہر دم قتلِ عشاق — بتِ سفاک تیری وضع بانکی

لگاتی ہے پیاپے دل پہ ناوک — نگاہِ ناز اک ابرو کمان کی

خدارا کر نہ ذکر حور واعظ ؎ — طبیعت ہے بری اک بدگمان کی

بُری افتاد تھی یوسف کی لیکن
خبر کیا تھی کسیکو کاروان کی

کلامِ نرم سے کر شاد دل کو
نہین حاجت زبان کو استخوان کی

ترے گیسو ہین رنگت مین شبِ تار
سفیدی مانگ مین ہے کہکشان کی

پسِ ناقہ کہانتک دوڑے مجنون
کرے منت کہانتک ساربان کی

تری محفل مین آئیگا عدو بھی
خبر کیا تھی بلائے ناگہان کی

خدا اِس پیچ مین ہرگز نہ ڈالے
بُری اُلجھن ہے گیسوئے بتان کی

نہین رکھتا ہے کچھ بھی طاقتِ غم
کرون کس سے شکایت رازدان کی

سمجھ ایدل حقیقی بادشاہت
غلامی مصطفٰے کے خاندان کی

نہین اے خضر نہیان آپکا حال
تمنا کیا ہو عمرِ جاودان کی

گیا صیاد کے ہمراہ گلچین
مبارک بلبلو آمد خزان کی

تری صورت سے ظاہر ہے ترا حال
اثر حاجت نہین کوئی بیان کی

جو مقدر کا لکھا ہوتا ہے
وہی ایدل بخدا ہوتا ہے

آگے تقدیر کے اے دشمنِ عقل
تیری تدبیر سے کیا ہوتا ہے

کر نہ قسمت کا گلا اے نادان
اس مین خالق کا گلا ہوتا ہے

دیگر

جامِ مے مُنہ سے لگادے ساقی
ہاتہ سے اپنے پلادے ساقی

غم مرے دل سے بھلادی ساقی
مجھے سرشار بنادے ساقی

ساغر و جام اُٹھادے ساقی
خم کا خم منہ سے لگادی ساقی

کرچکے خانۂ خمار تہی
میکشو اب تمہین کیادی ساقی

رندِ بے زر کی خبر لیتا ہے
اور توفیق خدادے ساقی

نشّے مین ذکر سنون حورون کا
کوئی واعظ کو بلادے ساقی

مے پرستی مین ہی گلشن کی ہوس
زلف چہرے سے ہٹادی ساقی

محتسب بنِ میخانہ ہو
چشمِ میگون جو دکہادی ساقی

ہوش آنے لگے جبدم مجکو
تہوڑی مے منہ مین چُوادی ساقی

کیا یہ مستانہ اثر کی ہی غزل
مے پرستون کو سنادے ساقی

سببِ شور و شغف اہلِ جہانکا کیا ہے
آخر اِس عمر کو نا فہمون نے سمجھا کیا ہے

عہدِ پیری مین طلبگاریِ دنیا کیا ہے
عمر آخر ہوئی جینے کا بھروسا کیا ہے

پوچھیے تارکِ دنیا سے بُرائی اِسکی
کیا خبر طالبِ دنیا کو کہ دنیا کیا ہے

ہائے بن بنکے بگڑ جاتی ہین شکلین کیا کیا
مطلب اِس عالمِ فانی کا خدایا کیا ہے

لذتِ ہستی و اندازِ لذت معلوم
اور کچھ روز جبین اسکی تمنا کیا ہے

دل گرفتہ نہو ناسازیِ دنیا سے اثر
ہے غلامِ شہِ مردان تجھے پروا کیا ہے

اسقدر شوقِ شہادت جو دلِ زار مین ہے
لذتِ آبِ بقا یار کی تلوار مین ہے

ساتھ سرخی کے صباحت تری رخسار مین ہے
ایسی رنگت کا کوئی گل نہین گلزار مین ہے

نہ تو اژدر نہ تو ناگن نہ کسی مار مین ہے
زہر ظالم جو ترے گیسوئے خمدار مین ہے

کیون مزے لون نہ تجھے چھیڑکے اے شیرین لب
لذتِ قندِ مکرر تری تکرار مین ہے

قصرِ جنت مین نہ زاہد کو میسر ہوگا
مجھکو جو چین ترے سایۂ دیوار مین ہے

دمِ رفتار قیامت کی صدا آتی ہے
کیا قیامت تری پازیب کی جھنکار مین ہے

حق فریبی کی ہی نیت سرِ طاعت کیسا
حسرتِ حور دلِ زاہدِ مکار مین ہے

اے شہِ حسن یہی کہتے ہین اربابِ تمیز
تیرے دانتون کی صفا کب دُرِ شہوار مین ہے

خونِ فرہاد کی ہی جلوہ گری ای شیرین
کثرتِ لالہ نہین دامنِ کہسار مین ہے

جان فزا ہوتا ہی دم مین نفسِ بادِ بہار
تازگی کیا ہی ترے اُترے ہوئے ہار مین ہے

تابِ رخ سے جو ہی خورشیدِ قیامت روزن
گرمیِ حشر ترے سایۂ دیوار مین ہے

ظاہری وضع سے ہوتی ہی بشر کی عزت
بے سبب شیخ نہین جبہ و دستار مین ہے

اُسنے بہی دیکھ لیئے ہین درِ دندان تیرے
میری آنکھو نکا سمان ابرِ گہربار مین ہے

جب لگاتا ہون ہرا ہوتا ہی زخم ای قاتل
زنگ خنجر کا مگر مرہمِ زنگار مین ہے

چاہیے دیدۂ بینا چمنِ عالم مین
چہرہ گل کا تماشا سرِ ہر خار مین ہے

بند مٹھی سے نہین کام نکلتا منعم
زر نہین کام کا جبتک کفِ زردار مین ہے

آہ کی تیغ کو نافہم نہ سمجھے بیکار ::
سرِ قلم دشمن خونخوار کا اِک وار مین ہے

اِس خراباتِ جہان مین ہی خرابی سبکو
نام کا فرق فقط غافل وہشیار مین ہے

فرش ہوجاتا ہی مہمان کے قدم کے آگے
کیا تواضع کی صفت سایۂ اشجار مین ہے

ہمصفیرانِ چمن گوش بر آواز رہو
زمزمہ اور بہی باقی مری منقار مین ہے

کیا عجب روح ابہی تک جو تنِ زار مین ہے
زیست کا لطف ستمگر ترے آزار مین ہے

میرے آزار کی لذت دلِ اغیار مین ہے
پر جفاجو وہ کہان جو مجھے آزار مین ہے

سامنا مجکو قیامت کا رہا کرتا ہے
دیر سی دیر ترے وعدۂ دیدار مین ہے

بختِ خفتہ مجھے کیا ہجر کی شب سونے دے
طالعِ غیر مرے دیدۂ بیدار مین ہے

کیون تجھے کوئی مسیحا کہے اے جانِ جہان
اب تو کچہ بہی نہین باقی ترے بیمار مین ہے

اُسکی ہر بات پہ خم ہے سرِ تسلیم اپنا
عین مرضی ہی وہ میری جو دلِ یار مین ہے

قولِ واعظ کو خدا یا کبھی باور نہ کیا
واہ کیا بات بڑی تیرے گنہگار مین ہے

محفلِ غیر مین جانے کو ہمین کہتا ہے
کوئی مطلب تو ستمگر ترے اصرار مین ہے

ہائے کیا دشمنِ جان صبر کی فرمایش ہے
نہین معلوم کہ کیا خاطرِ غمخوار مین ہے

زورِ پرواز اسیری مین کہان اے صیاد
تابِ جنبش ہی نہین مرغِ گرفتار مین ہے

ہر قدم پر ترے عشاق کا خون ہوتا ہے
کاٹ تلوار کا قاتل تری رفتار مین ہے

غیر کے وصل سے انکار جو تو کرتا ہے
صاف اقرار ستمگر ترے انکار مین ہے

مدعا ایک سبھی کا ہے جسے شاد کرو
میرے دل مین ہے وہی جو دلِ اغیار مین ہے

دلفروشی کو اثر آپ کدھر جاتے ہین
قدر اِس مال کی کچھ بھی نہین بازار مین ہے

شیخ کے حال پر تاسف ہے
شغلِ روزی کی اک تصوف ہے

جسکی اوقات ہو تصرف پر
اُسکے اِس روزگار پر تف ہے

جنکو دعوے ہی حق شناسی کا
اُنسے بندے کو بھی تعارف ہے (ق)

نہ تو عرفان کے اِنہین ہین انداز
معرفت سے نہ کچھ تشرف ہے

کیسی تعمیلِ حکمِ خالق کی
کیسا اسلام صد تاسف ہے

کونسے امرِ دین کو کوئی کہے
دین کا دین ہی تصرف ہے

دینِ احمدؐ سے ہو جو باہر بات
مال جو کچھ ہے بیوقوفون کا ؎
وہی اِس عہد مین تصوف ہے
شیخ کا مال بے تکلف ہے

ہے اثر یہ تصرفِ بیجا
اور کوئی نہین تصرف سے ہے

یہ کہتے حشر مین زاہد گنہگار آئے
ترے کرم کے الٰہی اُمیدوار آئے

قفس مین بلبلِ نالان کو کیا قرار آئے
چمن مین دھوم سے جب موسمِ بہار آئے

غمِ فراق مین کیونکر مجھے قرار آئے
ترا خیال جو یون دل مین بار بار آئے

لحد مین کیا دلِ بیتاب کو قرار آئے
عدو کو ساتھ لئے وہ سرِ مزار آئے

بہارِ عمر خزان ہو گئی تو پھر اے دل
چمن مین موسمِ گل جوش پہ ہزار آئے

ہم اپنے فعل کے کیونکر ہین ایخدا مختار
یہان جو آئے تو کیا لیکے اختیار آئے

برنگِ شمع ہمین پیشِ غیر جلنا تھا
اِسی لئے تری محفل مین اشکبار آئے

کسیکی زلفِ معنبر کی بو صبا لائی
کہ مشک نافے لئے آہوی تتار آئے

ہمین تو مرگ نے بے اعتبار کر ڈالا
کہین جو مرتے ہین کیا اُنکو اعتبار آئے

گلہ بجا ہی سہی اُنکی سرگرانی کا
مگر نہ خاطرِ نازک پہ اُنکے بار آئے

پکاری رحمتِ حق و اغظو کہان ہو تم
حضورِ داورِ محشر گناہگار آئے

خدا نے جب تمہین دی اسطرح کی پیاری شکل
تمہین بتاؤ کہ کیونکر نہ دل کو پیار آئے

نکال لینگے شبِ وصل حسرتین دل کی
خدا کرے کبھی تو وہ دن کہ اپنا یار آئے

جو دن بہار کے ہین گل سے مل لے ای بلبل
یہ انتظار کہان کا کہ پھر بہار آئے

اُنہین سُنائین ہم افسانہ بیقراری کا
مگر تجھے تو دلِ مضطرب قرار آئے

شمار ہو نہین سکتا مرے گناہون کا
کرین شمار فرشتے اگر شمار آئے

نہ اپنی گرم کلامی سے دل جلون کو چھیڑ
سرِ زبان نہ کہین آہِ شعلہ بار آئے

کھنچی تھی ساتھ مین کیا مے کے کوہکن کی روح
یہ ابر آئے ہین ساقی کہ کوہسار آئے

عدو کو خاک بنا دے کہ تیرے کوچے سے
غبارِ رنج لئے تیرے خاکسار آئے

ہمارے داغِ جگرسوز کا وہ عالم ہے
کہ جسکو دیکھ کے خورشید کو بخار آئے

عدو کو کیون نہین سمجھاتے حضرتِ ناصح
کہان کے آپ مرے دوستدار آئے

رہا جو وہمِ عدو شب تو اُنکے کوچے مین
ہزار بار گئے ہم ھزار بار آئے

ہزار شکر بہروسا رکہا نہ طاعت پر
جو تیرے سامنے آئے تو شرمسار آئے

عدو کے مرگ سے کیونکر نہو ملال ہمین
ہمارے پاس وہ آئے تو اشکبار آئے

اثر پہاڑ کی جانب گئے تھے بہرِ شکار
بہادری سے کئی شیر جا کے مار آئے

چارۂ دل چارہ گر دشوار ہے
عشق بھی آزار سا آزار ہے

صبر سے تسکینِ دل کیونکر کرین
دشمنِ جان کسقدر غمخوار ہے

تھی کبھی ہمکو بھی جینے کی ہوس
زندگی سے ابتو دل بیزار ہے

شیخ کے اسلام مین پنہان ہی کفر
سبحہ کے اندر نہان زنار ہے

لاگ کوئی ہے نہ ہے کوئی لگاو
آسمان کیون درپئے آزار ہے

نورِ وحدت جلوہ گر ہی ہر طرف
کون کسکا طالبِ دیدار ہے

اپنی کشتی کا خدا ہے ناخدا
وہ اگر چاہے تو بیڑا پار ہے

میکدے مین ہاتھ آئی مجکو رات
شیخ جی یہ آپ کی دستار ہے

ہے اگر دشمن قوی کیا غم اثر
تیرا حامی حیدرِ کرار ہے

پہلے تو نہ تھی شدتِ دردِ جگر ایسی
رہتی تھی غشی مجکو نہ وہ دو پہر ایسی

اِس گریہ ہر لحظہ سے اک ہول ہے دلمین
آنکھین نہ ہا کرتی تھین اشکونسے تر ایسی

تا دیکھ سکے یار ترے موے کمر کو
لاے کوئی باریک کہانسے نظر ایسی

دنیا کی خرابی ہو نہ عقبےٰ کی مضرت
پیدا کرے اوقات کی صورت بشر ایسی

شمشیرِ حوادث سے جو انسان کو بچائے
جز الفتِ حیدر نہین اے دل سپر ایسی

جو کچھ کہین شاعر انہین اے یار بجا ہی — ایسا نہ دہن دیکھا نہ دیکھی کمر ایسی

کیا تاب کہ ہو یار کے دانتو نکے مقابل — پیدا تو کرے پہلے صفائی گہر ایسی

ہے رنگ ترے چہرۂ روشن کا نرالا — پاوے نہ صباحت کبھی روی سحر ایسی

اغیار کے ہون کان کھڑے سنتے ہی جسکو — کہنا نہ وہان بات کوئی نامہ بر ایسی

چل نکلے تجھے چھوڑ کے ہم قافلہ تیرے — سوتا ہے کوئی نیند بھی اے بیخبر ایسی

ہم خاک نشینون پہ رکھے چشم توجہ — گردون نے کہان پائی ہے عالی نظر ایسی

ہے شان خدا اُس بت کجرو کی طبیعت — بے راہ تھی اور آتی ہے اب راہ پر ایسی

مرغان قفس مر گئے دم بھر مین پھڑک کر — کیا لائی صبا جا کے چمن سے خبر ایسی

ہم تیرے جفا دین کہان دیکھ سکین گے — اغیار پہ ہے چشم عنایت اگر ایسی

اُس گل سے لگا آئیگی یون میری طرف سے — اُمید نہ تھی تجھسے نسیم سحر ایسی

ہے میر کے انداز کو خستہ جگری شرط
ہان پائی ہے اک تمنے طبیعت اثر ایسی

جیسا تھا حسن یار باقی ہے — وہی اگلی بہار باقی ہے

رو نہ کہتا ہون تجھپہ مرتا ہون — میرا کیا اعتبار باقی ہے

دم کے جانے مین کوئی دیر نہین — اک ترا انتظار باقی ہے

اب بہی لپچل چمن مین اے صبا
تہوڑی فصلِ بہار باقی ہے

گر چکا میری خاک تک برباد
اب تجہے کیا غبار باقی ہے

قبر مین بہی ہین کان آہٹ پر
یار کا انتظار باقی ہے

وہ عروجِ نشاطِ بزم کہان
میکشی کا خمار باقی ہے

اور کوئی نشان اثر کا نہین
کچہ نشانِ مزار باقی ہے ؛

دل یہ کہتا ہے صنم تجہپر فدا ہو جایئے
جان کہتی ہے مرے اللہ کیا ہو جایئے

دستِ قاتل چومئے صرفِ دعا ہو جایئے
ساتہ غیرونکے شریکِ مرحبا ہو جایئے

قیدِ ہستی سے فنا ہو کر رہا ہو جایئے
نکہتِ گل بنکے گلشن کی ہوا ہو جایئے

ہے پیامِ مرگ مین مضمر نویدِ زندگی
تا بقا کی شکل پیدا ہو فنا ہو جایئے

ہے دلِ بے آرزو ہونا کمالِ بندگی
بندۂ بے مدعا ہو کر خدا ہو جایئے

کیجیے معدومیِ تن سے علاجِ رنجِ دل
نیستی سے دردِ ہستی کی دوا ہو جایئے

ہو بتون سے بے نیازی غیر سے شرکت نہو
بے غرض ہو جائے بے مدعا ہو جایئے

تا کجے عشقِ سیہ چشمان مین رویا کیجیے
کشتۂ تیغِ نگاہ سرمہ سا ہو جایئے

جب نہین دلکو حسینون کی پشیمانی سے کام
کس توقع پر طلبگارِ جفا ہو جایئے

پاشکستہ ہو کے خونِ آرزو کیون کیجئے
دستِ جانان تک پہنچنے کو حنا ہوجائیے

ہان مین ہان ہرگز نہین ہی شیوۂ اہلِ وفا
گنبدِ گردون کی صورت بے صدا ہوجائیے

سوزِ دل سے چشمِ جانان تک رسائی کیجئے
جسمِ خاکی کو جلا کر توتیا ہوجائیے

غیر اُٹھائے بھی اگر اے بیدل تو اُٹھنا ہو محال
آنکے خاکِ آستان نقشِ پا ہوجائیے

اے اثرؔ اپنی یہی ہے منتہائے آرزو
کربلا مین مرکے خاکِ کربلا ہوجائیے

اِس رحیمی پہ وہ عذاب کرے
تجکو واعظ خدا خراب کرے

سب ہی موقوف اُسکی مرضی پہ
لطف فرمائے یا عتاب کرے

لاکھ تو ہو بنا جو وہ چاہے
بات کی بات مین خراب کرے

کچھ نہین دور اُسکی قدرت سے
ذرہ کو رشکِ آفتاب کرے

ناتوان کو اگر وہ بخشے زور
بحر سے ہمسری حباب کرے

بیخودی کا بھی ایک عالم ہی
ترک کیونکر کوئی شراب کرے

حسرتون کے ہجوم کا ہی وقت
کوئی کیون حسرتِ شباب کرے

دیدۂ تر سے سامنا کیسا
مشقِ گریہ ابھی سحاب کرے

سب بتون کا ہی ایک ہی انداز
اِنمین کیا کوئی انتخاب کرے

اے اثر تیرے شورِ نالہ سے
کسطرح کوئی میلِ خواب کرے

فسانہ مرا سُنکے گھبرا گئے
اُنہیں اپنے اعمال یاد آگئے

وہ کل غیر کی دید کو کیا گئے
ہمیں دیکھکر آج شرما گئے

مصیبت شبِ ہجر کی کیا کہیں
ہم اپنے کیے کی سزا پا گئے

ستم تو نے مردے پہ رکھا روا
مری لاش کے ساتھ اعدا گئے

جنہیں لوگ رہتے تھے گھیرے ہوے
وہ دنیا سے آخر کو تنہا گئے

ہر اک سنگ مین جلوۂ یار تھا
سرِ طور بیکار موسیٰ گئے

کبھی تم بھی کعبے مین تھے اے بتو
عجب کیا جو زاہد کو یاد آگئے

اثر کو سمجھ لو کہ مہمان ہین اب
وہ امروز یا تا بہ فردا گئے

نالے کس منہ سے تو دعوائے اثر کرتا ہے
وہ تو ہنس ہنسکے سوئے غیر نظر کرتا ہے

کوئی دنیا سے عدم کو جو سفر کرتا ہے
غافلو تمکو بھی چلنے کی خبر کرتا ہے

مورد لطفِ سہی غیر مگر اسپر بھی
ڈرتے ڈرتے ترے چہرے پہ نظر کرتا ہے

دل شکن باز بھی آ فکرِ شکستِ دل سے
کسکا جلوہ دلِ عاشق مین گزر کرتا ہے

لرزہ آتا ہے اُسے دیکھ کے وحشت میری — بید مجنون مرے سائے سے حذر کرتا ہے

عشق کو دل مین چھپا رکھنا بہت آسان ہے — کار غماز نگہ دیدۂ تر کرتا ہے

طالب نذر ہو اروے مصفا کسکا — مشق آئینہ گری آئنہ گر کرتا ہے

غیر سے پوچھتے ہو کون ستم دیدہ ہی — میرے کوچے مین جو رو رو کے سحر کرتا ہے

عشق کی خانہ خرابی ہے توقع کا سبب — کہتے ہین دل مین حسینون کے بھی گھر کرتا ہے

مر رہا ہے ترا بیمار محبت تو بھی — ہوش آنے پہ نظر جانب در کرتا ہے

اپنے دامن کو شب تار بچائے رہنا — نالہ صد چاک گریبان سحر کرتا ہے

کسکا آزار کشیدہ ہی کہ راتون کو اثر
نالے کرتا ہے تو سو ٹکڑے جگر کرتا ہی

کسی طرح غم مین بسر ہو گئی — شب ہجر آخر سحر ہو گئی

جہان سے چھپائے رہی عشق کو — مگر اُنکے دل کو خبر ہو گئی

کسی نے جہان نام تیرا لیا — وہین اشک سے چشم تر ہو گئی

ہوا عشق دلکو پڑی جان پر — بلا کسکی تھی کسکے سر ہو گئی

وہی چشم عالم کا سرمہ بنا — عنایت کی جس پر نظر ہو گئی

نہ دینا تھا خط اُنکو پیش عدو — خطا تجھسے اے نامہ بر ہو گئی

گرانباریِ سرمۂ چشمِ یار
سیاہیِ داغِ جگر ہو گئی

نہ پائی شبِ وصل پھر غیر نے
دعائے سحر کارگر ہو گئی

ذرا بھی جو بدلی بتون کی نظر
اِدھر کی خدائی اُدھر ہو گئی

عدو نے کوئی وار جس دم کیا
محبت علیؑ کی سپر ہو گئی

پہنچ جائینگے خدمتِ شاہ مین
جو تقدیر یاور اثر ہو گئی

کہان کہان نہین عزت مآب ہو کے پھری
جہان مین اپنی غزل انتخاب ہو کے پھری

دعائے بادہ کشان مستجاب ہو کے پھری
وفورِ رحمتِ حق سے سحاب ہو کے پھری

ہر اک کو ساقیِ میکش نے مستِ دیدہ کیا
نگاہ بزم مین دورِ شراب ہو کے پھری

اُڑا کے کوچۂ جانان سے لیگئی جو صبا
ہماری خاک جہان مین خراب ہو کے پھری

رہی نہ شوقِ شہادت کی تشنگی باقی
مرے گلے پہ تری تیغ آب ہو کے پھری

وہ نوجوان جو ملا ہمسے عہدِ پیری مین
ہماری عمرِ گزشتہ شباب ہو کے پھری

وفورِ شوق سے آنکھون پہ پڑ گیا پردہ
مری نظر ترے رخ سے نقاب ہو کے پھری

ہماری خاک ترے آستانِ روشن کو
برنگِ ذرہ گئی آفتاب ہو کے پھری

بجائے نامہ و قاصد دیارِ جانان سے
ہماری یاس بھی خط کا جواب ہو کے پھری

پسند آئی کچھ ایسی کہ سب نے لکھہ رکھی
جہان مین میری کہانی کتاب ہوکے پھری

یہ ظلم ہے کہ زبانِ بریدہ قاصد کی
پیامِ وصل کا میرے جواب ہوکے پھری

گئی جو کوچۂ گیسو مین تیرے اے گلرو
چمن کو بادِ صبا مشکناب ہوکے پھری

خیال آیا جو دنیا کی بے ثباتی کا
نظر مین صورتِ ہستی حباب ہوکے پھری

نظر سے کیا رہِ عرفان مین کام لیتا مین
کہ یہ عقل ہی میری حجاب ہوکے پھری

خیال جور تھا تیرا جو سرگذشتِ عدو
مری نظر مین دمِ خواب خواب ہوکے پھری

ہوئی سیاہیِ اعمال زینتِ پیری
سفید بالون پہ رنگِ خضاب ہوکے پھری

جدہر جدہر تو گیا بہر سیر گلگون پر
نسیمِ صبح تری ہمرکاب ہوکے پھری

اثر خیال مین اُسکے دہانِ شیرین کے
مری زبان مرے لب پر لعاب ہوکے پھری

روتے ہین سنکے کہانی میری
کاش سُنتے وہ زبانی میری

کٹ گیا غیر مرے نالون سے
واہ ری سیف زبانی میری

آئنہ دیکھ کے فرماتے ہین
کس غضب کی ہے جوانی میری

پھر تمہین نیند نہین آنے کی
کہین سُن لی جو کہانی میری

بار کیا پاؤن تری محفل مین
ہے سبک تجھہ پہ گرانی میری

ہمہ تن گوش بنے سنتے ہین
غیر کہتا ہے کہانی میری

یاد آؤن گا جفاکارون کو
بے نشانی ہے نشانی میری

التجا ایک مقدر دو تھے
غیر کی مانی نہ مانی میری

حشر مین کچہ نہ ہوا مجھسے سوال
واہ ری ہیچمدانی میری

اب اُٹھینگے ترے در سے مرکر
کبھی اُٹھتی نہین ہٹانی میری

میرے اشعار فغانِ دل ہین
قدر کرتا ہے فغانی میری

خسروِ ملکِ سخندانی ہون
داد ہے باج ستانی میری

دل مین پوشیدہ رہیگی کبتک
آتشِ شوقِ نہانی میری

تارِ گیسو سے نظر جا اُلجھی
دیکھنا ریشہ دوانی میری

دل کی حالت سے خبر دیتی ہے
اثر آشفتہ بیانی میری

دل اِس باغ سے جو اُٹھا کر چلے
ہوا یان کی ناساز پا کر چلے

وہ مردون کو زندہ بنا کر چلے
ہمین خاک مین کیون ملا کر چلے

موئے پر بھی ہمسے ہے اُنکو غبار
وہ مدفن سے دامن بچا کر چلے

جب آئے وہ گورِ غریبان کی سمت
قیامت کا عالم بپا کر چلے

ہمین خاک ہی سے جو پڑنا تھا کام		تو بیکار گھر سے نہا کر سے چلے
نہ آیا اُنہین کچھ بھی خوفِ خدا		ہمین اپنا بن بنا کر سے چلے
ملالے مقدر سے اعمال کو		جو کرنا تھا ہم ایحند اکر سے چلے
نہین مین ہون موسیٰ جو اے جانِ من	ق	سے مجھے لن ترانی سُنا کر چلے
پیمبر تھے بیچارے عاشق نہ تھے		جنہین آپ بالا بنا کر سے چلے
چلے کس لئے آتے ہی جانِ من	ق	جو وعدہ کیا تھا وفا کر سے چلے
جو ایسا ہی جانا ہے آئے ہی کیون		یہ کیا آئے تم اور آکر سے چلے
افاقے کی صورت نہ کوئی ہوئی	ق	بہت دردِ دل کی دوا کر سے چلے
نہین وقت ابتو دوا کا کہ لوگ		عیادت کو آئے دعا کر سے چلے
ترے پاس ابتو چلے اے کریم	ق	بھلا کر چلے یا بُرا کر سے چلے
سہارا ہے تیرے کرم کا ہمین		نہین اِسکی پروا کہ کیا کر چلے

اثر باغِ دنیا سے گل کی طرح
جو ہو زر بکف زر لٹا کر سے چلے

اے شمع تو ہی بزم سے با چشمِ تر گئی	ہمشکلِ دودِ آہ نسیمِ سحر گئی
دلسے عدو کی تیر کی صورت گزر گئی	آہِ شبِ فراق مری کام کر گئی

تیری نگاہ اور کدہر بد نظر گئی
دل کی طرف گئی کبھی سوی جگر گئی

کیا آئے اے صبا مجھے پرواز کا خیال
مدت ہوئی کہ آرزوے بال و پر گئی

مشقِ جفا کے خوف سے رونے لگا عدو
جب اُس ستم شعار تک اپنی خبر گئی

دل مین ہواے عرض ہوئی عندلیب کو
جب گل کے کان بادِ سحر گاہ بھر گئی

مانا نشاط ہی مین کٹی زیست غیر کی
اپنی بھی زندگی کسی صورت گزر گئی

مرنے کے بعد کون مرا نوحہ گر ہوا
رونے کو بیکسی ہی فقط گور پر گئی

مین مر رہا ہون کب سے غمِ انتظار مین
کمبخت موت کیا شبِ فرقت مین مر گئی

لیکر عدو کو ساتھ وہ پرسش کو آئے ہین
واحسرتا کہ لذتِ دردِ جگر گئی

بل کر رہی ہی زلف اُترنیکو دوش سے
اُتری اگر تو جان لے ظالم کمر گئی

مین ہی نہ اُسکی بزم سے روتا اُٹھا اثر
آنسو بہاتی شمع بھی وقتِ سحر گئی

اِس جہان کی کیا تمنا چاہیے
آدمی کو فکرِ عقبیٰ چاہیے

کچھ نہین درکار اسبابِ جہان
ہے جسے مرنا اُسے کیا چاہیے

راہِ حق دشوار ہے دشوار ہے
ہر قدم پر فضلِ مولیٰ چاہیے

ہے سمجھ ہی پر مدارِ عاقبت
نیک و بد کو خوب سمجھا چاہیے

کیا ہوا مارے اگر شیر و نہنگ
نفس امارہ کو مارا چاہیے

غرق ہی ہوتے گئے اُسکے سوا
کشتیِ مے سے کنارا چاہیے

ہین شنیدہ قولِ شیخ و برہمن
مر کے کیا ہوتا ہے دیکھا چاہیے

غیر غمخواری پہ آمادہ نہ ہو
لذتِ غم کو چھپانا چاہیے

صبر مین پورا ہمین پائینگے آپ
چاہیے غیرونکو جتنا چاہیے

کر چکے برباد میری خاک تک
اب وہ کیا کرتے ہین دیکھا چاہیے

رونقِ ہنگامہ کو محشر کے دن
تجھسا اِک ہنگامہ آرا چاہیے

اِک خدائی کو لئے ہین ہاتھ مین
اِن بتون کا زور دیکھا چاہیے

زندگی بے عشق حکمِ موت ہے
خضر کے جینے پہ رونا چاہیے

سر وبالِ دوش ہے تو بھی اثر
اُسکے ابرو کا اشارا چاہیے

عدو کی آزمایش جب ہماری امتحان تک ہے
تو لازم ہے کہ دیکھو صبر اُنمین بھی کہانتک ہے

لگائی آگ عالم مین ترے سوزِ جدائی نے
ہماری آہ کا شعلہ زمین سے آسمان تک ہے

کسی دن تم لڑاؤ آنکھ صحرا مین غزالون سے
ہمین بھی دیکھنا ہی دیدۂ آہو کہان تک ہے

رہائی ہو تو نکلے کچھ چمن مین حوصلہ دل کا
ابھی تک قوتِ پرواز شاخِ آشیان تک ہے

عبث اے منعمو نام و نشان پر جان دیتے ہو
زرا دیکھو نشان والون کی قبرونکا نشان تک ہے

نقاب اسنے جو اپنے چہرۂ روشن سے اُٹھی ہی
نمایان نور کا عالم زمین سے آسمان تک ہے

عدو کی تاب کیا ہو گرمِ پیکارِ سخن ہمسے
زبان سوزِ فسانہ گو ہماری داستان تک ہے

خزانِ زندگی ہے تفرقہ اہلِ محبت کا
مزا دنیا مین جینے کا بہارِ دوستان تک ہے

نہین کم راہ پیمائی مین ہون اے واعظو تمسے
تمہاری دوڑ مسجد تک مری مغ کی دکان تک ہے

قدم رکھا ہے اِس صحرا مین میری یوسفِ دلنے
کہ جس مین گردِ راہِ شوق گردِ کاروان تک ہے

غمِ الفت کے افشا سے ہی رسوائی سی رسوائی
عدو کا دوست بیتابی سے میرا رازدان تک ہے

جہان اندر جہان ہی اے اثر ترکیب عالم کی
کسیکو کچھ نہین معلوم کب سے ہی کہان تک ہے

مر گئے ہین صدمۂ برقِ رخِ پر نور سے
اے صنم بنوا ہماری قبر سنگِ طور سے

اے کلیم اللہ اُس بت کی رخِ پر نور سے
اپنے داغِ دل ہوے روشن چراغِ طور سے

اِس سے پروانہ جلے اُس سے جلے انسان کا دل
شمع کو نسبت نہین تیرے رخِ پر نور سے

مستیِ فصلِ بہاری کے اثر سے ہو گئے
سبحۂ زاہد کے دانے دانۂ انگور سے

دشت مین سائے کو ترسا تیرا وحشی او پری
مثل مجنون بھاگتے ہین بیدِ مجنون دور سے

کسکے دل مین ناصحا عشقِ حسین ہوتا نہین
دل کو بہلاتا ہی زاہد بھی خیال سے

برق سے کچھ کم نہین حدت مین ای سفاک آج
تو نے کیا شمشیر کی ہی تیز سنگ طور سے

کسقدر یا رب ہوا ہی یادہ گوئی کو رواج
ہین انا الحق کہنے والے سیکڑون منصور سے

بُعد سے پسپا نہین ہوتے کرم ہین اہلِ دل
راہ ملتی ہے مسافر کو چراغِ دور سے

کیا فروغِ ظاہری سے فائدہ باطن کو ہو
گور کی ظلمت نہین جاتی چراغِ گور سے

عشق کا آزار ہوتا ہے سراسر جان گسل
ہاتھ اُٹھایا اے اثر ہمنے دلِ رنجور سے

شراب خونِ جگر ہی ہمکو شراب ہم لیکے کیا کرینگے
گزک کی جا ہی دلِ برشتہ کباب ہم لیکے کیا کرینگے

ہزار پردے مین تم چھپاؤ یہ حسن چھپتا نہین مریجان
تمہارے عارض یہ کہہ رہے ہین نقاب ہم لیکے کیا کرینگے

ہمارے نقدِ دل و جگر کو حساب کے بعد پھیر دینگے
حساب لینی کا اُنسے حاصل حساب ہم لیکے کیا کرینگے

ہمین جو بھیجا ہی تمنے مصحف تو یار حرف آشنا نہین ہم
دکھاؤ اپنا رخِ کتابی کتاب ہم لیکے کیا کرینگے

تمہین مبارک ہو شیخ صاحب بڑھاپی مین یون جوان بننا
ہمارے چہرے پہ جھریان ہین خضاب ہم لیکے کیا کرینگے

ازل مین موقع جو ہمکو ملتا تو اپنی خالق سی عرض کرتی
کہ حسرتون کا ہی یہ زمانہ شباب ہم لیکے کیا کرینگے

جو لے چکے ہین ہماری دلکو تو آپ اسکو خوشی سی رکھی
ہمارے کیا کام آئیگا یہ جناب ہم لیکے کیا کرینگے

جب ابتدا ہی سی شوقِ دیدِ جمال اتنا ہی تجکو ای دل
خدا سے نادان کہا نہ پھر کیون حجاب ہم لیکے کیا کرینگے

دلِ پر آشوب وقتِ قسمت ہمین یہ کہنا تھا تیری نسبت
ملے تو اچھا ملی آہی خراب ہم لیکے کیا کرینگے

بتون کی الفت سے باز آئین مگر جو دل ہاے عاشقان واعظ
جو منع کرتا ہی دل نہ دینگے بتون کو ناصح مگر خدا را
نہین کچھ امید زیست باقی رہی ہی بات اک بہی کی

عذاب مین جان پڑ گئی ہی ثواب ہم لیکی کیا کرینگے
بتا دے تو ہی کہ اسطرح کا عذاب ہم لیکی کیا کرینگے
جواب قاصد جو لائیگا بہی جواب ہم لیکی کیا کرینگے

خدا کی بخشی ہوئی ہی وقعت اثر نہین کوئی ایسی نعمت
ملی ہی جب عزت سیادت خطاب ہم لیکی کیا کرینگے

منظور ہو جو سیر تمہین لالہ زار کی
زلفین جو سونگھہ لی ہین مرے گلعذار کی
ایسی نہو تی شکل مرے جسم زار کی
تکتے ہین کب سے راہ ہم اُس شہسوار کی
مہندی ہی شعلہ رنگ جو دست نگار کی
نکہت ہی ہر دماغ مین گیسوے یار کی
گردش فسان سے کم نہین چشمان یار کی
دل مین جو ہے ہوا کسی گلگون سوار کی
تعریف ہر زبان پہ ہے دندان یار کی
ہی طبع کیف خیز نسیم بہار کی
ہی حرف چین کو تاب کہان میرے وار کی

دیکھو بہار میرے دل داغدار کی
ہے سانس مشک بیز نسیم بہار کی
لیتے خبر جو آپ دل بیقرار کی
مٹی نہو خراب ہمارے غبار کی
سوز حسد سے جلتی ہین شاخین چنار کی
عالم سے قدر اُٹھہ گئی مشک تتار کی
تیزی نگاہ مین ہی سروہی کی دہار کی
اُکھڑی ہوئی ہے سانس نسیم بہار کی
ہے آب آب آب در شاہوار کی
مستانہ جنبشین ہین ہر اک شاخسار کی
برش زبان خامہ مین ہی ذوالفقار کی

تکتا ہون راہ روزنِ مدفن سے یار کی
عادت گئی نہ بعدِ فنا انتظار کی

اشبہ ہین جسمِ مار سے زلفین جو یار کی
شانے نے شکل پائی ہے دندانِ مار کی

خودداریان دکھاتے ہین اہلِ وقار کی
جنکو کبھی ہوا نہ لگی ننگ و عار کی

عزت نگاہِ عشق مین کیا مالدار کی
ہے کنکری عقیق بتون کے دیار کی

جسدم جھڑی لگی مژۂ اشکبار کی
اے گل ہوا ہے آبرو ابرِ بہار کی

جینے پہ اختیار نہ مرنے پہ اختیار
اپنی تو کوئی بات نہین اختیار کی

ہان بھی ہزار بار نہین بھی ہزار بار
کچھ بھی تمھاری بات نہین اعتبار کی

ہون شیر دل مزاج بھی پایا ہی شیر کا
آتی ہے مجکو راس ہوا کوہسار کی

کیونکر کرین نہ آہوِ مضمون کو صید ہم
ہوتی ہے دل مین شیر کے رغبت شکار کی

اے بلبلِ اسیر تجھے کچھ خبر بھی ہے
ہے دھوم آمد آمدِ فصلِ بہار کی

مستانہ جھوم جھوم کے کیون آتی ہی گھٹا
ساقی ہے اِسمین روح کسی میگسار کی

کیونکر نہ مہر و ماہ کرین توتیاے چشم
ہے خاک اے سوار ترے خاکسار کی

ہر دن ہمین دکھاتا ہے صدمے نئے نئے
جز موت حد نہین ستمِ روزگار کی

چھائی ہے میکدے پہ گھٹا پیجئے شراب
ہے یہ دلیل رحمتِ پروردگار کی

مین مر گیا جو مصحفِ رخسار چوم کر
قرآن کی لوح لوح ہے میرے مزار کی

کیونکر پئین نہ ساغرِ مے ہم علے الحساب
زاہد نہین کہ فکر ہو روزِ شمار کی

خلقِ خدا پہ رحم کر اے بانیِ ستم
آہین ہین دلخراش ہر اک دلفگار کی

کچھ رحمتِ خدا کا بیان میکدے مین کر
واعظ تجھے قسم ترے پروردگار کی

زاہد نہین نمود ہے بادل کی بے سبب
پہنچی دعا فلک پہ کسی بادہ خوار کی

اے دل غمِ جہان کو نہین صورتِ قرار
تھوڑی سی ہے عمر زندگیِ مستعار کی

بے فیض ہے ہمیشہ سے ایدل نہالِ عشق
اُمید اُس سے کیا ثمرِ خوشگوار کی

آنکھون سے تیری آنکھ برابر نہ کرسکی
نرگس کی آنکھ آنکھ ہوئی شرمسار کی

جنّت مین زیرِ سایۂ طوبیٰ کہان وہ چین
حسرت ہے دلکو سایۂ دیوارِ یار کی

او بانیِ ستم دلِ نازک کو تو نہ توڑ
یہ بیکسی مین آس ہے اُمیدوار کی

خالِ سیاہ عارضِ گردون پہ ماہ ہو
صورت جو دیکھ لے مری شبہائے تار کی

ملجائیگا فلک بھی مری طرح خاک مین
آندھی اُٹھی اگر مرے مشتِ غبار کی

چھوٹا چمن قفس مین پڑی آشیان جلا
بلبل کے کیا خلاف ہوا تھی بہار کی

کھلا رہے ہین قید مین مدت سے ای جنون
تلوون کو آرزو ہے بیابان کے خار کی

ساغر ہمارے سامنے مے سے بھرا رہے
ساقی عذابِ جان ہے صعوبت خمار کی

چادر ہمارے جسم پہ ہے آبِ چشم کی
آئی پسند وضع ہمین آبشار کی

محتاجیان ہین زیست کی باہر شمار سے
انسان کو بعد مرگ بہی حاجت ہی چار کی

جبسے کہ ہمکنار کیا اُسنے غیر کو
ہر دم ہمارے دل مین ہی حالت فشار کی

کچہ قید جزو و کل کی نہین کائنات مین
ہر ذرّے سے ہے شان عیان کردگار کی

گنج قفس سے پر بہی نہ باہر ہوئے اثرؔ
دل مین ہمارے رہگئی حسرت بہار کی

زاہد کی طرح زہد پہ تکیا نہین رکہتے
ہم رند خدا چہوڑ سہارا نہین رکہتے

آزاد غمِ دولتِ دنیا نہین رکہتے
قارون کے خزانے کی بہی پروا نہین رکہتے

عزت کی ہوس زر کی تمنا نہین رکہتے
ہم دل مین کوئی حسرت دنیا نہین رکہتے

دل گنج قناعت کی بدولت ہی تونگر
پروا کرین کس چیز کی ہم کیا نہین رکہتے

سو کوہ اگر لعلِ بدخشان سے بہرے ہون
آگے مِرے اِک کاہ کا رتبا نہین رکہتے

جو طالبِ دنیائے دنی ہین کہو اُنسے
دنیا کی طلب طالبِ مولیٰ نہین رکہتے

دارین مین اے نائب سلطانِ دو عالم
ہم تیرے سوا کوئی وسیلا نہین رکہتے

کیا نذر کرین دل کے سوا اے شہ خوبان
عاشق ترے قارون کا خزانا نہین رکہتے

راضی برضا ہین ترے آزادِ محبت
جینے کی ہوس موت کی پروا نہین رکہتے

دل مین ہے جو پوشیدہ اثرؔ عشق کی دولت

ہم اِسکے سوا اور دفینا نہین رکھتے

مجھسے نہ کہو عشق عدو کا نہین رکھتے	کیا مجھکو غرض رکھتے ہو تم یا نہین رکھتے
قسمت سے گلا بخت سے شکوا نہین رکھتے	صد شکر کہ ہم شیوۂ اعدا نہین رکھتے
جب چاہین مجھے قتل کرین آپ خوشی سے	جینے کی ہوس عاشقِ شیدا نہین رکھتے
تمسے مرضِ عشق نہ جائیگا طبیبو	اِس دکھ کی دوا حضرتِ عیسیٰ نہین رکھتے
جو داغ دئے ہین تری فرقت مین جنون نے	اے غیرتِ گل لالۂ صحرا نہین رکھتے
سر پھوڑنے دو چارہ گرو ہاتھ نہ روکو	بیکار کسی شخص کو بٹھلا نہین رکھتے
بیخوف نہ کیون عرصۂ محشر مین وہ آئین	واقف ہین کہ ہم خون کا دعوےٰ نہین رکھتے
دل دیجیے سر پھوڑ کے مرجائیے لیکن	یہ کام ہین ایسے کہ نتیجا نہین رکھتے
اغیار سے کیون رنج کرین تیرے ستم کا	ہم ظلم کسی پر بھی گوارا نہین رکھتے
منکر ہین ترے حسنِ دل افروز سے محروم	کیا دیکھین تجھے دیدۂ بینا نہین رکھتے
لب اُنکے ہین جان بخش نہین اِسمین سخن کچھ	پر میرے لئے حکمِ مسیحا نہین رکھتے
جلاد کے ہاتھون مرے پرزے تو اڑینگے	افسوس کہ وہ قصدِ تماشا نہین رکھتے
دل چیر کے خون پنجۂ قاتل مین لگائین	اتنا تو کلیجا مرے اعدا نہین رکھتے
شکوونسے دل انکا تو بھرا رہتا ہے ہمدم	باتونسے دکھاتے ہین کہ گویا نہین رکھتے

افسردہ مزاجی نے بنایا ہمین بیکار
وہ دل نہین رکھتے وہ کلیجا نہین رکھتے

پہنچی ہے کہان اُنکی عداوت کی ترقی
وہ میری محبت بھی گوارا نہین رکھتے

آنسو ہین کہ جاری ہین اثر دین ترے
رونے کے سوا تم کوئی دھندا نہین رکھتے

خامہ شرح آہِ آتشبار سے
کم نہین منقارِ موسیقار سے

حسرتِ دیدِ رخِ دلدار سے
ہوگئے ہم نرگسِ بیمار سے

ابر آئے جھومتے کہسار سے
کون جائے خانۂ خمار سے

کام کیا تھا ہمکو کوئے یار سے
جا پڑے اے دل ترے اصرار سے

دینِ گریبان تو یون رکتے نہین
سی دے اے غم آنسوؤنکی تار سے

جوششِ حیرت سے کوئے یار مین
ہوگئے ہم نقش بر دیوار سے

سبزۂ نوخیز کا تختہ بنا
آئنہ عکسِ خطِ رخسار سے

بھر دیے ہین گوشِ گلہائے چمن
تو نے بلبل نالہائے زار سے

تلخ باتین کین ہمین بیدرد نے
زہر ٹپکا لعلِ شکربار سے

بنکے عنقا ہجر کی شب اُڑ گئی
نیند میرے دیدۂ بیدار سے

کانپتا ہے بیدِ مجنون کی طرح
قیس میرے وادیِ پرخار سے

ذرہ ذرہ غیرتِ خورشید ہے — کس نے جھانکا روزنِ دیوار سے

دشت مین ہر شب سنا کرتے ہین ہم — قصۂ مجنون زبانِ خار سے

تیرا بیمارِ محبت نزع مین — سر کو ٹکرایا کیا دیوار سے

اے بتِ نازک تری پتلی کمر — ہے مشابہ میرے جسمِ زار سے

ہون وہ بلبل ہڈیان میری جو کہائے — نغمہ نکلے زاغ کی منقار سے

غم مین تنہائی سے ہے راحت اے اثر
کیون نہ بہاگون صحبتِ غمخوار سے

دل اُنسے بڑہکے ضدی اور وہ ضدی سوا دلسے — ہماری جان کو ہی سامنا مشکل سی مشکل سے

نظر آتی ہے لیلےٰ منہ نکالے اپنے محمل سے — مگر پردہ ہی چشمِ قیس پر بیتابیِ دلسے

نکلنا کیون نہ مشکل ہو الم کے چاہِ بابل سے — غضب دل کا اُلجھنا ہی کسی زہرہ شمائل سے

عجب آشفتہ خاطر قیس ہی بیتابیِ دلسے — کبھی لیلےٰ سے ملتا ہی کبھی لیلےٰ کی محمل سے

کہان اہلِ فضیلت ہین سنین میری سخن سنجی — مرے اشعار دیتی ہین خبر علمی مسائل سے

سمجھ مین کچھ نہین آتا کہ اِک وقتِ معین تک — تعلق روح کو رہتا ہی کیونکر قالبِ گل سے

بدیہی ہی وجودِ خالقِ ارض و سما ایدل — نہین حاجت کری ثابت کوئی علمی دلائل سے

کوئی جز داورِ دانا نہین اسرار سے واقف — معمائے جہان حل ہو نہ عالم سے نہ جاہل سے

زہے اے باغبانِ گلشنِ قدرت ترے صدقے ۔ نکلتے ہین ہزارون رنگ کے گل ایک ہی گل سے

نظر بازون کو سیرِ گلشنِ ایجاد لازم ہے ۔ تماشا ہے بنے ہین بلبل و گل ایک ہی گل سے

ہین ناقص ہون مگر روح القدس ہو کر عقیدت نے ۔ ملایا مجکو روحِ میر سے اُستاد کامل سے

یہی آئینِ عالم ہی کہ حق حقدار پاتا ہے ۔ نپائے مدعی دادِ سخن دعوائے باطل سے

ترے روے منور سے قمر اے یار رکھتا ہی ۔ وہی نسبت جو ناقص کو ہوا کرتی ہی کامل سے

کمالِ حسن پر خوبانِ عالم لاف زن کیون ہین ۔ زوالِ حسن کی صورت تو پوچھین ماہِ کامل سے

کہین ملجائے تیری دید کی بہیک اے شہِ خوبان ۔ درِ دولت سرا پر ہم کھڑے رہتے ہین سائل سے

سُنائین ہم جو اپنے نالۂ دلدوز گلشن مین ۔ لہو ٹپکے عوض نغمے کے منقارِ عنادل سے

جہان مین قدر ہے معشوق کی عشاق کے دم سے ۔ ملا ہے گل کو رنگِ برتری عشقِ عنادل سے

عجب انداز سے پہیری چہری قاتل نے گردن پر ۔ جزاک اللہ کی نکلی صدا حلقومِ بسمل سے

تو اے بحرِ ملاحت کسطرح ہمسے کنارے ہو ۔ کبھی دریا نکل سکتا نہین آغوشِ ساحل سے

یہی ہی وقت اے خضرِ طریقت دستگیری کا ۔ قدم آگے نہین اُٹھتا پڑا ہون دورِ منزل سے

سرِ تسلیم میرا جب جھکا شوقِ شہادت مین ۔ صدائے مرحبا نکلی زبانِ تیغِ قاتل سے

عدو کی گرمیِ صحبت سے بھڑکی آگ جب دل مین ۔ اُٹھے ہم شکلِ دودِ شمع اُس مہرو کی محفل سے

وہ مجنون ہون کہ بچپن مین جنون نے اپنے ہاتھون سے ۔ مری خاطر بنایا تھا کھلونا قیس کی گل سے

جو تو کہتا ہے اے مجنون وہی کہتی ہین زنجیرین
انا لیلی کی آتی ہے صدا شورِ سلاسل سے

دیا کرتے ہین عاشق جانِ شیرین شوقِ بوسہ مین
لبِ شیرین تمہارے کم نہین زہرِ ہلاہل سے

مری تقدیر مین کیونکر نہو تنویر کا عالم
زبان اپنی بنی ہے شمعِ محفل سوزشِ دل سے

شبِ مہتاب ہجران زلفِ جانان کی برابر ہے
مہِ کامل نہین کچھ کم رخِ پرنور کے تل سے

مری فریادِ دل نے کر دیا بے حس حسینون کو
بتون کے گوش کر کیونکر نہون شورِ جلاجل سے

شبِ تاریک و بیمِ موج و گردابی چنین حائل
وہی جانے جو ایسے وقت مین ہو دورِ ساحل سے

ہمیشہ خاکساری سے مری پسپا رہا دشمن
برنگِ سایہ مین آگے رہا اپنے مقابل سے

حسین بھی گردشِ افلاک سے پاتی نہین حسنت ابد
ہمیشہ کام رکھتا ہی قمر قطعِ منازل سے

فرشتون کو پھنسایا حسنِ آدم زاد نے کیا ہی
نکل سکتے نہین تا روزِ محشر چاہِ بابل سے

نہ اپنے منہ لگا جب چشمۂ حیوان کا بھی پانی
بجھائی پیاس ہمنے خضر آبِ تیغِ قاتل سے

سنائیگی تمہین رو رو کے سوزِ غم کا افسانہ
کوئی شب پوچھنا احوال میرا شمعِ محفل سے

خدا کو چھوڑ کر تم دشمنِ ایمان سے ملتا ہون
بتو چلتا نہین کچھ بس مرا ناچار ہون دل سے

دکھاؤن جذبۂ دل کی اگر تاثیر اے مجنون
نکل آئے ابھی لیلے تڑپکر اپنے محمل سے

عدم مین چین تھا آئے جہان مین غم اٹھانیکو
خدا جانے سمجھکر کیا اٹھے آرام منزل سے

زبانِ شمع کیا بتلائے لذت جانگدازی کی
مزا سوزِ محبت کا کوئی پوچھے مرے دل سے

نہین فریاد شیوہ دردمندانِ محبت کا
صدا پیدا نہین ہوتی شکستِ شیشۂ دل سے

مسخر کرتے ہین پریون کو منعم زورِ دولت سے
عمل مین تیز تر نقشِ درم ہی نقشِ عامل سے

سپر دیوانگی اپنی ہوئی شوقِ شہادت مین
سلامت دشت مین پہنچے نکلکر کوی قاتل سے

دمِ آخر تم آئے دیکھنے بیمارِ ہجران کو
تمہارا نام سُنکر اُسنے کھولی آنکھہ مشکل سے

جدا انداز ہوتا ہے مری جان دلسی ملنے کا
بہت تم مجھسے ملتے ہو مگر ملتے نہین دل سے

خدا کے گھر مین تجکو اے صنم ہمنے جگہ دی ہے
کہان جاتا ہے او کافر نکلکر خانۂ دل سے

کھلے ہین پھول داغ غم کے آہین سرو بہرتا ہون
ہوا کیا ٹھنڈی ٹھنڈی آرہی ہی گلشنِ دل سے

دلِ پرداغ پر کیون داغ تازہ روز کھاتے ہو
اثر کچہ فائدہ حاصل نہین تحصیل حاصل سے

طاقتِ ضبطِ فغان اب نہین صیاد مجھے
دم گھٹا جاتا ہی دے رخصتِ فریاد مجھے

ہوسِ سیرِ گلستان ہوی صیاد مجھے
فصلِ گل آئی ہے کر قید سی آزاد مجھے

کر چکی جب مری پرواز کی طاقت برباد
تب کیا قید سے صیاد نے آزاد مجھے

راہ عجلت کو نہ دے کام نکر بے سوچے
لئے جاتا ہے کہان او دلِ ناشاد مجھے

لیگئے مجھسے نہ سبقت کبھی قیس و فرہاد
مکتبِ عشق مین جتنے رہے استاد مجھے

نالہ کرتا ہی تقاضائے جفائے تازہ
اِس سے مرکو نہین شکوۂ بیداد مجھے

کوئے جانان سے نہ لیجائے جنون صحرا کو
بیڑیان پانو مین درکار ہین حداد مجھے

داورِ حشر سے کیا دادِ جفا کی امید
اے ستمگر نہین جب عادتِ فریاد مجھے

خون بہا لیتا ہون جب جوشِ جنون ہوتا ہے
خارِ صحرا ہے اثر نشترِ فصاد مجھے

حسن کی جنس خریدار لئے پھرتی ہے
ساتھ بازار کا بازار لئے پھرتی ہے

دربدر حسرتِ دلدار لئے پھرتی ہے
سر ہر کوچہ و بازار لئے پھرتی ہے

عدم آباد مین آنے کا سبب ہی ظاہر
جستجوے کمر یار لئے پھرتی ہے

دلِ سوزان سے نہین کوئی نشانِ ظلمت
مشعلِ آہ شبِ تار لئے پھرتی ہے

آتے ہی فصلِ خزان بلبلِ شیدا بھکی
ہر طرف گل کی جگہ خار لئے پھرتی ہے

دیر و مسجد مین تمنائے زیارت کسکی
تمکو اے کافر و دیندار لئے پھرتی ہے

دشت مین قیس کو کیا آئے نظر جب لیلےٰ
ساتھ ہین گرد کی دیوار لئے پھرتی ہے

دورِ ساغر مین نہین کف سرِ بادہ ساقی
دختِ رز شیخ کی دستار لئے پھرتی ہے

خونِ فرہاد سے بیچین ہے روحِ شیرین
بیستون سے بھی گران بار لئے پھرتی ہے

گل سے کیون کہہ نہین دیتی ہی پیامِ بلبل
اپنے سر بادِ صبا بار لئے پھرتی ہے

مانتا ہی نہین لیلےٰ کی کرے کیا لیلےٰ
ساتھ مین قیس کو ناچار لئے پھرتی ہے

صدمہ پہنچا کسی گل کو کہ چمن مین بلبل
خون مین ڈوبی ہوئی منقار لئے پھرتی ہے

کشتۂ ناز کی تربت نہ ملیگی بلبل
پھول منقار مین بیکار لئے پھرتی ہے

طائرِ دل کو ہوائے خمِ زلفِ صیاد
صورتِ مرغِ گرفتار لئے پھرتی ہے

جنبشِ پا سے ہے گلیون مین قیامت برپا
ساتہ محشر تری رفتار لئے پھرتی ہے

کوہکن خود تو سبکدوش ہوا پر شیرین
سر پہ الزام کے کہسار لئے پھرتی ہے

دشتِ غربت مین نہین پھرتا ہون خود آرام
گردشِ چرخ ستمگار لئے پھرتی ہے

ساتہ دنیا کا نہین طالبِ دنیا دیتے
اپنے کتون کو یہ مردار لئے پھرتی ہے

حسرتِ دیدا اثر حضرتِ آتش کی طرح
پیشِ روزن پسِ دیوار لئے پھرتی ہے

جب تیرے تصور سے ہوتی ہی ہم آغوشی
پھرون ہین رہتی ہی بیہوشی سی بیہوشی

یہ راز کھلا ہمپر ہنگامِ قدح نوشی
مدہوشی ہے ہشیاری ہشیاری ہی مدہوشی

سر دیکے ہوئی ہمکو مدفن سے ہم آغوشی
سفاک مبارک ہو تجہکو بھی سبکدوشی

کس فکر مین ہی زاہد کر خوب قدح نوشی
کہتے ہین جسے جنت ہی غم کی فراموشی

ہم تیرا کرم کیونکر اے پیرِ مغان بہولین
شیوہ ہے کمینون کا احسان کی فراموشی

شرمندۂ عصیان ہو محشر مین ترا بندہ
ستار تو ہے یارب کر میری خطاپوشی

در پردہ ہی ماتم مین غم اسکو بتون کا ہی
بیوجہ نہین زاہد کعبے کی سیہ پوشی

صورت نے تری سبکو تصویر بنا ڈالا
ہے محفلِ خوبان مین تبخانے کی خاموشی

دشمن سے گلے ملتا وہ شوخ نظر آیا
اے مرگ کہان ہی تو کر ہمسے ہم آغوشی

یہ راز نہین کھلتا کیون دی چمن آرا نے
نرگس تجھے حیرانی سوسن تجھے خاموشی

مشاطہ ہی کیا غش تہی آرایش جانان پہ
آئینے کو تہا سکتہ خود اسکو تہی بیہوشی

اے یادِ جوانی تو سرمایۂ رحمت ہی
پیری مین بڑی رحمت ہی تیری فراموشی

مانندِ صبا سر سے کوچے مین ترے پہرتا
اے رشکِ چمن گل کو ہوتی جو سبکدوشی

پردہ نہین زیبندہ مشتاقِ تماشا سے
اس جلوہ نمائی پر اے یار یہ روپوشی

کیا کیا غمِ ساقی مین پیتے ہین لہو اپنا
ہم رندون کی مے نوشی زاہد ہے بلانوشی

ہستی کی فراموشی آرام کی صورت ہے
جنت مین کہان زاہد ہستی کی فراموشی

بالینِ اثر پردہ آئے بھی تو کب آئے
جب نزع مین طاری تہی بیچارے پہ بیہوشی

دو چار دن بہار کا عالم دکھا گئے
گل اے نسیم باغ مین کیا آئے کیا گئے

گل اور عندلیب مین جھگڑا لگا گئے
وہ سیرِ باغ مین یہ نیا گل کھلا گئے

کعبہ گئے مدینہ گئے کربلا گئے
جب ہم نہ تھے پسند کہین کے تو کیا گئے

تھی دید فی بہار ہمارے غبار کی
آنکی گلی مین ہم سرِ دوشِ صبا گئے

بانگِ جرس نہ غلغلۂ کوسِ صبحدم
جو قافلے عدم کو گئے بے صدا گئے

مدت پہ دل مین آیا تھا اللہ کا خیال
کس وقت اے بتو مجھے تم یاد آ گئے

دم بھر بھی بے جرس نہ رہا کاروانِ عمر
نالے ہمارے ساتھ بجائے درا گئے

منہ لیکے غیر رہ گیا دورِ اخیر مین
جو کچھ رہی سہی تھی اُسے ہم چڑھا گئے

کیا تمکو اے کلیم بتاؤن کہ کیا بنی
وہ بے نقاب سامنے میری جو آ گئے

بزمِ عدو مین آکے وہ بیٹھے عدو کے پاس
چلنے کو جب ہوئے تو اُسے گھر بلا گئے

قسمین نہ کھائیے مجھے کوئی گلہ نہین
شب کو عدو کے گھر نہ گئے آپ یا گئے

ضد کی ہے اور بات وگرنہ پئے جفا
اغیار کیا برے تھے کہ ہم اُنکو بھا گئے

مرتے ہین خضر سبزۂ رخسارِ یار پر
سُن لینا ایک روز کہ وہ زہر کھا گئے

اہلِ جہان کو دیدۂ عبرت سے دیکھئے
تھی جنسے چشمِ لطف وہ آنکھین چرا گئے

اے آسمان نہ جان کہ مدفون ہوئے ہین ہم
تیرے ستم کے ڈر سے زمین مین سما گئے

بیباک تم ہو ایسے تو محشر مین اے بتو
کیا جانے کیا کرو گے جو پیشِ خدا گئے

ناحق کی ہمسے پرسشِ ایمان ہے اے خدا
تو پوچھ اُنسے جو ہین کافر بنا گئے

جب کہہ چکے تو سادگیِ طبع سے اثر

اُنکی گلی مین ڈہونڈہنے دل بار ہا گئے

جفائین ہوتی ہین گہٹتا ہی دم ایسا ہی ہوتا ہے
مگر ہمپر جو ہے تیرا ستم ایسا ہی ہوتا ہے

عدو کے آتے ہی رونق سدہاری تیری محفل کی
معاذ اللہ انسان کا قدم ایسا ہی ہوتا ہے

رکاوٹ ہی خلش ہی چہیڑ ہی ایذا پہ ایذا ہے
ستم اہلِ وفا پر دمبدم ایسا ہی ہوتا ہے

حسینون کی جفائین بہی تلون سی نہین خالی
ستم کے بعد کرتے ہین کرم ایسا ہی ہوتا ہے

دلِ مہجور آخر اتہا ہے ہر نحوست کی
کبہی سعدین ہوتے ہین بہم ایسا ہی ہوتا ہے

نہ کر شکوہ ہماری بے سبب کی بدگمانی کا
محبت مین ترے سر کی قسم ایسا ہی ہوتا ہے

نہو دردِ جدائی سے جو واقف اُسکو کیا کہیئے
ہمین وہ دیکہکر کہتے ہین غم ایسا ہی ہوتا ہے

بتون کے ملنے جلنے پر نجانا اے دلِ ناداں
بڑہا کر ربط کردیتے ہین کم ایسا ہی ہوتا ہے

ہمین بزمِ عدو مین وہ بلاتے ہین تمنا ہے
کرم ایسا ہی ہوتا ہی ستم ایسا ہی ہوتا ہے

جگہ دی مجہکو کعبے مین خدائے پاک نے زاہد
تو کہتا تہا کہ مقبولِ حرم ایسا ہی ہوتا ہے

ہوا کرتا ہے سب کچہ اے اثر اُسکی خدائی مین
کرین دعوے خدائی کا صنم ایسا ہی ہوتا ہے

بے ترے اے گل چمن مین کیا بہارِ نغمہ ہے
گوشِ دل سے کاوشونپر خارِ خارِ نغمہ ہے

کم نہین فصلِ بہاری سے بہارِ نغمہ ہے
تازگی بخشِ دلِ مردہ عذارِ نغمہ ہے

مطربانِ خوش نوا ہین سازگارِ اہلِ شوق
منزلِ مقصودِ ہمہ حالان دیارِ نغمہ ہے

شرع ہے قانونِ عقلی واعظا برہم نہو
صرف چند اصواتِ موزون پر مدارِ نغمہ ہے

اُسکے آگے کیون نہ عاشق گوش برآواز ہون
ہر سخن کو جسکے حاصل اعتبارِ نغمہ ہے

آشنائی سازِ لذت ہی دلِ اربابِ شوق
طبعِ ناموزونِ زاہد شرمسارِ نغمہ ہے

کچھ لبِ شکرفشان سے ہو چمن مین نغمہ ریز
بلبلِ شیرین زبان امیدوارِ نغمہ ہے

کوئی فصلِ گل مین واعظ کسطرح توبہ کرے
یہ تو وقتِ میکشی ہے روزگارِ نغمہ ہے

موعظت پابندیِ فطرت کو کیا باطل کرے
دل رہینِ جذبۂ بے اختیارِ نغمہ ہے

تیرے دل پر زاہدا ہوتا نہین کچھ بھی اثر
موم کرنا ورنہ پتھر کو بھی کارِ نغمہ ہے

ہی صدائے خوش دلِ محزون کو بیتابی کی شکل
لاکھ پردے مین بھی ظالم بیقرارِ نغمہ ہے

حکمِ مے اسپر بھی کیا قاضی نے جاری کر دیا
شہر مین ہر سمت برپا گیرودارِ نغمہ ہے

مبتلائے آفتِ صیاد کیا بلبل ہوئی
درہم و برہم چمن مین کاروبارِ نغمہ ہے

گوشِ دل سے کوئی پوچھے بیحسابی ہائے لطف
آگے اُس شیرین سخن کے کیا شمارِ نغمہ ہے

ہے گران بزمِ طرب اُس بت کی فرقت مین اثر
کوہ سے سنگین زیادہ مجھکو بارِ نغمہ ہے

اک پل مین ہم شکار ہوے چشمِ یار کے
پنجے مین آئے آہوِ ضیغم شکار کے

آنکھین بنائین یار کے دیدار کے لئے — قربان جائیے کرمِ کردگار کے

کیا دور دور کرتے ہین راحت رسانیان — دستِ کرم دراز ہین پروردگار کے

راہِ عدم مین سب کی سواری ہوا ایک ہی — دنیا سے لوگ جاتے ہین کاندہے پہ چار کے

جانباز کا ہے کام کہ کھیلے قمارِ عشق — دل اُنکا ہمنے جیت لیا جان ہار کے

اے بادشاہِ حسن ترے در کے ہین فقیر — قیصر کے ہم غلام نہ بندے ہین زار کے

لقب شہنشاہ روس

ظرفِ وضو بناتا ہے جامِ شراب بھی — مٹی دہری ہے چاک پہ آگے کمہار کے

بہار رہا ہے دلمین جو اُس زلف کا خیال — تارے شبِ فراق مین چھالے ہین بار کے

تو اپنے شرمسار سے ہوتا ہے شرمسار — یارب نہی نصیب ترے شرمسار کے

سفاک تیری دید کی ہے دل کو آرزو — روزن بنا دے سینے مین اک تیر مار کے

اہلِ عدم کی نیند پہ کیونکر نہ آئے رشک — سوتے ہین کیا ہی چین سے اندر مزار کے

جیسے لپٹ کر سوتے ہین اُس بت کے ساتھ ہم — پنجے مین ہین رقیب عذابِ فشار کے

پھیلی ہوی ہے گیسوئے مشکین کی بو نسیم — یا کھل گئے ہین سیکڑون نافے تتار کے

نکلا ہے آج سیر کو وہ نوبہارِ حسن — مدت پہ دن پھرے چمن روزگار کے

بعد فنا بھی ہے اثرِ دل شکستگی — پتھر ہین چور چور ہمارے مزار کے

منزل سوا قرار نہین اُنکو راہ مین — جو ہین سوار ابلقِ لیل و نہار کے

کیا اس سے مجھ اسیر کو حاصل اگر عبث
موسم گیا خزان کا دن آئے بہار کے

صیاد تجھسے آہوے دلکو مفر نہین
تیرے غزال چشم ہین چیتے شکار کے

اے ماہ میرے داغ جدائی کا کر حساب
تارے ہین آسمان مین دانے شمار کے

تو اپنے برق حسن کے کشتے کی قدر کر
منگوا دے کوہ طور سے پتھر مزار کے

بکھری ہوی ہے زلف جو اس گلعذار کی
جھوکے ہین مشک بیز نسیم بہار کے

انسان مین بھی ہی جن کی طرح آتش غرور
آئے کہان سے خاک مین انداز نار کے

کس شمع رو کے عشق مین جلکر ہوا ہون خاک
پروانے زائرین ہین میرے مزار کے

شاعر کے اختیار مین لطف سخن نہین
حسن قبول ہاتھ ہے پروردگار کے

دنیا کے درد و رنج دوامی نہین اثر
دن ہین قلیل زندگی مستعار کے

نیرنگ دیکھیے چمن روزگار کے
گل کی بو ہوتی ہے پہلو مین خار کے

کچھ اے دہان گور خدا کے لئے بتا
کیا گزری مرنے والون پہ اندر مزار کے

گل زر بکف کھڑے ہین نچھاور کے واسطے
ق ۱
آئے قدم چمن مین عروس بہار کے

طاؤس ناچتے ہین بپا بزم رقص ہے
۲
گاتی ہے عندلیب ترانے بہار کے

قندیل جھاڑ لمپ نہین ہان کچھ اثر
ق
یہ سب کے سب تماشے ہین شبہائے تار کے

مرنے پہ کام آتی ہے ایمان کی روشنی	۲	لیچل تو اِس چراغ کو اندر مزار کے
اگلون کا حال کس سے کہین اور کیا کہین	ق	تب لوگ اور ہی تھے ہمارے دیار کے
تھے دردمند کام بہی کرتے تھے درد کے	۲	ہوتے تھے چارہ ساز ہر اِک دلفگار کے
مسکین و ناتوان کی لیا کرتے تھے خبر	۳	پرسانِ حال ہوتے تھے بے روزگار کے
اہلِ کرم سے ملکِ خدا تہا بسا ہوا	۴	مطلب برار ہوتے تھے اُمیدوار کے
آپس مین تھی شریفون کے رسم برابری	۵	پیدل بہی بیٹھتا تہا برابر سوار کے
دل مین بھری تہی ایسی شجاعت کہ وقتِ رزم	۶	ہوتا تھا ایک شخص مقابل ہزار کے
زر کی ہوس سے پاک تہا ہر آدمی کا دل	۷	کب کوئی پوجتا تہا قدم مالدار کے
حاسد ستم شعار جفا جو نہ تھا کوئی	۸	تھے لوگ آبرو کے حیا کے وقار کے
اپنے جواب آپ تھے اخلاقِ عام مین	۹	گویا کہ خاص بندے تھے پروردگار کے
القصہ انکا ذکر جو کرتا ہون اے اثر	۱۰	کہتی ہے بار بار یہ عبرت پکار کے
غافل ہے کس خیال مین دنیا بدل گئی	۱۱	انداز اب تو اور ہین لیل و نہار کے
مردِ وفا کا نام زمانے سے مٹ گیا	۱۲	اِسوقت مین تو یار بہی دشمن ہین یار کے
ہشیار ہو جہان مین ہین اہلِ غرض بہت	۱۳	قابل نہین ہین اہلِ غرض اعتبار کے
خود دار و دوست ایسون کو کیونکر بنا سکے	۱۴	جو آشنا کبھی نہوے ننگ و عار کے

مردِ فقیر ہوتے ہین ثابت قدم اثرؔ
دنیا کو سر چڑہاتے نہین لات مار کے

تم ہی نہین ہو میر اثرؔ اِس دیار کے
راسخ بہی میر وقت کبہی تہے بہار کے

جب ہون زبانِ خلق پہ چرچے بہار کے
صیاد ہم قفس مین رہین دل کو مار کے

گل کی کہین نمود نہ نغمے ھزار کے
آئی خزان کی فصل گئے دن بہار کے

تا صبح غمِ فراق مین ہم روتے یون لہو
ہوتے جو اپنے دیدہ و دل اختیار کے

کرتا ہون عاشقی مین جسم کوہکن کا کام
کچہ کم نہین پہاڑ سے دن انتظار کے

افلاک کے مزاج سے کینہ نہ جائیگا
یہ سنگدل بنے ہین بتون کے غبار کے

سینے سے آملو کہ نہین طاقتِ فراق
اِسوقت کام آؤ دلِ بیقرار کے

ق

ہوتا ہے پاش پاش کلیجا بیان سے
احوال کیا کہون اثرِ دلفگار کے

اِک دن کا ذکر ہے کہ کہڑا تہا وہ مجہسی دور
اُسکو بلایا نام سے تیرے پکار کے

اے ماہ کچہ نہ پوچہہ جو اُسپر گزر گئی
غش سے گرا زمین پہ اِک آہ مار کے

کیونکر نہین قرار کا پہلو ملے اثرؔ
ہم ہاتہ مین پڑے ہین دلِ بیقرار کے

مختلف اشعار

جنگل جنگل صحرا صحرا مارے پھرتے ہیں	مطلع	آہو وحشی جانکے ہمکو ساتھ ہمارے پھرتے ہیں
بسمل کی تمنا وہ نکلنے نہیں دیتے	مطلع	تھم تھم کے چھری حلق پہ چلنے نہیں دیتے
کیا کیا نہ رنج پیری میں سہتا ہے آدمی	مطلع	اِس سن میں آدمی نہیں رہتا ہے آدمی

رباعی

مومن ہوں نہ کیوں کہوں ثنائے حیدرؑ	کیونکر نکروں مدح و ثنائے حیدرؑ
کیا غم جو عدو مدح سے انکار کرے	حیدرؑ کا ہے مداح خدائے حیدرؑ

ایضًا

خالق کی رضا جان رضائے حیدرؑ	سو جان سے ہو جا تو فدائے حیدرؑ
مومن کو نہیں عشقِ علیؑ سے چارہ	ایمان کی دلالت ہی ولائے حیدرؑ

ایضًا

حیدرؑ کی صفت کیا کوئی انسان لکھے	کیا تاب کوئی دوسرا قرآن لکھے
ممکن نہیں انسان سے مدحِ حیدرؑ	خالق ہی لکھے تو اپنی ہی شان لکھے

قطعہ

حارب جو ہی علیؑ کا وہ حارب نبیؐ کا ہے	حارب نبیؐ کا دشمنِ اللہ پاک ہے

بس حارب علیؑ و نبیؐ و خدا جو ہو | وہ عاقبت خراب جہنم کی خاک ہے

قطعہ

کعبے ہی مین نہین اے شیخ ہزارون بندے | نام اللہ کا ہر آن لیا کرتے ہین
دیر مین پیش بتان ہاتہ مین لیکر سمرن | برہمن شوق سے ہر نام جپا کرتے ہین
دیر تو دیر علی گرتہ مین بہی اہل جدت | لفظ نیچر سے اُسے یاد کیا کرتے ہین

قصیدہ در مولد سیدنا حضرت امیر المومنین علیہ السلام الی یوم القیام

مژدہ باد اشہسوار لافتی پیدا ہوا | راکب دوش جناب مصطفےٰ پیدا ہوا
ہے رجب کی تیرہوین بشاش ہوا اہل دین | ابن عمِ بادشاہ انبیا پیدا ہوا
مسند پیغمبری پائی زہے اوج وحشم | جانشین حضرت خیر الورے پیدا ہوا
فرق اقدس پر ہی زیبا جسکے تاج اِنّما | کشور ملت کا وہ فرمانروا پیدا ہوا
لحمک لحمی ہے جسکی شان مین اے مومنو | وہ جگر بند جناب مصطفےٰ پیدا ہوا
لافتےٰ الّا علی لاسیف الّا ذوالفقار | شان مین جسکی ہے وہ شیر خدا پیدا ہوا
ضیغم دشت فتوت شیر میدان وغا | حیدر لشکر شکن خیبر کشا پیدا ہوا
جب کہی مرحب پہ شاہ انس و جان کی ذوالفقار | عالم بالا مین شور مرحبا پیدا ہوا
دشت مین جسنے بچایا شیر سے سلمانؓ کو | وہ زبردست جناب کبریا پیدا ہوا

شان مین جسکی خدا نے ہل اتی نازل کیا
مومنو وہ آج ممدوحِ خدا پیدا ہوا

مثلِ شاہِ انبیا وہ بادشاہِ اولیا
اولین و آخرین کا پیشوا پیدا ہوا

خرقۂ معراج بخشا حق نے مولا کو مرے
بھرِ ستاری وہ شاہِ دوسرا پیدا ہوا

دینِ حق مین سے دیکھو جلوہ روے علیؑ
مظہرِ ذاتِ جنابِ کبریا پیدا ہوا

پہلے کعبہ بتکدہ تھا ہوگیا بیتِ خدا
جب علیؑ مرتضیٰ سا باخدا پیدا ہوا

مومنو باقی نہین اب خوفِ طوفانِ نفاق
کشتیِ دینِ خدا کا ناخدا پیدا ہوا

ہر نبی کی مشکلون کو جسنے آسان کردیا
آج وہ عقدہ کشا مشکلکشا پیدا ہوا

شکلِ آدم مین ہوا مسجود جو مقصودِ حق
وہ معینِ اولیا و انبیا پیدا ہوا

دشمنِ موسیٰ کو جسنے کردیا اک دم مین غرق
بحرِ وحدت کا وہ دُرِّ بے بہا پیدا ہوا

جسنے یوسف کو ملایا غمزدہ یعقوب سے
مژدہ اے اہلِ حزن وہ غمزدہ پیدا ہوا

خضر و الیاس و عیسیٰ کو ہدایت جسنے کی
وہ رہِ دینِ نبی کا رہنما پیدا ہوا

جتنے ہین بیدست انکا ہی یداللہ دستگیر
اہلِ حاجت کے لیے حاجت روا پیدا ہوا

مرتبے مین منزلت مین بعدِ محبوبِ خدا
کون مولا کی برابر دوسرا پیدا ہوا

ذات مین ہمذاتِ حق ہی وہ شہِ دنیا و دین
نام مین نامِ خدا نامِ خدا پیدا ہوا

رجعتِ خورشید سے عالم پہ روشن ہوگیا
مثلِ پیغمبر علیؑ معجزنما پیدا ہوا

قائلِ قولِ سلونی واقفِ اسرارِ غیب
عالمِ علمِ لدن مصطفےٰ پیدا ہوا

اپنی مشکل کے لئے پڑھ لے اثرؔ نادِ علیؑ
ساری مشکل کا علیؑ مشکلکشا پیدا ہوا

قصیدۂ منقبت

کیون کعبۂ دل مین نہ رکھین تجھسے صنم کو
جلوے نے ترے ایک کیا دیر و حرم کو

ہمنے وہ صنم خانہ بنایا ہے کہ جس مین
ہو دخل نہ زاہد ترے تقوے کے صنم کو

کعبہ ہے یہی دل جو گزرگاہِ خدا ہے
اے شیخ ترا کعبہ نہین چاہیے ہمکو

ہے وحشتِ دل سمجھے ہوے سیرو تماشا
صحراے حدوث اور بیابانِ قدم کو

محتاجِ دلائل نہین اثباتِ الٰہی
اے فلسفی رکھ چھوڑ براہینِ حکم کو

ابطالِ جُزِ لایتجزّےٰ سے جو تو نے
چاہا کرے اثبات ہیولے کے قِدم کو

ثابت ہوئی جسوقت ہیولے کی قدیمی
مذہب مین ہوا دخل تدبّر کے قدم کو

شے کوئی ہیولے نہین اے شکل ہیولے
صورت ملی بدعت سے تری کفر و ظلم کو

ہرچند قوی فعل مین ہے قوّتِ بینش
چاہے تو کرے اُس سے قوی قوّتِ شم کو

پیراہنِ یوسف کی شمیم آئی ہوا پر
کنعان مین اک پیر پُراز درد و الم کو

اضداد و موافق یدِ قدرت مین ہین اُسکے
معدن بنئے یم چاہے جو معدن کرے یم کو

احسن ہے مگر نہج وہی جسپہ ہی عالم | اس نہج مین کچھ دخل نہین لاونعم کو

فطرت کا تقاضا ہے کہ ہو عدل کرم مین | اس عدل نے بے زور کیا دست ستم کو

بخشش ہو تلی اس لئے قسام ازل نے | خالی نہ کیا عدل سے میزان کرم کو

ادنے کے جو اطوار ہین اعلے کے نہین ہین | آتا رم آہو نہین شیران اجم کو

انداز جو ہین داخل طینت نہین جاتے | آہو نہ کبھی ترک کرے عادت رم کو

کر شکر کہ ہے شکر ہی سرمایۂ طاعت | ہے شکر ہی جو دفع کرے کفر و ظلم کو

جبسے کہ کھلی ہستی عالم کی حقیقت | ہم ایک سمجھنے لگے ہستی و عدم کو

اس عالم فانی سے اثر دل نہ لگانا | رونا نہ پڑے تجکو کہین بخت دژم کو

مغرور نہ ہو ثروت دنیاے دنی پر | بازیچۂ اطفال سمجھ جاہ و حشم کو

کیا مال سمجھتے ہین جو ہین صاحب دانش | ملک و زر و اسپ و شتر و طبل و علم کو

نادان ہی منقش جو کرے صفحۂ دل پر | نقش ہوس و رغبت دینار و درم کو

گر عقل ہے کر ملک قناعت کو مسخر | یہ ملک نہ حاصل ہوا شاہان عجم کو

اس راہ طلب مین تو بنا راہبر اپنا | شاہنشہ دین نائب سلطان امم کو

یعنی کہ علیؑ جس مین کریمی ہے خدا کی | امید کرم جس سے ہے ارباب کرم کو

وہ شاہ گدا جسکے سمجھتے ہین مذلت | جاہ و حشم و شوکت اسکندر و جم کو

وہ غازیِ حق تیغ نے جسکی کیا معدوم | ہر دشمنِ دینِ شہِ بطحیٰ و حرم کو
وہ ضیغمِ دین جسنے کیا زیر وغا مین | شیرانِ عرب اور ہزبرانِ عجم کو
اے سرورِ دین شاہِ نجف مالکِ کونین | ہے فخر تری ذات سے بطحیٰ و حرم کو
وہ رہبرِ حق تو ہے کہ اربابِ بصارت | آنکھون سے لگاتے ہین تری خاکِ قدم کو
شاہا تری مدحت نہین انسان سے ممکن | طاقت نہ زبان کو ہے نہ یارا ہی قلم کو
باہر ہین بیان سے ترے اوصافِ گرامی | کوزے مین جگہ دے کوئی کس طرح سے یم کو

فارسی

تا دل به تظلم ندهد اذن زبان را
پیدا نه شود هیچ اثر آه و فغان را
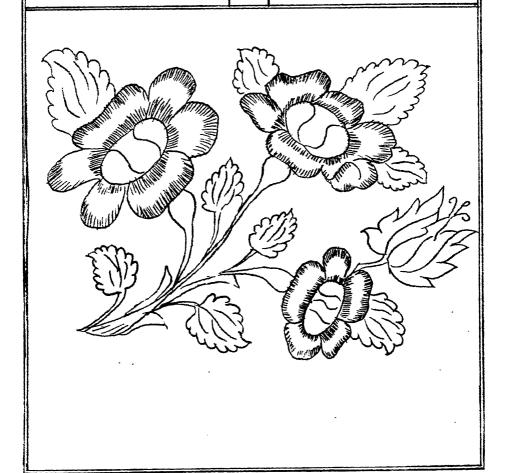
جان نیز دهد عاشق دلداده ولیکن
دردا که وفا نیست حسینانِ جهان را

آسیب رسد از رخِ تابانِ تو بر دل
صد چاک کند جلوهٔ مهتاب کتان را

ایجادِ کمند از خمِ زلفِ تو طرح بست
ابروی تو آموخت کجی تیغ و کمان را

کوهِ غمِ عشقِ تو نهاده به سرِ ما
حامل نتوان شد فلک این بارِ گران را

اے روے ابد رنگ گرفته ز بهارت
در گلشنِ حسنِ تو گذر نیست خزان را

از کیفیتِ خویش بر یار چہ گوئی
در کار بیان نیست اثر حالِ عیان را

چه قدرِ کوهکن و قیس در زمانهٔ تست
فسانهٔ منِ شوریده سر فسانهٔ تست

اثر چه رنگ غزلهاے عاشقانهٔ تست
که عندلیب بگلشن پُر از ترانهٔ تست

اگر خلاص ز کنجِ قفس نے یابی
به صبر کوش که این زور آب و دانهٔ تست

کجا شود که رسد یار من باو گویم
کرم نما و فرود آ که خانه خانهٔ تست

فقیر هستم و محتاجیم نداد حسد | کریم هستی و بی انتها خزانهٔ تست
ز کعبه پایهٔ قصرت بلند می بینم | که سجده گاهِ ملک سنگِ آستانهٔ تست
کجا پناه ز سهمِ تو آن کمان داری | که نسرِ مرغِ فلک آشیان نشانهٔ تست
بهر قدم ز عرق توسنت سمن ریز است | مگر ز موجِ صبا سازِ تازیانهٔ تست
بزاغِ دهر مکن رخ برنگ زاغ و زغن | چو شاخِ سدره سزاوارِ آشیانهٔ تست
هنرشناس کجا مستمع شود واعظ | که عیب گوئی می فعل عامیانهٔ تست
بگیسوی تو که مشاطه دسترس دارد | ازین ستم دلِ صد چاکِ من چو شانهٔ تست
خدا پناه ز دهر زان حیل که تو داری | جهان بلرزه ز ترکیبِ هر بهانهٔ تست

کرم نما که نظیرش نه در جهان بینی
متاب رخ که اثر عاشقِ یگانهٔ تست

برقِ حسنِ تو نه تنها جگر و جانم سوخت | آتشی زد بدل و خرمنِ ایمانم سوخت
شوقِ نظارهٔ حسنت سرِ طورم نکشید | آتشِ جلوهٔ رخسارِ تو آسانم سوخت
خلق آگاه نشد از تپشِ سوزِ دلم | آتشِ عشقِ تو در پرده و پنهانم سوخت
شعله در دلم افگند و جگر کرد کباب | گرمیِ نالهٔ بلبل بگلستانم سوخت
آتشِ عشق تپلن بود چو آتش در سنگ | ماند پوشیده درونِ دل و پنهانم سوخت

داغِ پنہان بدل و نالہ سوزان بہ زبان
سوخت عشق تو گر پا سر و سامانم سوخت

گرم پہلو نہ شد از مہر دل افروز کسے
اے اثر آتش ہجرش بزمستانم سوخت

سجدہ حق ز سر زور و ریا جائز نیست
انچہ تو میکنی زاہد بجدا جائز نیست

چون می و حور بود عاقبت کارِ جہان
درجہان بادہ و معشوق چرا جائز نیست

چون جہان گشت و چرا گشت نباید پرسید
کارِ بیچون ست درین چون و چرا جائز نیست

اللہ اللہ چہ ستم میکنی بر اہلِ وفا
این جفا ہا کہ روا داری بما جائز نیست

اثر از درد کشان است میازار دلش
اے شہِ حسن ستم با فقرا جائز نیست

ہر گلِ عیشِ جہان خار نہانے دارد
ہر بہار است کہ در پردہ خزانے دارد

دہنِ اہلِ سخن ذوقِ بیانے دارد
ورنہ سوفار ہم اندازِ دہانے دارد

حاجت حکم روان نیست کسے را بجہان
کہ در اقلیمِ سخن طبع روانے دارد

سینہ ام وادیِ ایمن شدہ در راہِ طلب
دلم از جلوہ روئے تو نشانے دارد

ضرر و نفع ببازارِ جہان ہمرنگ است
ہر زیان سودی و ہر سودی زیانے دارد

اے شہِ تاجوران چون غمِ گیتی داری
خوشتر است از تو گدا کو غمِ نانے دارد

کے شود تیغِ نگہ کند بخون ریزیِ خلق
ہر زمان گردشِ چشمِ تو فسانے دارد

دین نادیدہ ولے دل ز سر اندو نیاز
از وجودِ کمرِ یار گمانے دارد

حاجتے نیست کہ حالِ دلِ پُرخون گویم
زردیِ رنگ رُخم بین کہ بیانے دارد

اے خوشا میکدہ و خاک روان افزایش
پیرِ صد سالہ دران طبع جوانے دارد

کوہ و صحرا ہمہ معمور ز صیتِ فیضت
ہر گیاہے بہ ثنائے تو زبانے دارد

اثرِ خستہ جگر درپئے آزار مباش
مور را نیز میازار کہ جانے دارد

ہر سحر گہ کہ ز کوئے تو صبا می آید
تا ز جانے بہ تنِ خستۂ ما می آید

شکوۂ غیر برویت نتوانم کردن
شرم از شوخیِ چشمِ تو مرا می آید

رو مکش جامۂ رندان چو دہد بوئے شراب
شیخ از خرقۂ تو بوئے ریا می آید

کرمت اجر بجوید چہ کریمی یارب
کز گنہگار خطا وز تو عطا می آید

کارفرمائیِ شوق است پر از بوالعجبی
بوئے یوسف ز کجا تا بہ کجا می آید

صوفی ار نعرہ زند نیست خلافِ فطرت
آرے خالی چو بود ظرف صدا می آید

کبک و دراج اگر صید نشد رنج مبر
صبر کن صبر کہ در دامِ ہما می آید

از خدا می طلبی حور بہیر اے زاہد
ہیچت از سرکشیِ نفس حیا می آید

مطلعِ نیست ز اغیار جفا کار دلش
که بکوئے تو اثرؔ رو بقفا می آید

در دلم حسرتِ دیدِ تو همان است که بود
همچنان چشم براهت نگران است که بود

تاب زلفِ تو بدان سیرت و شان است که بود
آنچنان بادِ صبا مشک فشان است که بود

دلِ من خاک شد از گردشِ افلاک ولے
آنقدر مهر تو جا کرده بجان است که بود

چمنستانِ دلم رنگِ مرادے نگرفت
اندرین باغ همان جورِ خزان است که بود

در ازل کرد چو بر گلشنِ روئے تو نظر
همچنان دیدۂ نرگس نگران است که بود

گرمیِ شوقِ طلب نیست در عالم ورنہ
شعلۂ طور همان شعله فشان است که بود

اثرِ خسته جگر را بہ ترحم دریاب
حالِ زارش بفراقِ تو همان است که بود

چشمِ ترا که نرگسِ شهلا نوشته اند
نادیده از قیاس غلط ها نوشته اند

از آتشِ فراق جهنم بجانِ ماست
امروزِ من همان است که فردا نوشته اند

این پیچ و تاب ها که بزلفِ دراز تست
فرمانِ عشق در خطِ طغرا نوشته اند

اے نسبتے چہ یار سزاوار دلبری
محبوبِ قیس شد سگِ لیلیٰ نوشته اند

با قنبرت چرا نکند همسری اثرؔ

در قسمتش ولاۓ تو شاہا نوشتہ اند

نازش بہ بین چو روۓ نیازم نظر کند	چشم نیاز جانب روۓ دگر کند
کے یار سوۓ من بعنایت نظر کند	از دیدن من بغیر کرم بیشتر کند
صد عمر اکتفا نکند شرح درد را	گر شکوہ قلم ز جفاۓ تو سر کند
ترسم ز مرگ خویش کہ او بہر فاتحہ	ہمراہ غیر بر سر قبرم گزر کند
شکوہ مبر ز حال بدت پیش آسمان	زین بدسگال ترس کہ بد را بتر کند
دل را بہ شوق زلف کسے رنگ پختگی است	سوداۓ خام نیست کہ از سر بدر کند
گردد ہزار بار فراموش از دلش	نامم ہزار بار اگر او زبر کند
کو قاصدے کہ ہمچو صبا در حریم یار	بے خوف از درشتی دربان گزر کند
کو پیک باخبر کہ ز راہ کرم دمے	او را خبر ز حال من بیخبر کند
آن طالعش کجاست کہ ناصح بکوی تو	فارغ ز غم نشیند و خاکے بسر کند
این زہرہ ہم رقیب ندارد کہ پیش او	ذکر از خرابی من خستہ جگر کند
در بزم غیر را نہ دہد جاۓ در بغل	از یار دور نیست اگر اینقدر کند
از تیر آہ گوشہ نشینان پناہ نیست	باید کہ مدعی ز تواضع سپر کند
وقت است عندلیب زند شیون بہار	وقت است ابر بر سر گل چشم تر کند

داردو دلم چه سوز که شمعِ حریمِ دوست — شب را برنگ من نتواند سحر کند

از جذبِ عشق دور مپندار اے اثر
لیلےٰ اگر بوادیِ مجنون گزر کند

خوش مرا پیرویِ بادہ پرستان آمد — رفتم از مدرسه و کارِ من آسان آمد

هر که شد تاجورِ کشورِ عرفان و یقین — بر درِ شاهِ نجف بندۂ احسان آمد

چشم مالم سرِ پایت که ز فیضِ قدمت — کارم از دست شده باز به سامان آمد

مدعی انچه بصد شوق تمنا می کرد — به غلامان ز نوالِ شهِ مردان آمد

واعظِ شهر برزاقِ جهان تکیه نه کرد — سوئے مسجد بتلاشِ نمک و نان آمد

رخِ هر سنگ تجلائے جمالش دارد — بر سرِ طور چرا موسیِ عمران آمد

از خرابیِ خزان داشت خبر ورنه چرا — سرِ گل اشک فشان ابرِ بهاران آمد

اثر از زلفِ درازش سخنت طول کشید
قصه کوتاه کنی عمر بپایان آمد

مبتلائے عشق باش و شاد باش — وز غمِ هر دو جهان آزاد باش

عاشقان دلدادۂ خوئے تو اند — تا توانی مائلِ بیداد باش

لذتِ بیداد نصیبِ جانِ ماست — حی و قائم اے ستم ایجاد باش

رو متاب از عشق و سر نہ در رہش	عاشقِ جانباز چون فرہاد باش

تا توانی اے **اثر** غافل مشو ۞
از خدائے دو جہان در یاد باش

سرورِ کون و مکان شاہ سلام علیک	قاسمِ نار و جنان شاہ سلام علیک
مالکِ ملک کرم نائب شاہِ امم	بادشہِ انس و جان شاہ سلام علیک
ضیغمِ دینِ خدا حیدرِ خیبر کشا ۞	داغ نہِ سرکشان شاہ سلام علیک
شافعِ روزِ جزا ہادیِ ہر دو سرا	چارۂ بیچارگان شاہ سلام علیک
واقفِ اسرارِ غیب دافعِ ہر شبہ و ریب	عالمِ رازِ نہان شاہ سلام علیک
حیدرِ صفدر لقب سرورِ عالی نسب	فخرِ شہانِ جہان شاہ سلام علیک
دافعِ داغِ الم داروئے ہر درد و غم	مرہمِ خستہ دلان شاہ سلام علیک
مفتیِ دینِ خدا حاکمِ ملکِ رضا	حق ز کلامت عیان شاہ سلام علیک
زینتِ بزمِ نبی فخرِ نبی و ولی	شمعِ شبستانِ جان شاہ سلام علیک
مقصد و مقصودِ ما شاہد و مشہودِ ما	نامِ تو وردِ زبان شاہ سلام علیک
ذاتِ تو در ہر زمان بود چو گنجِ نہان	از تو قدم را نشان شاہ سلام علیک
لحمک لحمی نبیؐ گفت ترا یا علیؑ	ہستی مرا جانِ جان شاہ سلام علیک

صاحبِ منبر توئی مالکِ قنبر توئی — سرورِ هر دو جهان شاه سلام علیک

مظهرِ ذاتِ خدا جلوه دهِ انبیا — فخرِ شهِ مرسلان شاه سلام علیک

خالقِ کون و مکان کرد ثنایت بیان — چون نه شوم مدح خوان شاه سلام علیک

بخش زعشقِ خدا این اثرِ مرده را — زندگیِ جاودان شاه سلام علیک

در بتان جلوهٔ انوارِ خدا می بینم — زاهدا بین زنگاهم که چها می بینم

کیست آن خسروِ خوبی که درش را یارب — مرجعِ شاه و گذرگاهِ گدا می بینم

نیست جز صبر رهِ خاک نشینان ورنه — چرخ را زیرِ زمین وقتِ دعا می بینم

انگاهِ غلط انداز که چشمش دارد — آنچه بر جان شدنی هست دلا می بینم

عجب از پیرِ خرابات که یارب او را — واقفِ رازِ حقیقت زکجا می بینم

روزِ رندانِ خرابات مگر دان زاهد — که چون آئینه دل شان بصفا می بینم

شرفِ سایه فگن بدیارت که اثر — کمتر از بومِ بشهرِ تو هما می بینم

تا کی بشوقِ وصلِ تو شبها گریستن — تنها نشستن و بتمنا گریستن

تو برقِ حسن هستی و ماییم ابرِ عشق — خندیدن از تو آید و از ما گریستن

منعم مکن ز گریه که در هجر ناصحا — تسکین دل نمی کند الا گریستن

زاہد بشوق سرو قدی اشک من روان است — ناید ز من بحسرت طوبی گریستن

از گریه چون نه آب شود زہرۂ عدو — یکسان بود گریستن و ناگریستن

باید **اثر** بیاد لب تشنه حسینؑ
از چشم اشکبار چو دریا گریستن

غیر را مشق کرم ساخته یعنی چه — جور را طرح نو انداخته یعنی چه

با دل سادہ و آزادہ که من می دارم — ای فلک نرد دغا باخته یعنی چه

کشور دل که از آن تو شد در روز ازل — لشکر ظلم بر آن تاخته یعنی چه

من که با گیسوی تو خط غلامی دارم — بر سرم تیغ جفا آخته یعنی چه

سرکشی چون نه زیبد برخ یار ترا — گردن ای شمع برافراخته یعنی چه

تو و دنیای دنی ای **اثر** پاک سرشت
به سر جیفه پرداخته یعنی چه

ناصح تو جلوۂ رخ جانان نه دیده — زلف سیاه و کاکل پیچان ندیده

واعظ حدیث خوبی طوبی براه شوق — زان میکنی که سرو خرامان ندیده

بر کفر من ز بیخردی طعنه مزن — چشمش که هست دشمن ایمان ندیده

پیشم مگو ز سختیِ روزِ جزا سخن ٭ رنج و مصیبتِ شبِ ہجران ندیدهٔ
طوفانِ نوح شمۂ طوفان اشک ماست ٭ اے ابر جوششِ دیدۂ گریان ندیدهٔ

غرّه مشو بہ مہر و عطایش کہ اے اثر
جور و جفائے آن شہِ خوبان ندیدهٔ

اے عندلیب از چہ فغان ہا کشیدهٔ ٭ وے گل چہ دیدی کہ گریبان دریدهٔ
دارم دلے کہ صیدِ کمندِ ہوائے تست ٭ از من چرا چو آہوے صحرا رمیدهٔ
اے جانِ جان مرو ز برِ من کہ در دلم ٭ شکلِ صبوری دلِ آزار دیدهٔ
زان طائرِ دلم بہ ہوائے تو می پرد ٭ صد مرغِ جان بدامِ ہلاکت کشیدهٔ
رنگِ بہار را ز عذارِ تو تازگی ٭ در گلشنِ جمالِ گلِ نو دمیدهٔ
پیوستۂ بدشمن و از دوست ہمچو من ٭ در حیرتم کہ رشتۂ الفت بریدهٔ
تابِ فروغ بزمِ حسینان دلت نداشت ٭ زاہدا از آن تو گوشۂ عزلت گزیدهٔ
دعوائے بندگی مکن اے سروِ بوستان ٭ کے در رکابِ آن قدِ بالا دویدهٔ
دیگر مدار چشمِ توجہ ز چشمِ او ٭ اے دل ترا چہ قدر کہ اشکِ چکیدهٔ
طبعِ تو رحم بر منِ مسکین نمی کند ٭ حالم مگر ز دشمنِ بدگو شنیدهٔ

محتاجِ شرحِ حالِ دلت نیست ای اثر

از روی تو عیان است که آفت رسیده

چشمِ شهلا رخِ رنگین قدِ رعنا داری
چه شمائل بخدا ای بتِ زیبا داری

حرفی از لطف بفرما سرِ جانا ذرهٔ خویش
که در انفاس صد اعجازِ مسیحا داری

با تو ای زاهدِ بی عقل مرا کاری نیست
فکرِ امروز ندارم غمِ فردا داری

مایهٔ عقل و خرد از دلِ عالم بردی
چه بلا هوش ربا نرگسِ شهلا داری

جز تلون صنما نیست بذاتت عیبی
آفتابی ولی خاصیتِ حربا داری

اینکه حیز نه مکان بهر تو شایان باشد
در حریمِ دلِ عشاق چسان جا داری

ما که ای بادشهِ حسن و گدا کوی توایم
هیچ در دل ز گدایان سر و پروا داری

کافرم کرد و سودای غمت را افزود
خالِ مشکین که ته زلفِ چلیپا داری

شکرِ ایزد که ز جامِ کرمِ پیرِ مغان
دلِ من پاک شد از رغبتِ دنیا داری

ای اثر گریهٔ شب را اثری نیست که نیست
چشمِ تر دار که در غیب عطا ها داری

متفرقات

چون برکشی زچہرۂ تابان نقاب را
از جلوہ در حجاب کنی آفتاب را

بیخوابیم مپرس کہ چون از وفورِ غم
افسانہ ام ربود زچشمِ تو خواب را

رباعی

دردِ غمِ ہجرِ تو بیان مے خواہد
ہر موئے تنِ زارِ زبان مے خواہد

اے جان چہ تمنائے وصالت گویم
دل در پےِ آنست و ہمان مے خواہد

مثنوی

چون نہ نالم در غمِ عشقِ علیؑ
افتخارِ ہر نبیؐ و ہر ولی

الفتِ حیدرؑ رہین اسلامِ ما
نامِ پاکِ شاہ زیبِ کامِ ما

دردہا دارد دلِ شیدائے من
زین سبب این گریۂ شبہائے من

عاشقی پیداست از زاریِ دل
نیست بیماری چو بیماریِ دل

عین ایمان است عشقِ مرتضٰے
نوربخشِ دینِ مردِ خدا

دشمنِ مولا است کور و بے بصر
ہمچو اعمٰی می رود سوئے سقر

از مذاقِ عشق بازی بیخبر
ناز دارد تیرہ دل بر مال و زر

رتبۂ حیدرؑ برون از فہم ماست
رتبہ دانِ او جنابِ کبریاست

از اہانت کم نگردد شان او — سجن گاہ اولیا ایوان او

انبیا را ذاتِ پاکش افتخار — ہر نبی از وے اعانت خواستگار

دشمنان را نامِ مولیٰ جان گزاست — دوستان را نامِ مولیٰ جان فزاست

ننگرد حاسد بہ سوئے بوتراب — شپرہ بیند نہ روئے آفتاب

این شقاوت شیوۂ اسلام نیست — بر چنین فہم و ذکا باید گریست

کفر بہتر از چنین دینِ خراب — کاندران رکنے است بغضِ بوتراب

ہمچنین اسلام را از من سلام — بر چنین اسلامیان شامت مدام

رحمتِ حق بر محبانِ علیؑ — رحمتِ حق بر ثنا خوانِ علیؑ

رحمتِ حق بر محبانِ حسنؑ — رحمتِ حق بر ثنا خوانِ حسنؑ

رحمتِ حق بر محبانِ حسینؑ — رحمتِ حق بر ثنا خوانِ حسینؑ

فرقۂ ہستند از اسلامیان — بد تر از اہلِ دمشق و شامیان

از علیؑ این فرقہ را بغض و عناد — وز عدوش ربط و عشق و اتحاد

ابن ملجم شرم دارد زین گروہ — پیش بے عنوانیِ ایشان ستوہ

کے شود راضی خداے ذوالجلال — چون از ایشان مرتضیٰ دارد ملال

نیز از ابنِ علیؑ دارند خار — در ولاے دشمنانش استوار

ای که هستی صاحبِ علم و هنر / وز رهِ دینِ پیمبر باخبر

می‌شوی بیزار از نامِ علیؑ / افتخارِ هر نبی و هر ولی

مشکلِ کونین را مشکل‌کشاست / دافعِ رنج و غم و درد و بلاست

انبیا دارند از وی اتحاد / تو چرا داری بدل بغض و عناد

خویشتن را چون جدا زو ساختی / جان خود را در بلا انداختی

می‌شماری خویشتن را چون فقیه / پس چرا در امرِ حق گشتی سفیه

با عدوِ مرتضیٰ داری وِلا / یا ندانی معنیِ شرم و حیا

تو بفضلِ مرتضیٰ داری سخن / مدحِ حیدرؑ می‌کند مشرک کهن

آن کهن به از هزاران شامیان / آن کهن به از چنین اسلامیان

گفتی ای نادانِ بی‌دین و حیا / کرد نافرمانی ابنِ مرتضیٰؑ

بود میرِ مومنان آنکه یزید / پس نه شد ابنِ علیؑ هرگز شهید

جنگ با میرِ زمان باشد حرام / بر سرِ حق بود ابنِ میرِ شام

مومنان را گر چنین رهبر بود / دینِ پاکِ مصطفیٰ ابتر بود

میرِ اهلِ دین ست ابنِ بوتراب / آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

این چه دین است یا اله العالمین / بغض با ابنِ شهِ دنیا و دین

جای انصاف است ای صاحبدلان ‌ ‌ ‌ جای انصاف است ای اسلامیان
شمر بهتر از چنین تیره روان ‌ ‌ ‌ شمر بهتر زین گروه حاسدان
او بطمع دنیوی برباد شد ‌ ‌ ‌ این چگونه مائل بیداد شد
بر لب این فرقه تسبیح و درود ‌ ‌ ‌ لیک دل دارند چون قلب یهود
کلمه خوان جد ابن مرتضیٰ ‌ ‌ ‌ لیک بدخواه شه کرب و بلا
شغلها دارند با صوم و صلوٰة ‌ ‌ ‌ لیک غفلت کیش از فکر نجات
قبله رو میکرد سجده شمر نیز ‌ ‌ ‌ کی قبول افتد نماز بی تمیز
آمدم اکنون بمدح بوتراب ‌ ‌ ‌ نور او روشن ز نور آفتاب
هل اتیٰ و انما در شان او ‌ ‌ ‌ خالق کونین مدحت خوان او
زور بازوی جناب مصطفیٰ ‌ ‌ ‌ افتخار اولیاء انبیا
دوش پاک مصطفیٰ معراج او ‌ ‌ ‌ گوهر عرفان زیب تاج او
شیر نر حیدر لقب خیبر کشا ‌ ‌ ‌ ضیغم حق شهسوار لافتیٰ
عالم علم نبی و باب علم ‌ ‌ ‌ مصدر جود و سخا و صبر و حلم
سرور دین شافع روز جزا ‌ ‌ ‌ جانشین حضرت خیر الوریٰ
ذات پاکش مظهر رب جلیل ‌ ‌ ‌ دین حق را آن روشن دلیل

بعد پیغمبر همه را سرور است ‏ ‏ از همه بعد پیمبر برتر است

داخلِ آلِ عبا و پنجتن ‏ ‏ سرورِ خیلِ ائمه بوالحسن

هم وصی و هم انیسِ مصطفیٰ ‏ ‏ زوجِ پاکِ حضرتِ خیر النسا

از تو دارد یا علیؑ کعبه شرف ‏ ‏ یا علیؑ تو دُرّی و کعبه صدف

بت شکن هستی بتِ پندار را ‏ ‏ جان و تن داده براهِ ارتضا

رفعتِ خورشید از اعجازِ تو ‏ ‏ از همه بینم جدا اندازِ تو

تو همان نوری که بودی در ازل ‏ ‏ ایمن از مکرِ شیاطین و دغل

تو سراپا سرِّ ربانی علیؑ ‏ ‏ تو سراسر جان را جانی علیؑ

دشمنِ تو در دو عالم خوار شد ‏ ‏ چون ز مدحت بر سر انکار شد

دمبدم دم زن بنامِ پنجتن ‏ ‏ تا رها گردی ز مکرِ اهرمن

شافعِ روزِ جزا آلِ عبا ‏ ‏ فاطمہؑ حسنینؑ حیدرؑ مصطفیٰؐ

فرض آمد الفت این پنجتن ‏ ‏ دم بنامِ پنجتن باید زدن

هر یکے هستند جزوِ یک دگر ‏ ‏ جزوِ تن باشد دل و چشم و جگر

دوستدارِ اهلِ بیتِ مصطفیٰ ‏ ‏ می شود مقبولِ درگاهِ خدا

قنبر از عشقِ وصی سردار شد ‏ ‏ زید از عشقِ نبی سردار شد

شو بعشق مصطفیٰ ہمچو بلالؓ — تا شوی در ہر دو عالم باکمال

باش چون سلمان که تا سلطان شوی — از غلامان شہ مردان شوی

حکایت عکرمہ

ز حاتم چنین یاد دارم سخن — که روزے امیرے ز ملک یمن

پس مرگ حاتم به قبرش رسید — کشیده بسے رنج ہائے شدید

ہمه ہمرہانش تباه و خراب — لب و کام محروم از نان و آب

سر شام آنجا نهادند رخت — ولے بے خور و نوش درماند سخت

سر قافله آن امیر یمن — براه ظرافت بگفت این سخن

که در عہد خود حاتم نامور — بمہمان نوازی بر آورده سر

به لطف و مدارا جہان را نواخت — تواضع ہمین پیشه خویش ساخت

بمہمان سرایش نه آمد کسے — که از لطف او برد راحت بسے

چو اکنون درین دشت آمد شبم — بلا شبه مہمان حاتم شدم

به بینم چه با من مدارا کند — چه لطف و کرم آشکارا کند

چنین گفت و از ہمرہان رو بتافت — سوئے گور حاتم بزودی شتافت

سر قبر حاتم به آواز گفت — که اے نامور گشته با خاک جفت

منم عکرمہ از نواحِ یمن
درین دشت اُفتادہ با چند تن

عجب نیست اکنون نوازی مرا
کہ مثلے نداری بجود و سخا

ازان پس بہ ہمراہیان برادو
تمسخر کنان کرد این گفتگو

کہ بعد رفتن گشت حاتم بخیل
ندارد سرِ ضیف و ابن السبیل

ندارید امیدِ لطف و کرم
ز حاتم درین وقت جور و ستم

چو شب بر سر آمد بسر شب کنید
درین دشتِ پر خار و وادیِ بید

بفرمود تا خوابگہ ساختند
بتعجیلِ خرگاہ پرداختند

دران دم کہ بودند سرگرمِ خواب
سرِ قافلہ گشت در اضطراب

یکے را کہ در پہلوش خفتہ بود
امیرِ یمن کرد بیدار زود

بدو حالِ رویاے خود باز راند
چو تصویر سامع بحیرت بماند

ہمین بود احوالِ خوابِ شگفت
یکے تیغ در دست حاتم بگفت

کہ چون واردِ این بیابان شدی
بلا شبہ امشب تو مہمان شدی

بہ بین خون آلودہ شمشیرِ من
کزو اشترت زخم دارد بہ تن

ازین کشتنش دعوتِ خویش دان
پس آسودہ شو با ہمہ ہمرہان

چو شد عکرمہ سوے بختیِ خویش
تنش یافت پُر خون دلش یافت ریش

بفرمود همراهیان را امیر ‌ ‌ که ذبحش کنند آن زمان ناگزیر

ز صحرا خس و هیزم اندوختند ‌ ‌ یکے آتش تیز افروختند

پس آسودگی یافتند از کباب ‌ ‌ بدانسان که فرمود حاتم بخواب

سحرگه چو خورشید تابان دمید ‌ ‌ سوارے دران دشت آمد پدید

تنے چند همراه او در رکاب ‌ ‌ برنگ کواکب پس ماهتاب

بدست یکے توسن تیز پا ‌ ‌ بگرمی چو آتش بسرعت هوا

بدست دگر ناقهٔ تندرو ‌ ‌ ازان اشتر کشته خوشتر بدو

امیر یمن شد ازو چون دوچار ‌ ‌ چنین گفت بعد ثنا آن سوار

که اے عکرمه ابن حاتم منم ‌ ‌ درین دشت جویائے تو آمدم

پدر را چنین دیده ام شب بخواب ‌ ‌ که میگفت در حالت اضطراب

برو جانب عکرمه اے پسر ‌ ‌ به اسپ و شتر محمل و زین زر

امیر یمن هست مهمان من ‌ ‌ بقبرم گزر دارد اے جان من

مرا نیست اکنون مجال کرم ‌ ‌ ازانجا که در عالم دیگرم

زدوم زخشم بر اشتر عکرمه ‌ ‌ بدین نهج آسوده شد با همه

مگر این نه رسم ضیافت بود ‌ ‌ که از خوان خود نان مهمان خورد

بن ناقه اش عیوض اشترش — فزون کن بر آن توسن باد وش
بیارش بمهمان سرایت پسر — فراوان بنه زیر پایش گهر
پس اکنون نوازی مرا ای امیر — ز احوال حاتم چو گشتی خبیر
چنین گفت و دستش بگری گرفت — امیر یمن ماند اندر شگفت
زبانش بلغزید اندر دهن — سر لب نه آمد ز حیرت سخن
برفتند زانجا به کوه ثمر — سوی خانهٔ حاتم نامور
اثر زین حکایت مرادم بدان — همین شعر سعدی شیرین زبان
کرم مایهٔ شادمانی بود — کرم حاصل زندگانی بود

قصیدهٔ منقبت در شان آفتاب برج ولایت سپهر امامت سید الاولیا فخر الانبیا امیر المومنین امام المتقین قوت پروردگار صاحب ذو الفقار واقف اسرار خفی و جلی حضرتنا و مقتدانا علی ابن ابی طالب اسد الله الغالب علیه الصلوة والسلام الی یوم القیام

گر گشاید زلف مشکین را سحر لیلای من — تیره وان گردد جهان چون ظلمت شبهای من
این بلا چون در سر شوریده ام افتاده است — ناصحا بگذر حذر را از سر سودای من
من غم فردای روز حشر چون دارم که چون — با سحر ربطی نمی بندد شب یلدای من

بر سپهر وحشتم خورشید باشد ذره ٔ — بهر محشر بس بود یک گوشهٔ صحرای من

مهر خاموشی نهادم بر لب خود بهر آنکه — کم نه سازد اقتدار حشر تا غوغای من

در حقیقت هستیم بحریست ناپیدا کنار — کار با ساحل ندارد موجهٔ دریای من

دیدهٔ خوابیدهٔ بختم نه داشد ورنه برد — خواب از چشم خلایق شور هایاهای من

سربلندی فطرتم کردند چون سرو بلند — رو به پستی کی نهد طبع سهی بالای من

عیسی نطقم روان در قالب معنی دمید — کاربند مریمی شد طبع معنی زای من

نقش هر رنگی ندارد خرده بر من مگیر — معنی پنهان من با صورت پیدای من

خواب غفلت را اجازت کی دهد چون شکل من گر — عبرت انگیز است نقش بستر دیبای من

آرزوی جام جمشیدی برون سازی ز دل — قطره نوشی اگر از جام استغنای من

پر الم گردد سرم کی از خمار احتیاج — لختهای دل گزک خون جگر صهبای من

از سپهر آرزو پرواز من بالاتر است — کی بدام حرص افتد گردن عنقای من

کی بمردار جهان رو افکند نسر دلم — کی خورد جیفه همای همت بالای من

من کجا بر چهرهٔ دنیا گذارم چشم آز — ریخت رنگ آرزو بس طبع ناپروای من

ذره ذره جلوهٔ برق جمال ایزدیست — رو بسوی طور سینا چون برد سودای من

حبذا ای دیدهٔ تر کز دل من پاک شست — قطرهٔ اشک ندامت داغ عصیانهای من

مرحبا اے ساقیِ طالع کہ بہیم ریختی
بادۂ الفت بہ مینائے دلِ شیدائے من

ساقیِ کوثر مرا ساقی و من مستِ غدیر
کے شود خالی ز جوشِ فیضِ او مینائے من

مستیِ عشقم فزون شد زانکہ خمارِ ازل
بادۂ خمِ غدیر آمیخت در صہبائے من

ق
مطلب از ایجادِ عالم ہیچ میدانی کہ چیست
سرِّ این معنی بیاموز از دلِ دانائے من

۲
این تماشاگاہِ حیرت مظہرِ ذاتِ علیؑ است
صدرِ ایوانِ ولایت والی و مولائے من

ق
گرچہ نازیبا نباشد گر خیالِ ہمسری
من بگیرم جائے قنبر قنبرِ او جائے من

۲
خواجہ تاشانیم لیکن از سرِ پاسِ ادب
من غلامِ قنبرِ او قنبرش آقائے من

تا کشیدہ سرمہ از خاکِ پائے بوترابؑ
غیرِ حق دیگر چہ بیند دیدۂ بینائے من

زانکہ خاکِ درگہش زا نورِ عنصر آمدہ
گشت روشن از نشانِ سجدہ اش سیمائے من

در تمنائے نجف آندم کہ بردارم قدم
بہرِ بوسہ فرقِ من افتد برو پائے من

شیوۂ خاصم نباشد بندگیِ درگہش
بر ہمین بودہ است دین و ملتِ آبائے من

نغمہ پردازِ صفاتش زان سبب ہستم کہ بود
در ازل گویائے مدحش طوطیِ لبہائے من

در چمن ہائے ثنائش بلبلِ سدرہ نشین
زمزمہ آموخت از طبعِ چمن پیرائے من

صد گلستانِ معانی را دہد رنگِ بہار
نخلبندِ طبعِ رنگینِ سخن آرائے من

اے عدوِ مرتضیٰ بنگر کہ از انصافِ حق
قعرِ دوزخ جائے تو شد قصرِ جنت جائے من

از وفورِ گرمیِ حبِ تو اے شیرِ خدا — خونِ من ہر دم بغلیان ست در رگہائے من

باعثِ این جوشِ خون رانیک آن داند کہ چیست — ہر کہ باشد باخبر از نسبت آبائے من

بے نظیری بے مثالی نیست ہمتایت کسے — غیرِ شاہِ مرسلان اے خسروِ یکتائے من

زانکہ جز اعدائے تو دیگر ندارم دشمنے — باد زیرِ ذو الفقارِ تو سرِ اعدائے من

چون رسد آن دم کہ بند د دم زگفتار و کلام — نامِ تو از دل برآید تا سرِ لبہائے من

مدفنم گردد نجف از غایتِ افضالِ تو — گرچہ شد اطرافِ پٹنہ مولد و ماوائے من

کارِ امروزم زرویم ریخت رنگِ آبرو — ہست در دستِ کریمیت عزتِ فردائے من

ق

من نہ ام عرفی کہ گویم اے **اثر** در مدحِ خویش — جوہرِ من کرد روشن گوہرِ آبائے من

دودمانم از شہِ کون و مکان رونق گرفت — زینتِ تاجش نگرد و جوہرِ یکتائے من

از علیؑ و فاطمہؑ دارد وجودم امتیاز — جوہرِ اول بحیرت زادم و حوائے من

حضرات ناظرین باتمکین کی خدمت مین عرض ہے کہ بمقام آرہ یہ دیوان
بار اول سنہ ۱۸۹۶ء مطابق سنہ ۱۳۱۳ ہجری صلعم چھپا تھا۔ اسکی طبع اول مین بہت سی
وہ غزلین داخل دیوان نہین ہوسکی تہین جو اب اسکی طبع ثانی کے ذریعے سے اشاعت
پاتی ہین۔ طبع اول کے وقت جو تاریخین اور تقریظین شامل دیوان کی گئی تہین وہ
پھر ذیل مین درج کیجاتی ہین۔ نہایت جائے افسوس ہے کہ اتنے ہی عرصے مین
اکثر اُن احباب سے جنکی وہ تاریخین اور تقریظین ہین ملک جاودانی کو تشریف فرما ہو گئے
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ اَللّٰهُ بَاقِیْ وَمَنْ کُلٌّ فَانِیْ۔

قطعۂ تاریخ ترتیب دیوان در صنعت نادر از نتیجۂ فکر جناب شیخ محمد اسمعیل صاحب آتھر مرحوم و مغفور خلف جناب شیخ محمد ابراہیم صاحب غفران مآب وکیل عدالت آرہ شاگرد جناب صفیر بلگرامی نور اللہ مرقدہٗ

پایا ترتیب با فصاحت | دیوان جو حضرت اثر کا

ہو صنعت نوین کوئی تاریخ | بیساختہ میرے دل نے چاہا

ہاتف نے صدا یہ غیب سے دی | نادر دیوان ہے سال اسکا

لیکن ہے سمجھنا اِسکا مشکل | دشوار ہے اِس گرہ کا کھلنا

گو صاف ہے بادی النظر مین | حل ہوگا مگر نہ یہ معما

پیچ اِسمین ہین زلف پرشکن کے | آسان اِسکا نہین سلجھنا

معروف طریقے سے عدد کو | گر جمع کروگے بے محابا

ہو جائیگا فوت سارا مطلب | ترتیب کا سن نہوگا پیدا

ترکیبِ عمل بتاتا ہے تھر | ہر اک کو ہو سہل تا سمجھنا

یعنی حرفون کے ہندسہ کو | ہوگا تمہین فارسی مین لکھنا

پھر اُن الفاظ فارسی کے | اعداد کو جمع کر لو یکجا

پھر دیکھ لو صاف سالِ ہجری | ہوتا ہے بطرز نو ہویدا

ترکیبِ عمل

نادر					دیوان			
ن	ا	د	ر	د	ی	و	ا	ن
پنجاہ	یک	چہار	دوصد	چہار	دہ	شش	یک	پنجاہ
۶۱	۱۳	۲۰۹	۱۰۴	۲۰۹	۹	۶۰۰	۱۳	۶۱

قطعۂ تاریخ طبع دیوان

چون شدہ مطبوع دیوانِ اثر
غنچۂ مقصود و معنی ہا شگفت

سالِ طبعش مہر شاگردِ صفیر
مخزنِ اشعارِ پاکیزہ بگفت

قطعۂ تاریخ از جناب سید علی محسن صاحب بلگرامی مرحوم و مغفور شاگرد غفران مآب صفیر بلگرامی

حبذا کلکِ خوش نگارِ اثر
مرحبا طبعِ نوبہارِ اثر

کیا ہی دیوان لکھا جزاک اللہ
اے خوشا فکرِ نوربارِ اثر

منطبع ہو گیا بہ حسن و صفا
ہے یہ تا حشر یادگارِ اثر

دیکھکر سلک مصرعہ موزون
عقدِ پروین ہوا نثارِ اثر

فکرِ تاریخ تب ہوئی دل کو
تھا جو بالطبع دوستدارِ اثر

سر بہ بین کو کا نگر محسن — لکھدیا نظم آبدار اثر

قطعات تاریخ از نتایجِ افکار جناب سیّد بشارت کریم صاحب حسن رضوی مرحوم و مغفور ابنِ جناب سیّد محمّد مہدی حسین صاحب رضوی غفر اللہ لہ ساکن موضع نیانوان ضلع گیا

بخونِ جگر ہمچو در شگرف — فراہم شدہ چون کلامِ اثر
بفکرِ بلیغ از پئے سالِ حسن — رقم کرد مطبوعِ اہلِ نظر
۱۳ ۱۳ھ

ایضاً

کریں اہلِ محبت سیر اسکی — بہار افزا ریاضِ عشق ہے یہ
ہوئی جب حسن کو تاریخ کی فکر — کہا دل نے بیاضِ عشق ہے یہ
۱۳ ۱۳ھ

تاریخ آغاز طبع دیوان

گشت مطبوع چون کلامِ اثر — دل زار باب وجد و حال ربود
بہرِ تاریخِ طبع حسن نوشت — کلیاتِ اثر چہ جلوہ نمود
۱۴ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ گوہر نگار دیوان شمس العلما جناب مولوی امداد امام صاحب ملقب بہ اثر (؟) محمّد واجد وجد سلمہ اللہ تعالیٰ مختار آرہ شاگرد نیکو خواہ صفیر مرحوم

قبلۂ اربابِ معنی کعبۂ اہلِ سخن — نازشِ معنی نگاران شاعرِ جادو بیان

آنکه اسمِ پاکِ او امداد آمد با امام	فخرِ عرفی رشکِ طالب افصحِ شیوہ بیان
کلیاتِ خویش در مطبع چو بهرِ چاپ داد	نقلِ گلِ بشگفته تا که خاطرِ ہر نکتہ دان
مصرعہ تاریخِ طبعش گفت ملہم از فلک	آفتابِ زندگی نورِ حیاتِ جاودان

تقریظ چکیدہ کلکِ گہر سلک جناب مرزا محمد جعفر صاحب متخلص بہ اوج ادام اللہ تعالیٰ افاداتہ خلف الرشید جناب سلطان الذاکرین حضرت مرزا دبیر صاحب عفا اللہ علی مقامہ فی الجنان

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ حصرت عن بیان صفاتہ السنۃ البلغاء وقصرت عن ادراک حقیقۃ عقول الحکماء - صل و سلم و بارک علی اکمل الانس خیر البشر محمد المصطفیٰ و آلہ النجبا اما بعد بفحوائے آیہ وافی ہدایہ الا الذین امنوا وعملوا الصالحات و بمفہوم حدیث شریف ان من الشعر لحکمۃ صناعۂ شعریہ کہ عموماً بہ مسائل حکمیہ مستلزم ہو اپنی دیگر صنعت تخئیل سے کالبعد فی المشرقین ممتاز ہے - اور از بسکہ بہترین مسائلِ حکمیہ اخلاقِ حضراتِ چہاردہ معصومین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کے اذکار اخیار ہین - پس خصوصاً ان بیانات پر متنبے ہونا فی الدارین موجب اعزاز ہے - درین ولا دیوانِ پر اثر مجموعہ کمالات و ہنر ہمارے معزز دوست فاضل کامل محقق الادیب مدقق الاریب ذو الفطنۃ الوقاد و القریحہ النقاد مکارمہ لا تحصیٰ و محاسنہ لا تملیٰ ارسطوئی زمان بطلیموس دوران بدر الحکما شمس العلما جناب مولوی سید امداد امام صاحب اثر تخلص کا ملاحظہ

ہیچمدان سے گزرا۔ ماشاء اللہ کیا کہنا اگرچہ اردو سے معلے مادری زبان ہمارے ذی علم دوست کی نہین ہے اسپر محاورت محاورت کی کوششین طاقت طاقت کی جو شین ستھرے لفظ نئے پیرائے۔ مناسب رعایتین چوکھی ترکیبین۔ روح افزا مضامین حسن وعشق کے دلکش آئین۔ قدرتی فطرتی انداز جناب مرزا غالب مرحوم کا پروانہ جسکی پسند پر فطرت خواہ مخواہ مجبور کرتی ہے۔ مین کیا ہر اہلِ ذوق کے دیدۂ شوق مین کھپنے کے لایق اور دفترِ فصاحت مین فایق ہین بس۔

عبدہ و ابن عبدہ۔ محمد جعفر اوج

تحریر جناب مولوی حکیم سید محمد لقمان حیدر صاحب وکیل عدالت آرہ غفر اللہ

جناب شمس العلما حکیم مولوی سید امداد امام صاحب کی کثیر المذاقی ایک امر مسلم ہے۔ شاعری بھی اُنکے مذاقہائے گوناگون کا ایک جلوہ ہے۔ اُنکی شہرت اِسی فن کی دستگاہ پر موقوف نہین ہے۔ اُنکی آبائی عزت اور اُنکی ذاتی قابلیت اسقدر ہے کہ اسکی تفصیل طولانی ہے سو پشت سے ہے پیشۂ آبا سپہگری۔ کچھ شاعری ذریعۂ عزت نہین مجھے۔ لیکن چونکہ اُنکا مذاقِ شاعری اِس جگہ پر زیر بحث ہے تو راقم الحروف اُنکی شاعری کی نسبت اپنے خیالات ذیل مین درج کرتا ہے۔

جناب شمس العلما مولوی حکیم سید امداد امام صاحب کے کلام مین کیون اثر ہو جب

یہ قول تجربہ ہائے کافی ووافی سے مان لیا گیا ہے کہ انچہ از دل خیزد بر دل ریزد - علاوہ
اسکے جو حضرات کہ مصنفِ والا نژاد کی ارثی پاکی طینت و صفائی قلب سے فیض حاصل کرنیکا
فخر حاصل رکھتے ہین اُنکے حق مین تو یہ کلام سہل الممتنع اشراقیت کا پورا پورا رنگ پیدا کرتا ہے
سادگی کے ساتھ فصاحت کلامی تو خاندانِ سیادت کے ساتھ ہمیشہ سے مختص رہی ہے
اسپر تحصیل وتکمیل علوم و فنون قدیم و جدید و زبان ہائے عربی و فارسی و انگریزی وغیرہ نے
دلِ صفا منزل پر حضرتِ مصنف کے ایک ایسا محققانہ اثر ڈالا ہے کہ جو زمانہ مذاق جو محض
حیاتِ ظاہری کی لذتِ بے ثبات سے تعلق رکھتا ہے اب آپکی چشمِ آخر بین کے سامنے
بالکل پھیکا پڑگیا ہے مگر ساتھ اِسکے بھی غزل سرائی کے سے نازک رنگ مین اُسکے حلقے کے
اندر رہکر جسقدر رفعرتی جذبات محققانہ مسائل عاشقانہ وارداتِ قلبیہ محض بیساختہ پن کے
ساتھ ایک نیچرل پیرایے مین جناب شمس العلما صاحب نے جیسے پٹکنس اہلِ بصارت
کیا ہے اُسکا مزا اُس دل سے پوچھیے جو کسیقدر بھی زخم خوردہ ہو - سبحان اللہ کلام کا رخ ہر جا لیت
مجازی کو بھی ایسا حقیقت کی طرف کھینچتا ہے جیسے کہربا کاہ کو یا مقناطیس آہن کو - بے ثباتیِ دنیا
عاشقو نکا رشک ماہرویون کی بیمہری مردانِ خدا کی زندہ دلی اور پابندیِ تسلیم و رضا الغرض
ہر نعمتِ دنیا و عقبےٰ کلام رستی فرجام مین جناب شمس العلما صاحب کے اسقدر نصب
اہلِ بصیرت ہوتی ہے کہ اگر دوا دین اساتذہ مین ڈھونڈھی جائے تو اِسکا موازنہ بخوبی

ہو سکتا ہی۔ حضرت شمس العلما کی غزل سرائی واقعی قابلِ توجہ ہی۔ سارا دیوان مضامینِ عالی سے مملو دکھائی دیتا ہی۔ کوئی مضمون پستِ خیالی کی طرف رخ کرتا نظر نہین آتا ہی۔ سوز گداز۔ خستگی اور نشتریت کی کیفیتین ہر جگہ پائی جاتی ہین۔ بلند پروازی جو غزل سرائی کی جان ہی حضرت کی شاعری سے کبھی جدا نہین ہوتی۔ دیوان بھر مین کوئی شعر بازاری شوخی نہین رکھتا نہ پایۂ تہذیب سے کوئی شعر گزرا نظر آتا ہی۔ ایک مصرع نے بھی کہین نیم ریختی کی ترکیب نہین پائی ہی۔ المختصر شمس العلما صاحب کا کلام اُن ہی حضرات کی پسندیدگی کے قابل معلوم ہوتا ہی جو حکیمانہ مذاق کے ساتھ معاملاتِ قلبیہ سے باخبر ہین اور جو عوام الناس سے ایک جدا رنگ و انداز کا دل رکھتے ہین۔ فقط

قطعات تاریخ طبع دیوانِ ہذا

آرزو۔ جناب مولوی سیّد محمّد ولی صاحب رئیس عظیم آباد متعلم ایف اے کلاس تلمیذ تمنا پھلواری

عجب دیوان پاکیزہ چھپا ہے
جسے دیکھو وہ ہے اسکا ثنا خوان
لکھو اے آرزو یہ مصرعِ سال
یقیناً ہے نہایت خوب دیوان
۱۳۱۳ھ

آرزو۔ جناب مولوی سیّد محمّد حسن ابو البرکات صاحب رئیس پھلواری برادر و تلمیذ تمنا پھلواری

گشت مطبوع چہ رنگین دیوان
مثل این از نظرم مفقود است
آرزو فقرۂ سالش ہاتف
گفت۔ دیوان اثر محمود است
۱۳۱۳ھ

دیگر منہ

واہ کیا خوب چھپا یہ دیوان	جس میں ہیں لاکھوں گہر زیر اشعار
ہے اگر فقرۂ تاریخ کی فکر	آرزو لکھو - اثر آمیز اشعار
	۱۳۱۳ھ

افسوں - جناب مولوی ابو العلا سید نظیر احمد صاحب سہسوانی

لکھا ہے واہ وا کیا خوب دیوان	ہے دُرِ بے بہا ہر بیت جسکی
ہے پاک و صاف جسکا روزمرہ	مضامین دلکش و گفتار اچھی
کلام بے عدیل و بے بدل ہے	نہیں تعریف ہی یہ بات سچی
کہو افسوں سے پئے تاریخ ہجری	کتابِ نادر و بے مثل لکھی
	۱۳۱۳ھ

دیگر

آیا ہے آج چھپ کے اثر کا کلام پاک	رکھیگی اسکو جان سے سو خلق بالیقین
بیکار فکر کرتے ہو تاریخ کے لئے	افسوں کہو - کلامِ شگفتہ حمد آفریں
	۱۳۱۳ھ

افضل - جناب منشی محمد افضل صاحب۔ از ڈھاکہ

شکر ریز کلام اثر	کلام دلم ساختہ پر از شکر
نغمہ زدہ طوطی شکر شکن	سال - شکر ریز کلام اثر
	۱۳۱۳ھ

انجم - جناب مولوی ذاکر حسین صاحب رئیس غازیپور

صد شکر پھر ہے گلشن معنی بہار پر — نواب ذی حشم نے دکھایا اثر کا رنگ

مومن کی طرز غالبِ مرحوم کی ادا — سحر حلال اور سراپا سحر کا رنگ

ہر شعر اہلِ دل کے لئے نورِ معرفت — اہل نظر کے واسطے اہلِ نظر کا رنگ

انشا امیر اسیر قلق مصحفی نصیر — حیرت سے دیکھتے ہین کلامِ اثر کا رنگ

باغ سخن مین رنگ انیس و دبیر کا — ہے گلشنِ خیال مین ذوق و ظفر کا رنگ

بے روسے داغ لالہ معنی کی ہے بہار — انجم پسند طبع ہے گویا اثر کا رنگ

۱۳ھ ۳۱

اوج-جناب منشی سید عابد حسین صاحب پیشکار کونسل خاندان رامپور اسٹیٹ

عجیب دیوان ہے اثر کا پری جمالونکا ہی مرقع — کہین ہے مشہور نظمِ نادر کسینے رکھا ہی نام جادو

جو دیکھے اشعار سحر آگین تو اوج مینے یہ سال لکھا — زبان دلکش نفیس بندش بلند معنی کلام جادو

۱۳ھ ۳۱

دیگر

نادر ہے یہ دلفریب دیوان — مقبول ہین یہ فسون اثر شعر

اے اوج کہو یہ مصرع سال — اعجاز ہے دلنشین ہے ہر شعر

۱۳ھ ۳۱

بلند-جناب بلند خانصاحب کوتوال صدر بازار لکھنؤ

چہ دیوانیکہ او رشکِ گلستان — سراسر وصف خال و خط خوبان

صدا ے شد بلند از سوئے افلاک — ز تصنیفِ اثر- تاریخ برخوان

۱۳ھ ۳۱

تمنا - جناب حسان الہند علامہ عمادی پھلواروی -

اے صلِ علےٰ آج ہوا طبع وہ دیوان	جو خضرِ پئے راہرو مسلک فن ہے
مضمون بھی بےمثل ہین بندش بھی انوکھی	وہ لطفِ مجسم تو یہ لذت ہمہ تن ہے
ہر لفظ ہے اک گوہرِ دریائے فصاحت	جو شعر ہے گلدستہ گلزارِ سخن ہے
کیا پوچھتے ہو طبع کی تاریخ تمنا	دیوان نہین بھائی تر و تازہ چمن ہے ۱۳۳۱ ھ

دیگر

اثر یعنی نواب امداد امام	درِ قلزمِ لطف و جود و سخا
مرے واجب الاحترام اور بزرگ	رکھے اُنکو اللہ پھولا پھلا
ہوا اُنکا دیوان مطبوع آج	مجھے کیون نہ اسکی خوشی ہو بھلا
قلم مین مرے اتنی قدرت کہان	جو لکھون مین وصف اُنکے دیوان کا
فصاحت کو دیکھو تو ہے اسپہ ختم	بلاغت کی بس ہوگئی انتہا
مضامین نئے استعارے نئے	زمینین نئی طرز بندش نیا
تمنا لکھو تم یہ تاریخ طبع	ہے کیا بے نظیر ایک دیوان چھپا ۱۳۳۱ ھ

دیگر

دریائے مروت بحر وفا	شمس العلما نواب اثر

صد شکر چھپا دیوان اُنکا
سرمایۂ نازِ اہلِ ہنر

تعریف مین کیا لکھون اُسکی
کب ہوگی ادا لکھون بھی اگر

العجز من المدح مدح
رکھتا ہون یہ مضمون پیشِ نظر

یان سنکر تمنا سن کی ہے اگر
لکھدو لکھدو تصنیفِ اثر
۱۳۱۳ھ

دیگر

دہ چہ دیوان کہ عیان خوبی اوست
حیث لا یکتم قط بالجمع

او بچاپ آمد و خواندم سنہ اش
گشتہ طبع و شُد مطبوع بطبع
۱۳۱۳ھ

دیگر

میرے عم محترم میرے بزرگ
حضرتِ نواب امداد امام

ہوگیا دیوان اُنکا آج طبع
آئین اکر فیض اُٹھائین خاص و عام

کہہ تمنا مصرعِ تاریخِ طبع
شاعرِ شیرین بیان کا ہے کلام
۱۳۱۳ھ

ایضاً

لقد طبت نفساً بدیوان حبر
طلیق اللسان فصیح البیان

مصار یعہ ام سموط اللآلی
و دقاتہ ام ریاض الجنان

رشیق لہ لیس فی الکون مثل
انیق لہ لیس فی الدہر ثان

لطیف وما مثله فی اللطائف	حسین وما نده فی الحسان
رأته عیونی فشاءت تنائه	فحارت فقد ناب عنها لسان
اذا فاض من طبعه نو طبعه	فقد استنارت عیون الزمان
فارخت تاریخه ثم قلت	کتاب حسین و شیق المبان

۱۳۱۳ھ

دیگر

بده ساقیا جام عالی مرا	بنوشان مئے پرتگالی مرا
ندانی خزان شد ز باغ سخن	بهار آمد سیلے زن کنون
ندانی که گل کرد سرسبز فصل	لبم را بده بالب جام وصل
ندانی که نواب امداد امام	حماه الذی حاز فیه الانام
کنون داد ترتیب دیوان خویش	تو گوئی بیاراست بستان خویش
چه دیوان ز معنی بسا مایه دار	چه دیوان بگوش سخن گوشوار
چه دیوان سحاب بهار سخن	طراوت دہ شاخسار سخن
چه دیوان بفرق سخن افسرے	با وج فصاحت بهین اخترے
چه دیوان خم زلف حور سخن	تجلی سر کوه طور سخن
چه دیوان که هر فقره اش نشترے	پئے سینۂ حاسدان خنجرے

نوی قدر دانان فن را بگو	کہ پوشید خوش حلۂ طبع او
چو من بودم از مہر شان ذرۂ	وزان گلستان یک کہین پرۂ
شنیدم چو از مخبرے حال طبع	شدم در کو مصرع سال طبع
کہ این مصرع از غیب شد گوش زد	سخنہاے پاکیزہ و مستند ۱۳۱۳ ھ

ولہ

شاع دیوان لبیب بولاہ	لقلوب الزمن مرتھنہ
سنۃ الطبع بوجہ ابہجہ	قلت ۔ ھذی کلمات حسنہ ۱۳۱۳ ھ

جادو ۔ جناب مولوی سید ابو احمد صاحب سہسوانی

ہوا ہے طبع کیا دیوان ہمیشل	یہ اُردو نظم مین رخشان گہر ہے
ندا ہاتف نے دی جادو پئے سال	کہ تاج علم دیوان اثر ہے ۱۳۱۳ ھ

دیگر

اب ہوا طبع وہ کلام پاک	جسکی خوبی جہان پہ ظاہر ہے
بے بدل سال طبع ہے جادو	خوب ہی یہ کتاب نادر ہے ۱۳۱۳ ھ

حامد ۔ جناب مسٹر حامد علیخان صاحب بہادر بیرسٹر ایٹ لا

دل حامد دعا گو ہے اثر کا	جو اِک دریا ہے ہر علم و ہنر کا

طبابت فلسفہ منطق زراعت
سبھی مین شہرہ ہے اُسکی نظر کا

کوئی ثانی نہین الا کرامت[1]
خدا رکھے عجب دم ہے اثر کا

زہے ہیبت زہی رعبِ شجاعت
کہ زہرہ آب جس سے شیرِ نر[2] کا

عبادت مین خدا کی حال ہے یہ
کہ تن کا ہوش رہتا ہے نہ سر کا

یہ حد جوشِ تولا کی کہ جس سے
اثر اندوز ہو دل ہر بشر کا

اُمنڈتے آتے ہین مضمون کے بادل
روان دریا ہے طبعِ نکتہ ور کا

عیان ہے نظم کی تاثیر سے خود
تخلص ہے اثر اس نامور کا

جو سن لیتا ہے ہو جاتا ہے بسمل
عجب دیوان ہے اُس عالی گہر کا

کہی حامد نے یہ تاریخ ہجری
محبت گنج ہے دیوان اثر کا

۱۳۱۲ھ

حکیم جناب سید عبد الحکیم صاحب نقوی

اے خوشا دیوانِ امداد امام
صاحب تحقیق تنقید نظر

باہمہ لطف مضامین و خیال
تاکنون بود از نظر مستتر

حالیا مطبوع شد در رام پور
آن نگارستانِ منظوم اثر

[1] سیادت و عالیجناب مولانا سیدنا مولوی سید کرامت حسین صاحب قبلہ بیرسٹر ایٹ لا جج سابق الہ آبادی کورٹ کوئی شخص ہندوستان مین عالیجناب مولوی سید امداد امام صاحب قبلہ مدظلہ العالی کا جامع معقول ومنقول ہم پلہ و ہمسر نہین ہے۔ [2] جناب نواب صاحب لاجواب شکاری ہین سیکڑون شیر مارے۔

اہتمامِ طبع از حکمِ حضور	بود چون در دستِ زیبائے شرر
شاہد دیوان بہ آنِ دلبری	جلوہ گر شد جلوہ گر شد جلوہ گر
ہاتفم گفتہ حکیم خستہ جان	کن رقم تاریخ نغز و خوب تر
من ہمیکردم خیال مصرعہ	نامہ ام بنوشت تصنیف اثر
	۱۳۱۱ھ

خلش ۔ جناب مولوی سید شاہ وارث امام صاحب پھلواروی تلمیذ تمنا پھلواروی

بصد اہتمام آج شائع ہوئے	کلامِ خوش اسلوب گفتارِ نغز
لکھو اے خلش مصرعِ سال طبع	پسندِ زمانہ ہین اشعار نغز
	۱۳۱۱ھ

درد ۔ جناب مولوی سید عبد الصمد صاحب بی ۔ اے عظیم آبادی تلمیذ تمنا پھلواروی

نواب اثر بحر کرم فخر اماثل	صد شکر بصد شان کلام انکا چھپا آج
بیتاب سی جسکے لئے کل تک تھی اہل سخن	ہے دہوم وہ دیوانِ اثر طبع ہوا آج
اے درد اگر فقرۂ تاریخ کی ہے فکر	لکھہ ۔ خوب ہی دیوان چھپا ہی بخدا آج
	۱۳۱۱ھ

دیگر

لو وہ دیوان چھپا اب جس سے	ہے عیان ندرتِ افکارِ اثر
سال سمت کی اگر ہے تجھے فکر	درد لکھ ۔ مخزنِ اشعارِ اثر
	۱۹ سمت

دیگر

وہ شمع شبستانِ علم و ہنر
مہِ اوجِ خوبی جنابِ اثر

چھپا اُنکا دیوانِ معجز بیان
مسرت فزا ہے دلِ شاعران

یہ سنکر مجھے فکر پیدا ہوئی
کہ چھپنے کی تاریخ لکھوں کوئی

کہا ہاتفِ غیب نے مجھسے درد
کہ ہر شعر سنجیدہ گی ہین ہی فرد
١٣٣١ھ

روح - جناب منشی محمد عزیز الدین صاحب مدرس مدرسہ مظہر العلوم امبوہ علاقہ مدراس

ہین آپ مولوی ہمدرد قوم و ذی ثروت
کلام آپکا فخر سخنوران زمان

لکھی یہ روح نے تاریخِ طبع فرحت سے
اثر کا چھپ گیا ہے آب و تاب سے دیوان
١٣٣١ھ

ساحر - جناب مولوی ابوالکلام سید اقتدار احمد صاحب سہسوانی

چھپا ہے کلامِ بلاغت نظام
بصد شوق و ارمان خدا کی قسم

کیا اسکو چھپوا کے نواب نے
زمانے پہ احسان خدا کی قسم

بلاشک ہے دیوان کی ہر ایک بیت
سراپائے خوبان خدا کی قسم

یہ لکھی ہے ساحر نے تاریخِ طبع
مرقع ہے دیوان خدا کی قسم
١٣٢١ھ

دیگر

عجب دیوان ہے ہر لفظ و مصرع
دلِ صد چاک عاشق کو ہے مرہم

لکھو تم اسکا سال طبع ساحر
کلام شوخ ہے مقبول عالم
١٣٣١ھ

دیگر

ترقی ہوی آج اُردو ادب مین — اثر کا ہوا طبع دیوانِ عالی

پے سال ہینے جو کی فکر ساحر — زہے خوب گفتار - تاریخ لکھی
۱۳۳۱ھ

سائل - جناب نواب سراج الدین احمد خانصاحب رئیس لوہارو

دنیا کے کام چلتے ہین اعتبار پر سب — بے جانے بوجھے لکھنا کیا ہی مقام فکر کا

امداد امام صاحب مشہور آدمی ہین — انکا کلام چھپنا ارشاد پھر شرر کا

سال سن اشاعت مین فکر کیا ہی تمکو — لکھدو صحیفہ رنگین دیوان ہی اثر کا
۱۳۳۱ھ

شرر - جناب صاحبزادہ محمد مصطفےٰ علیخان بہادر ہوم سکرٹری رامپور سٹیٹ

یہ دیوان وہ باغِ معنی ہے جسکا — خیالِ جناب اثر باغبان ہے

کھلائے ہین گل طبعِ رنگین نے کیا کیا — ہر اک گل سے رنگِ نزاکت عیان ہے

ہر اک غنچہ ہے اک دلِ حسرت آگین — قدِ دلربا ہے جو سروِ روان ہے

غضب ڈھاتی ہی چشمِ نرگس کی شوخی — زبان برگِ سوسن کی جادو بیان ہے

حسینون کے ساعد ہین گلبن کی شاخین — محبت کے شعلون کا سنبل دھوان ہے

فضا دلکشا ایسی دیکھی ہے کسنے — بہارِ دلاویز ایسی کہان ہے

صبا ہر جگہ پہونچی ہے لیکے نکہت — تماشے کا مشتاق سارا جہان ہے

ادھر آئے جسکو ہے شوقِ نظارہ — نظارے کے قابل یہی بوستان ہے
لڑی ہے یہ اُن قیمتی موتیون کی — ہر اک جسکا گاہک ہر اک قدردان ہے
یہی ہے حسینانِ معنی کی محفل — حسین ایسے جنکی ادا او رستان ہے
ہر اک لفظ ہے ونترِ شوقِ پنہان — ہر اک بیت حسرت بھری داستان ہے
ہر اک شعر مقبولِ اربابِ دانش — ہر اک طرز مطبوعِ ہندوستان ہے
زبان صاف اعلیٰ خیالات ایسے — کہ جنسے زمین شعر کی آسمان ہے
عجب حسن بندش نرالے معانی — ہر اک جنس حیرت فزا ارمغان ہے
شررؔ سینے یہ واقعی سال لکھا — انوکھے مضامین پیاری زبان ہے

۱۳ ۔۔۔ ۲۱

شمیمؔ جناب صاحبزادہ محمد معظم علیخانصاحب بہادر خلف امیر الدولہ ضیاء الملک ذوی القدر نواب محمد محمود خانصاحب بہادر نصرت جنگ رئیس نجیب آباد

دیوانِ اثر ہے تازہ افسون — اک سحرِ حلال ہے ہر اک شعر
خمخانۂ ذوق لطفِ معنی — نیرنگ کمال ہے ہر اک شعر
جوبن سے ہے پری کا حسنِ بندش — خورشید جمال ہے ہر اک شعر
شاداب چمن ہی نظمِ رنگین — ریحانِ خیال ہے ہر اک شعر
تاریخ شمیمؔ لکھو اسکی — اِک تازہ نہال ہے ہر اک شعر
۱۳ ۲۱

شہید - جناب مولوی سید شاہ محمد حسین صاحب پھلواروی تلمیذ تمنا پھلواروی

لو حضرتِ اثر کا دیوان چھپ گیا اب
اک عام یہ صلائے یارانِ نکتہ داں ہے

کیا خوب ہی یہ دیوان جسکا ہر ایک مصرع
اربابِ علم و فن کے نزدیک تو جہاں ہے

ہیں اسمیں جو غزل وہ ہیں مہرِ اوجِ خوبی
غزلوں کی جو زمیں ہے گویا اک آسماں ہے

اللہ رے فصاحت اللہ ری بلاغت
کیا خوبی زبان ہے کیا رفعت بیاں ہے

لکھ اے شہید اسکی چھپنے کا سالِ ہجری
دیوان یا یہ کوئی بستانِ بیخزاں ہے
۱۳۱۳ھ

صادق - جناب منشی صادق حسین صاحب انسپکٹر مدارس پرائیویٹ

اک شگفتہ چمن ہے نظمِ اثر
کیوں نہو اسقدر طرب افزا

مصرعِ سالِ طبع لکھ صادق
سخنِ پر اثر طرب افزا
۱۳۱۳ھ

صادق - جناب منشی محمد عبد الواحد صاحب مبارکپوری

چھپا ہے وہ دیوان نواب کا
دلِ مشتری جسپہ قربان ہے

لکھی خوب صادق یہ تاریخ طبع
اہا چشمۂ فیض دیوان ہے
۱۳۱۳ھ

دیگر

یہ دیوان وہ ہے جسنے دیکھا ہے
تو بیساختہ کہدیا خوب ہے

لکھی سال فصلی میں تاریخِ طبع
یہ دیوانِ بے مثل کیا خوب ہے
۱۳۲۲ ف

صبر - جناب حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب رامپوری

ہر کلی محوِ تبسم پھول ہر اک خندہ زن
کیا صبا نے کہدیا ہے کس خوشی کا ہے اثر

مثلِ مستوں کے چمن میں جھومتی ہے شاخ شاخ
پتے پتے پر ہے رنگِ شادمانی جلوہ گر

جب نچھاور کی چمن میں شبنمِ دربار نے
دامنوں میں بھر لئے پھولوں نے خوش ہو کر گہر

بلبلوں کی زمزمہ سنجی کہیں ہے باغ میں
قمریاں کو کو کہیں کرتی ہیں شاخِ تر پر

دیکھکر یہ رنگِ گلشن مجکو حیرت وہ ہوئی
اک طرف جو دیں نرگس میں آئی تھی نظر

گھر میں بیٹھا ہوا تھا کس سے پوچھوں ماجرا
اسجگہ اسوقت خبر میری نہیں کوئی بشر

اک طرف کیا دیکھتا ہوں ناگہاں با صد خوشی
اک لفافہ ہاتھ میں ہے آرہا ہے نامہ بر

آتے ہی بولا کہ تم کس سوچ میں بیٹھے ہو صبر
کیوں یہ رنگِ عیش ہے چھایا ہوا کچھ ہے خبر

جب کہا میں نے کہ مجکو کچھ نہیں معلوم ہے
کیا خبر کیا بات ہے کسکی خوشی ہے گھر بگھر

پہلے تو ہنستا رہا وہ پھر دیا مجکو جواب
دیکھ لو وجہِ طرب خود یہ لفافہ کھولکر

ایک مدت سے تھی جسکے دیکھنے کی آرزو
چھپ گیا ہے آجکل دیوان وہ با کر و فر

پیارے پیارے لفظ ایسے جانِ مشتاقاں نثار
جستی بندش پہ دل قربان ہے صدقے جگر

سب مضامیں دل آرا ساری دنیا سے الگ
کیونکہ فرسودہ مضامیں سے کیا ہر دم حذر

دائرہ رشکِ ہلالِ عید نقطہ رشکِ نجم
کہکشاں ہر اک کشش ہر حرف میں حسنِ قمر

منہ ہی یہ میری زبان کا کر سکون وصف کلام	ایک حصہ بھی نہو سو مین لکھون گر عمر بھر
طبع کی تاریخ کا لکھنا مناسب ہی نہین	اِسلئے لایا ہون لکھوا کر یہ فرمانِ شہر
حکم یہ صادر ہوا ہی شاعرون کو واسطے	قطعہ ہو تاریخ ہو تقریظ ہو کچھ ہو مگر
اسکے چھپنے کو ہوا ہی حکم شاہِ رامپو	جلد چھپکر ختم ہو جائیگا لکھین جلد تر
کام یہ کرنی کا ہی اسمین نہ مانین ایک ہی	گو ہو فقرہ ساز محو عذر طبع حیلہ گر
سنتے ہی جب فکر کی تاریخ کی دل نے کہا	بے تکلف لکھہ ہی دو دای صبر تصنیف اثر
	۱۳۱۲ھ

ضوؔ۔ سید محمد افضل علی صاحب بدایونی

ہین جناب اثر ہزار مین ایک	افصح الملک شاعرِ دوران
دے خالق نے انکو دو فرزند	فخر کونسل ہین آپکے دل جان
ہے ریاست جو مصطفے آباد	اُسکے رکن رکین ہین یہ ذیشان
قدر دانِ کمال حضرتِ رشک	رشکِ فغفور و غیرتِ خاقان
حکمران ہین وہ اس ریاست کے	حق تعالی اُنہین رکھے شادان
مجھسے تاریخ کی ہی فرمایش	گو مین ہون کس میرس ہیچدان

ہجری ضوؔ سالِ طبع کہدیجے ؎

نظم امداد امام قطب زمان
۱۳۱۲ھ

عبد حق - جناب محمد عبد الحق صاحب ترچناپلوی - بحمد اللہ
۱۳ ۱۳ ھ

تصنیف اثر
۱۳۱۳ ھ

اعنی شمس العلماء مولانا و مولوی امداد امام صاحب دام لطفہ
۱۳۱۳ ھ

جناب اثر کا چھپا ہے کلام	بفضل خدائے زمین و زمن
جھلک معرفت کی ہی ہر حرف مین	تصوف کی ہر لفظ مین ہے پھبن
کلام اثر مین اثر کیون نہو	کہ ہر شعر ہے رشک در عدن
کہا ہاتف غیب نے عبد حق	سن طبع - پاکیزہ شعر و سخن
	۱۳۱۳ ھ

دیگر

طبع دیوان اثر شد بے نظیر	گوہر معنی بسلک نظم سفت
عبد حق از بہر طبعش ہاتفم	کاشف اسرار حکمت - سال گفت
	۱۳۱۳ ھ

دیگر

بحمد اللہ لطف ایزدی سے	اثر کا ہو گیا مطبوع دیوان
برائے سال ہجری عبد حق نے	کہا گلدستۂ مشہور دوران
	۱۳۱۳ ھ

از حق گو خاکسار محمد عبد الحق
۱۳۱۳ ھ

عرش۔ جناب منشی سید ضمیر الدین احمد صاحب تلمیذ تسلیم لکھنوی از گیا

اک دھوم مچ رہی ہے ہر سمت جو اثر کی — شاید اسی اثر کی میری دعا تھی طالب
اے عرش معجمہ مین مچ جناب یون لکھ — ہمعصر سوز و رشک میر و دبیر و غالب

۱۳۱۳ھ

دیگر

مرحبا عالمِ دیوان اثر — نغمہ قدسی و طالب ہے یہ
لکھہ سر واہ سے منقوطہ مین عرش — رشک مجموعۂ غالب ہے یہ

۱۳۱۳ھ

عزیز۔ جناب مولوی شاہ محمد عزیز صاحب پھلواروی تلمیذ تمنا پھلواروی

گردید دیوان اثر صد شکر طبع — در گوش من تا این خبر مقروع شد
مصراع سال طبع نوشتم عزیز — دیوان مولانا اثر مطبوع شد

۱۳۱۳ھ

فراق۔ جناب نواب محمد تفضل حسین خانصاحب گیاوی تلمیذ فخر گیاوی

گلزار دہر مین ہے کلامِ اثر کی دھوم — گاتے ہین اس کلام کو مرغان خوشنوا
اہلِ کمال ایسا زمانے مین کون ہے — ذی علم و ذی وقار ہے وہ صاحب وفا
مداح اہلِ بیت و غلامِ ابو تراب — کیون اسکی خاک پا نہو عالم مین کیمیا

تاریخ اے فراق یہ لکھی ہے طبع کی
دیوان یہ رامپور مین بس خوب ہی چھپا

۱۳۱۳ھ

فضل ـ جناب مولوی سید شاہ محمد صاحب پھلواروی

وہ چہ دیوان اثر شد مطبوع ۔۔۔ سرمۂ دیدۂ ارباب نظر
فضل از من سخن طبعش ہاتف ۔۔۔ گفت ـ اشعار دلاویز اثر
۳۱ ۔ ۱۳ھ

قمر ـ جناب مولوی نقی صاحب گیاوی

مژدۂ روح فزا آج یہ لائی ہے صبا ۔۔۔ کہ نئے باغ معانی مین کہلے ہین گلِ تر
پہول یہ وہ ہین نہین جنکو کوئی خوفِ خزان ۔۔۔ نخل یہ وہ ہی کہ سب جسکے رسیدہ ہین ثمر
سخنِ حضرت نواب کی عالم مین ہی دہوم ۔۔۔ دروا ایسا ہی کہ ہر بیت کا اسکے لمین ہی گہر
ہے ہر اک فن مین اثر کو یدِ طولی حاصل ۔۔۔ کم بہت ایسے زمانہ مین ہین اب اہلِ ہنر
کیا کرے وصفِ کلامِ نمکین کا یہ زبان ۔۔۔ وہ حلاوت ہی کہ نقطونمین بہری شکر ہی
حضرت میر کا ہر شعر سے ہی رنگ عیان ۔۔۔ ہین فصاحت سے عیان تیغِ زبان کی جوہر
استعارات نئے ہین تو نئی تشبیہین ۔۔۔ حرف ہر ایک چمکتا ہی مثالِ گوہر
نہ تو اغراق و زوائد ہین نہ ہی حشو کا نام ۔۔۔ ہین تر و تازہ مضامین مثالِ گلِ تر
طبع کی لکھی ہی تاریخ قمر یہ مینے ۔۔۔ مخزنِ علمِ جہانگیر ہے دیوان اثر
۱۳ ۔ ۱۹ ۔ ۶

دیگر

جنابِ حضرت نواب ہین جو ماہرِ فن ۔۔۔ خدا کا شکر ہے دیوان انکا آج چھپا

ثنا ہو کیا قمر اُنکے کلام کی مجھسے
ہر ایک لفظ مین قند و نبات کا ہو مزا

کہی یہ طبع کی تاریخ مجھسے ہاتف نے
جناب عالی کلام اثر ہے سحر افزا
۱۳ ۳۱ ۱

کوثر- جناب حکیم محمد عابد علی صاحب خیرآبادی

فضل و کمال عزّ و شرف جاہ و تمکنت
روز ازل سے جمع ہین امداد امام مین

دیوان لاجواب اِنہین کا ہو زیر طبع
شہرہ ہی جنکی خوبیون کا روم شام مین

ناظورۂ سخن مین جو دلکش ادائین ہین
ایسی سنین نہ دیکھین کسی خوشخرام مین

کیونکر نہون محاسن صوری و معنوی
مصروف ہین جناب شر اہتمام مین

ترٹپین نہ تملائین طلبگار دید کے
جلوہ فروز ہوتا ہے اب صبح و شام مین

باغ سخن سے جنکے مضامین کے تازہ پھول
کہلتے ہین جیسے گلشن دار السلام مین

تاریخ سال طبع کے گلدستے لے چلو
کوثر حضور خسرو عالیمقام مین

فرمانروائے کشور آباد رامپور
مشہور ہین جو ظل خدا خاص و عام مین

شاہو نکا شہریار سلاطین کا تاجدار
تابین ہین نصر و فتح کی جسکی حسام مین

ترکیب نام نامی ممدوح ہے گواہ
ہین جمع حامد اور علی ایک نام مین

جادو کا سر اُڑا تو نکل آیا سال طبع
بنگالہ کا ہے سحر اثر کے کلام مین
۳۱ ۱۳ ھ

دیگر

خدا کے فضل سے ایسا چھپا کلام اثر
کہ جسکی دید سے بڑھتی ہے آنکھ تنویر

پریہ خوبیوں کا مرقع ہے یا کہ دیوان ہے
یہ بیل بوٹے بنے ہین کہ حسن کی تصویر

بہ زور خامۂ معجز نگار کاتب ہے
لب حروف ہین سرگرم کوشش تقریر

نہین ہین صفحۂ کاغذ پہ عنبرین سطرین
لگی ہین پہنی عروس بہار نے زنجیر

یہ دائرے سر قرطاس نور افشان ہین
کہ آسمان پہ چمکتے ہین ماہ و مہر منیر

اشارے کرتی ہے ہر دائرے کی نوک پلک
کہ ونگی ہین انہین تیر ونسی مرغ دل نخچیر

زبان فصیح مضامین وسیع گرم اشعار
کہین ہے داغ کا ڈھنگ اور کہین ہے رنگ میر

اثر ہین شمع شبستان حیدر و زہرا
گواہ فضل و شرافت ہے آیۂ تطہیر

اثر ہی ہین ثمر نور ہین ریاض حسن
اثر ہی ہین گل خوش رنگ گلشن شبیر

نبی کے ہین جو نواسے علی کے پوتے ہین
خدا کے گھر سے ملا جاہ و عزت و توقیر

غضب کا سحر و فسون ہے اثر کی آنکھون مین
نظر ملاتی ہی ہر دل کو کر لیا تسخیر

کہا یہ ہاتف غیبی نے کان مین کو اثر
ہوا جو قصد کرون سال طبع کو تحریر

نکلتے ہین لب حافظ سے بکرمی سمت
جناب میر کا ہے رنگ درد کی تاثیر
سمت ۱۹ ۶۹

دیگر

طبع شد بے مثل دیوانِ اثر — گشت افزون عزت و شانِ سخن

عقدِ پروین خوشہ چینِ شعرِ او — نظمِ رنگینش بود جانِ سخن

جلوہ پیرا چار سو ہر جنسِ نظم — ہست دیوان یا کہ دکانِ سخن

یوسفِ معنی نقاب از رخ فگند — شد منور مصر و کنعانِ سخن

شوکتِ الفاظ و مضمونِ بلند — پرتوِ شمعِ شبستانِ سخن

سال طبعش کو ز دل خون تو شست — مبدعِ لعلِ بدخشانِ سخن
۱۳۰ ۱۹ ء

لااُبالی - جناب سید فضل ستار صاحب ایچ۔ بی امروہوی

اینک دُرِ اشعار چو مجموع بشد — وصفش بہ بیان سحر مسموع بشد
۳۱ ۱۳ ھ — ۳۱ ۱۳ ھ

پس گشت بلا ابالی سال طبعش — دیوانِ اثر کنون مطبوع بشد
۳۱ ۱۳ ھ — ۳۱ ۱۳ ھ

دیگر

حبذا دیوان کہ وقفِ آفرین گشتہ جہان — مرحبا از خوبیش لبریز تحسین بحر و بر

لااُبالی گفت تاریخِ اشاعت فی البدیہہ — طبع شد دیوان با مداد امام حالا اثر
۳۱ ۱۳ ھ

دیگر

شد نسخہ مطبوع شگفتہ گلِ تر — ہر صفحۂ دیوان چمنستانِ نظم

منظوقہ منقوطہ مسیحی سالش	گلدستۂ مجموع خیالات اثر ۱۳۰۱ء

مسلم۔ جناب محمد مسلم صاحب صادق پوری پٹنہ

دیوان اثر چو گشت مطبوع	این خوش خبرے کسے بمن گفت
چون خواستم از خرد سن طبع	گلدستۂ گلچین سخن گفت ۱۳۰۱

دیگر

بیا کام دل تازہ کن زین سخن	کہ شیرین بباطن بظاہر ملیح
بلے از لب دل سن طبع آن	بر آمد کلام بلیغ و فصیح

میر۔ جناب ابوالقاسم میر کرامت اللہ صاحب خلف جناب میر اسد اللہ صاحب انور

علامہ فرخ سیر چون نام خود ہمگی اثر	آتش زبان آتش بیان جسنت جمیع خصائلہ
نواب ما الامحتشم دیوان آن معجز رقم	مطبوع کردہ این زمان کست الدجی بجمالہ
چون میر کردم سر فراز بہر سال طبع او	شد از لب سعدی عیان بلغ العلیٰ بکمالہ ۱۳۰۱ھ

نشر۔ جناب سید مسیح احمد صاحب بیتھوی

قطعہ سال طبع دیوان جناب نواب امداد امام صاحب بہادر اثر ہنیوری

۵	ہے جو دیوان اثر کا زیر طبع	۷۰	۶۰	سحر کر دیتے ہین کلام اسکے	۱۰
۳۰۰	شعر جتنے ہین انتخاب ہین وہ	۵	۴۰۰	روز مرہ ہین کوٹ کوٹ بھرے	۱۰

۳۰ لکھد سے ہین مضامین چن چن کے ۲۰۰	۱ اب زبانِ قلم کو نشتر تو روکے ۲۰	۴۰۰ تجکو تاریخ کی اگر ہے تلاش ۳۰۰	۱۳۳۱ھ
۸ حق یہ ہے اور کوئی کیا لکھے ۱۰	۱۰۰۰ غیر ممکن ہے وصف ہو تجھسے ۱۰	۲ بے بہا نظم پر اثر۔ لکھد سے ۱۰ ۱۴ ۱۹ ۶	۲۰ ۱۳ف

وحشت۔ جناب منشی رضا علی صاحب از کلکتہ

شمس العلما سید والا گوہر
دیوان کلام خود مرتب فرمود

نواب سخن دان اثر نیک سیر
وحشت سن طبع گفت تصنیف اثر ۱۳۳۱ھ

یکتا۔ جناب منشی شمس التوحید صاحب بہاری تلمیذ تمنا پھلواروی

مرحبا خوب چھپ گیا دیوان
جتنے شاعر ہین اس زمانے کے
ہے ہر اک شعر مین نیا اک لطف

کل دواوین مین یہ ہے ممتاز
اسکے مداح ہین بیک آواز
ہر غزل مین ہے اک نیا انداز

عیسوی سال تم بھی اے یکتا
لکھدو۔ اشعار نغز پر اعجاز ۱۹۱۳ع

تمت

لہ اول مصرعون کے اول و آخر حروف کے اعداد لینے سے سنہ ہجری اور ثانی مصرعون کے اول و آخر حروف کے اعداد لینے سے سنہ فصلی نکلتے ہین۔ مع سرنامہ چار سن ہین۔

الحمد للہ

دیوانِ ہذا حسب منشاء حکم کرنل ہز ہائینس

عالیجاہ فرزند دلپذیر دولتِ انگلشیہ

مخلص الدولہ ناصر الملک امیر الامراء نواب

سید محمد حامد علی خان بہادر مستعد جنگ

جی سی آئی ای۔ جی سی وی او۔ اے ڈی سی

والیِ ریاستِ رامپور دام اقبالہم و ملکہم

زیرِ نگرانی صاحبزادہ سید مصطفٰی علیخان بہادر

ہوم سکرٹری مطبع سرکاری مین طبع ہوا

سنہ ۱۹۱۳ء